أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
(سورۃ یونس ۶۲)

ترجمہ: یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا

احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

نقوش و تاثرات

تحریر و افادات

حجۃ الاسلام جسٹس (ر)

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

مرتب:

محمد ثقلین جاوید

ناشر:

محمود پبلی کیشنز اسلامک ٹرسٹ

جامعہ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی شاہدرہ لاہور

شیخ التفسیر حضرت مولانا

احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

نقوش و تاثرات

حجۃ الاسلام جسٹس (ر)

تحریر و افادات: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: محمد ثقلین جاوید

اشاعت اوّل: نومبر 2025ء

اشاعت دوم: جون 2026ء

جملہ حقوق اشاعت بحقِ ناشر: محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ، لاہور محفوظ ہیں۔

CITY JĀMIA MASJID
118, South Street, Longsight
Manchester England, M12 4DT
Tel: +44-161-2732422
Mob: + 44-7877151083.
+44-7482090807
Email: info@islamicacademy.co.uk

Idara Isha'at-Ul-Islam
26 Blackburn Street Old Trafford
Manchester England,M16 9LJ
Tel: +44-161-232985.
Mob: +44-7713155565
Email: imdadia@hotmail.co.uk
drallamahkhalidmahmoud@gmail.com

محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ، لاہور

دکان نمبر 55، فرسٹ فلور

ہادیہ حلیمہ سینٹر، غزنی اسٹریٹ،

اردو بازار، لاہور۔

رابطہ نمبر

042-37321526
0302-4284770

فہرست

		آراء وتاثرات	۷
❋	۱	حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی	۹
❋	۲	حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب حفظہ اللہ	۱۰
❋	۳	حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی مدظلہ العالی	۱۲
❋	۴	حضرت مولانا محمد انوار الحق حقانی مدظلہ العالی	۱۳
❋	5	حضرت مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ العالی	۱۵
❋	۶	حضرت مولانا مفتی نذیر احمد قاسمی کشمیری مدظلہ العالی	۱۷
❋	عرضِ مرتب	محمد ثقلین جاوید عفا اللہ عنہ	۲۳
❋	سوانحی خاکہ	شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	۳۹
❋	سوانحی خاکہ	حجۃ الاسلام جسٹس (ر) حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ	۴۵
		عصرِ حاضر کے زعیمِ اسلام	۵۳
❋		علامہ صاحبؒ کے حضرت لاہوریؒ کی معیت میں کئی اسفار	۵۵
❋		بدلتے حالات میں ابدی ہدایت کے علمبردار	۵۵
❋		اسلاف کے طرز پر ہمہ جہت خدمات	۵۶
❋		بدلتے حالات میں الٰہی ہدایت	۵۶
❋		ایک تجدد پسند کا اعتراض	۵۷
❋		جواب	۵۷
❋		اکابر دیوبند نے شریعت کی وسیع دامانی پر ہمیشہ نظر رکھی	۵۸

❋	آج سے سو سال پہلے کا لاہور	۵۸
❋	حالات کا رخ تبدیل کرنے کی الٰہی حکمت	۶۰
❋	حضرت مولانا احمد علیؒ	۶۱
❋	حضرت مولانا احمد علیؒ کی لاہور آمد	۶۱
❋	اسلاف دیو بند پر غیر متزلزل یقین	۶۳
❋	اسلاف کی میراث علمی میں امانتداری	۶۴
❋	جامع مسجد شیرانوالہ میں روزانہ درس قرآن	۶۵
❋	علماء کرام کیلئے سالانہ دورہ قرآن	۶۵
❋	نئے انداز تفسیر کا ایک عجیب سلسلہ	۶۶
❋	حضرت شاہ ولی اللہؒ کا پیغام انقلاب	۶۶
❋	کیمپ مجاہدین سے رابطہ عمومی	۶۷
❋	حضرت امروٹیؒ اور حضرت دین پوریؒ کا فیضان	۶۷
❋	تالیف واشاعت کے کام کی اہمیت	۶۸
❋	ضرورت وقت کے مطابق تبلیغی رسائل	۶۹
❋	اسلامی لٹریچر کا اسلامی رنگ	۶۹
❋	انجمن خدام الدین کا قیام	۷۰
❋	پنجاب میں اکابر علماء دیو بند کا تعارف	۷۰
❋	سیاسی خدمات	۷۰
	حضرت شیخ التفسیرؒ کا منہاج درس تفسیر	۷۳
❋	مجتہد لوگ مرنہیں سکتے، وہ فقط راستہ بدلتے ہیں	۷۵
❋	اسلاف اور قرآن فہمی	۷۵
❋	صحابہ اور تابعین کی تفسیر کی روشنی میں مرادات کلام باری کا تعین ہو	۷۵

❁	قرآن کریم آسان کتاب اور اپنے مطالب ومقاصد میں فطرت کی صحیح ترجمان	۷۶
❁	متکلمین کی خدمات	۷۶
❁	تصویر کا دوسرا رخ	۷۶
❁	عجمی اسلام	۷۶
❁	شیخ التفسیرؒ کا انداز درس وتفسیر خالص عربی اسلام کا ترجمان	۷۷
❁	علامہ صاحبؒ پر حضرت لاہوریؒ کے درسِ تفسیر کا اثر	۷۷
❁	شیخ التفسیرؒ کو ہر فن کی کتابیں از بر تھیں	۷۸
❁	ربط آیات کے سلسلے میں حضرت لاہوریؒ کے مختصر نہایت جامع حواشی	۷۸
❁	حضرت لاہوری کا موضوع عربی اسلام تھا، عجمی اسلام نہ تھا	۷۸
	خطبات حضرت لاہوریؒ: مقدمہ	۷۹
❁	ورثہ انبیاء	۸۱
❁	علماء ربانیین کی تین نشانیاں	۸۱
❁	حضرت لاہوریؒ کو تینوں دائروں سے وافر حصہ ملا	۸۱
❁	حضرت لاہوریؒ قادری سلسلہ کے شیخ طریقت	۸۱
❁	حضرت لاہوریؒ جمعیت علماء کے رکن اور مولانا سندھیؒ کے مشن کے جانباز سپاہی	۸۱
❁	پنجاب میں درس قرآن کا اجالا	۸۲
❁	حضرت لاہوریؒ کی فرقہ وارانہ فضا سے طبعی نفرت	۸۲
❁	حضرت لاہوریؒ کے خطبات جمعہ کی اہمیت	۸۳
	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ حضرت شیخ التفسیرؒ کی نظر میں	۸۵
❁	ہندوستان میں صوفیا کرام کا کردار	۸۷
❁	مولانا عثمانیؒ، مولانا کشمیریؒ، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور مولانا مدنیؒ کی لاہور آمد	۸۸
❁	مدرسہ قاسم العلوم سے دورہ تفسیر کرنے والوں کی اسناد پر ان چار بزرگوں کے نام	۸۸

❁	مولانا عبیداللہ انورؒ اپنے والد مکرم کے مسلک اعتدال پر قائم	۸۸
❁	حضرت لاہوریؒ حضرت مدنیؒ کے عقیدت مند	۸۹
❁	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی دیانت	۹۰
	افادات	۹۱
❁	① اندھا کسے کہتے ہیں؟	۹۵
❁	② اہل اقتدار کو دعوت فکر	۹۵
❁	③ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے علوم وافکار کے وارث	۹۶
❁	④ ضرورت سے زائد مال جمع کرنے والوں کیلئے قابل غور ارشاد	۹۷
❁	⑤ حضرت لاہوریؒ کا استغناء	۹۷
❁	⑥ حضرت لاہوریؒ کی دو خواہشات	۹۷
❁	⑦ جمعہ کے خطبہ کی اہمیت	۹۸
❁	⑧ حضرت مدنیؒ کا خط بنام حضرت لاہوریؒ	۹۸
❁	⑨ مولانا سندھیؒ کے نظریات	۹۸
❁	⑩ اتحاد امت	۹۹
	ضمیمہ	۱۰۱
❁	مولانا عبیداللہ سندھیؒ آخر دم تک شاہ ولی اللہؒ کی عقیدت میں	۱۰۳
❁	حیات ونزول مسیحؑ مولانا سندھیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ	۱۰۵
❁	مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ کا بیان	۱۱۱
❁	حواشی وحوالہ جات	۱۱۳
	ہفت روزہ خدام الدین سے علامہ صاحبؒ کے تعلق کی کچھ تاریخی یادیں	۱۳۳

آراء

و

تاثرات

۱ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی

۲ حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب حفظہ اللہ

۳ حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی مدظلہ العالی

۴ حضرت مولانا محمد انوار الحق حقانی مدظلہ العالی

۵ حضرت مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ العالی

۶ حضرت مولانا مفتی نذیر احمد قاسمی کشمیری مدظلہ العالی

۱

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی

(سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں، ضلع میانوالی، پاکستان)

فقیر ابو السعد
خلیل احمد عفی عنہ
خانقاہ سراجیہ
نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں، ضلع میانوالی
پاکستان
پوسٹ کوڈ 42050
فون 0300-6091121

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَعدَ الحَمدِ وَالصَّلوٰةِ وَاِرسَالِ التَّسلِیمَاتِ وَالتَّحِیَّاتِ فقیر ابو السعد خَلِیل احمد عُفِیَ عَنہُ

تقریظ

حق جل مجدہ نے خلق خدا کی فوز و فلاح کے لئے نجوم ہدایت کو جابجا منور فرمادیا۔ متلاشیان حق نے جوق در جوق ان روشن چمکدار ستاروں سے اس طرح جلا پائی کہ ان میں سے ہر فرد ہدایت کا منارہ ٹھہرا۔ ان کے قدسی وجود کی برکت سے عالم میں حق کا بول بالا ہوا۔ اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہوئیں اور یہ ذوات قدسیہ حق کا استعارہ کہلائیں۔

مولائے کریم نے حضرت مولانا علامہ خالد محمود قدس سرہٗ کو یہ امتیاز عطا فرمایا تھا کہ آنجناب نے جس عنوان کو موضوع سخن بنایا اس کا کمال حق ادا فرمایا۔ بلاشبہ "ایں سعادت بزور بازو نیست"۔ بلا مبالغہ حضرت علامہ رحمہ اللہ اکابر کے مسلک، مشرب اور روایات کے امین اور محافظ ہیں۔ رحمہ اللّٰہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

زیر نظر وقیع مجموعہ "شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نقوش و تاثرات" حضرت علامہ رحمہ اللہ کی تحریرات اور افادات پر مشتمل ہے۔ اس مبارک مجموعہ میں حضرت امام لاہوری قدس سرہٗ جیسی عبقری شخصیت کی تفسیری خدمات کو بایں طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کی دیگر گراں قدر دینی، علمی اور سیاسی خدمات کو بھی عیاں فرمایا ہے۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیراً کثیراً کثیراً... آمین

اللہ کریم عزیزم مولانا محمد ثقلین جاوید زید مجدہم اور ان کے دیگر احباب کو جزائے خیر بخشے اور مزید توفیق مرحمت فرمائے کہ یہ حضرات حضرت علامہ رحمہ اللہ کی وقیع علمی خدمات کو امت کے سامنے پیش کرنے کے عظیم مشن میں سرگرداں ہیں۔ فقیر کو اس پر دلی خوشی ہے۔ فجزاکم اللّٰہ تعالیٰ خیراً فی الدارین۔

والسلام

فقیر ابو السعد خلیل احمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں میانوالی

17 ربیع الثانی 1447 بمطابق 11 اکتوبر 2025

۲

حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب حفظہ اللہ

ابن حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف احقر کو والد مکرم حضرت العلامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں بہت چھوٹی عمر میں حاصل ہوا لہٰذا کوئی خاص مواد تو میسر نہیں، البتہ یاد پڑتا ہے کہ کچھ عرصہ تک والد مکرم کا ہفتہ میں ایک دو بار شیرانوالہ دروازہ جو کہ حضرت لاہوری کے ادارے کی علاقائی پہچان کا عنوان تھا، جانے کا اہتمام رہا اور والد مکرم بڑے شوق سے وہاں جاتے تھے خوشی اور ذمہ داری کا اہتمام بڑا واضح نظر آیا کرتا تھا۔ اغلب گمان ہے کہ شاید یہ جمعہ کے بیان یا درس تفسیر کی مجالس کے ایام ہوتے ہوں گے۔ انجمن خدام الدین کے دفتر میں بھی آنا جانا رہتا تھا اور والد مکرم کا ہفت روزہ خدام الدین کی مجلس ادارت میں بھی کردار رہا ہے۔ اکثر و بیشتر نظریاتی مضامین مجلہ کی زینت بنتے رہے اور ایک موقع پر قادیانیوں کی جانب سے حضرت تھانویؒ پر سرقہ علمی کا الزام لگایا گیا۔ اس کے جواب میں خدام الدین میں شائع ہونے والا دندان شکن تحقیقی مقالہ ''براۃ حضرت تھانویؒ'' والد مکرم کے ایک قلمی شاہکار کے طور پر تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

حضرت لاہوریؒ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ والد مکرم کی خاص مجالس کے بعض اشارات سے گمان ہوتا ہے فیضان صحبت حضرت لاہوریؒ سے ایک مرتبہ مکاشفہ حقائق الاشیاء کی کیفیت ودیعت ہوئی جس کا بوجھ خلاف طبیعت و برداشت محسوس ہوا۔ پھر حضرت لاہوریؒ سے احوال بیان کر کے اس کیفیت سے خلاصی کی دعا کروائی۔ البتہ اس واقعہ میں حضرت لاہوری کے

ساتھ تعلق، عقیدت اور قربت کے اشارات ملتے ہیں۔ صاحبزادہ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت اور اخوت حقیقی بھائیوں والی تھی جسکی مثال دورِ حاضر میں مفقود ہے۔

مسائل اصلاح احوال، اخلاص کی سوچ اور روزمرہ معاملات میں کتاب اللہ کی راہنمائی یعنی تفسیر کے حوالے سے ہمارے گھر میں حضرت لاہوریؒ کا ذکر خیر عزیز و اقارب کے ذکر سے زیادہ عام رہتا تھا۔ والد مکرم نے زندگی بھر جہاں بھی سکونت اختیار فرمائی ہر جگہ ہفتہ وار درس قرآن کے قیام کا اہتمام فرمایا۔ یہ یقیناً حضرت لاہوری کی صحبت اور شفقت کی تاثیر تھی۔

صغرسنی کے باعث مشاہدہ ومجلس کی یادیں انتہائی محدود ہیں۔ حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد انکے مرقد پر والد مکرم کی حاضری بکثرت رہی۔ ہمارے دادا مکرم کی آخری آرام گاہ بھی حضرت لاہوریؒ کے مرقد سے چند گز کے فاصلے پر ہے اور یوں ہماری وہاں حاضری کے دومواقع جمع ہو گئے۔ خوشبو کے اثرات ''میانی صاحب'' قبرستان کے اس حصہ میں نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی محسوس ہوتے ہیں جو بوقت تدفین ایک ناقابل انکار خرق عادت منفرد مشاہدہ تھا۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا شمار عالم باعمل، ولی کامل اور عاشق قرآن وسنت حضرت لاہوریؒ اور قافلہ حق کے علماء ومشائخ کے عقیدت مندوں میں رقم فرمائے اور مولانا محمد ثقلین جاوید سلمہ کی اس مَساعی کو بارآور فرمائے، قبولت سے نوازے، توشہ آخرت بنائے (آمین)۔

آخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی نبینا سیدنا محمد ﷺ۔

۳

حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، سرپرست وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

Hafiz
Fazal-ur-Rahim
Ashrafi

- Chancellor: Jamia Ashrafia
- Patron: Wifqa ul Madaris Al-Arabia, Pakistan
- Chairman: Punjab Quran Board
- President: Rabita Adab-e-Islami Pakistan
- Member: Central Ruet-e-Halal Committee Pakistan
- Patron: Ashrafia Girls College Lahore

الجامعة الاشرفية

حافظ فضل الرحیم اشرفی

- مہتمم و شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ لاہور
- سرپرست وفاق المدارس العربیہ پاکستان
- چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ
- صدر رابطہ ادب اسلامی پاکستان
- ممبر مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان
- سرپرست اشرفیہ گرلز کالج لاہور

Ref. # 97/JA/25 — Dated 24/09/2025

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ! امابعد

احقر کو کتاب ہٰذا بذریعہ واٹس ایپ موصول ہوئی۔ یہ کتاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی کچھ یادوں پر مشتمل ہے اور اس کتاب کو عزیزم ثقلین جاوید صاحب نے میرے انتہائی محبوب حضرت علامہ خالد محمود صاحبؒ کی تحریرات وافادات کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔

بندہ اپنی ضعف طبع کی بناء پر کتاب کو نہیں دیکھ سکا، چیدہ چیدہ مقامات سے سنا ہے، دل سے دعائیں جاری ہوئیں۔ اللہ جل شانہٗ ہمارے تمام اکابر کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، مؤلف کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

آخر میں التماس ہے کہ بندہ کے ایمان اور حسن خاتمہ کے لئے خصوصی دعاء فرمادیویں۔

محتاج دعاء

حافظ فضل الرحیم

جامعہ اشرفیہ لاہور

Postal Address: House # 1, Jamia Ashrafia Ferozepur Road, Lahore - 54600
Ph: +92-42-37428384 Cell: +92-333-4210985 E-Mail: hfrahim@gmail.com Website: www.jamiaashrafia.org

۴

حضرت مولانا محمد انوار الحق حقانی مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم:

ریاست علم وادب اور حکمت وشعور کی دنیا میں کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کا ذکر ایک فرد کی تاریخ نہیں بلکہ ایک علمی وفکری عہد کی داستان کے طور پر لیا جاتا ہے۔ یہ مقدس ہستیاں محض کتابی علم کے امین نہیں ہوتیں بلکہ فکر وبصیرت کے چراغ جلاتے ہوئے نسلوں کی رہنمائی کا عظیم کارنامہ سرانجام دیتی ہیں۔ اور یہی وہ انقلابی لوگ ہیں جن کے دم سے علم کو نئی جہات، فکر کو تازگی اور حقائق کے دروا ہوئے ہیں۔ ہمارے عظیم اکابر علماء دیوبند میں ہر ایک فرد اسی منصب پر فائز تھا اور ہر فرد مسلسل علم وحکمت کے ابلاغ وتبلیغ کے روشن مینار کی طرح نمایاں رہا۔ ان میں ایک نمایاں نام شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ہے جنہوں نے قرآن کی تفسیر کو ایک علمی اور روحانی مشن کی حیثیت دی اور اس کے اسرار ومعارف کو عام کرنے میں اپنی حیات مستعار کا ہر لمحہ وقف کیا۔

برادر عزیز، شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے شیخ التفسیر صاحب سے براہ راست استفادہ کیا اور والد بزرگوار کی وجہ سے امام احمد علی لاہوری کا خانوادہ حق کے ساتھ شفقت ومحبت کا ایک فطری تعلق استوار رہا اور ہم نے ہمیشہ ان سے سیکھنے کی کوشش کی۔ میرا ذاتی مشاہدہ یہ رہا ہے کہ مولانا احمد علی لاہوریؒ ان علماء میں سے تھے جنہوں نے قرآن فہمی کو محض علمی مباحث تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے عملی زندگی میں نافذ کرنے کا ایک ہمہ جہت پیغام دیا۔ ان کے ہاں الفاظ کی چمک دمک سے زیادہ معانی کی گہرائی اہم تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا انداز تفسیر محض الفاظ کی تشریح نہیں بلکہ قلوب واذہان کی تطہیر کا ذریعہ تھا جس نے ایک پوری نسل کو قرآن کے نور سے منور کیا۔

زیر نظر کتاب ''شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ: نقوش و تاثرات'' اسی علمی و روحانی شخصیت کے تذکرے پر مشتمل ایک وقیع مجموعہ ہے، جس کو محترم مولانا محمد ثقلین جاوید سلمہ نے انتہائی عرق ریزی سے مرتب کیا۔ یہ دراصل علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ کے تحریر و افادات ہیں جنہوں نے خود مولانا احمد علی لاہوریؒ کو انتہائی قریب سے دیکھا اور ان سے علمی استفادہ کیا ہے۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ خود ایک عظیم عالم دین تھے جنہوں نے ان بزرگوں سے استفادہ کیا اور پھر ان کو ضبط تحریر میں بھی لائے۔ مزید خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ کے متعلقین میں سے بھی جناب محمد ثقلین جاوید صاحب جیسے باذوق افراد موجود ہیں جو مسلسل ان کی تحریرات کو جمع کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت عامہ عطا فرمائے، اسے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی علمی و روحانی خدمات کے لیے ایک صدقۂ جاریہ بنائے، اور مؤلف و مرتبین کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اکابر علماء کی علمی وراثت سے فیض یاب ہونے، ان کے نقش قدم پر چلنے اور قرآن کریم کی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد انوار الحق عفی عنہ

۴ فروری ۲۰۲۵ء

۞۞۞

۵

حضرت مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ العالی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، سیکرٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے زمانہ کے ان مشائخ و مصلحین میں سے تھے جنھوں نے ہزاروں بندگان خدا کو خدا سے جوڑنے کا کام کیا، سلسلہ قادریہ راشدیہ کے جلیل القدر شیخ، صاف دل اور صاف گو، امت کے لیے کڑھنے والے اور لوگوں کو آخرت کی پکڑ سے ڈرانے والے ایسے بزرگ تھے جن کی ذات سے ایک عالم فیضیاب ہوا، سال میں تین ماہ کے لیے ان کے یہاں علماء کے لیے تدریب تفسیر کا نظام تھا، جس میں فارغین مدارس شریک ہوتے تھے، اس میں قرآن مجید کا ترجمہ، اس کے مضامین کا درس بھی ہوتا تھا اور ''حجۃ اللہ البالغہ'' کو بھی مولانا نے شامل نصاب فرمایا تھا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے وہ استاد بھی تھے اور مصلح بھی، سب سے پہلی روحانی شخصیت جس سے حضرت متاثر ہوئے حضرت مولانا احمد علی صاحب کی شخصیت تھی، حضرت کی عمر ۱۰ / ۱۲ سال کی رہی ہوگی جب مولانا سے ملاقات ہوئی اور اسی وقت نرم زمین پر محبت کا ایسا بیج پڑا جو بعد میں برگ و بار لایا، حضرت مولانا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تین مہینے کا نصاب مکمل فرمایا اور امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے اور سند حاصل کی، مولانا کو اٹھانوے نمبر حاصل ہوئے، حضرت مدنی تقسیم اسانید کے جلسہ میں تشریف لائے اور نمبرات دیکھے تو فرمایا کہ وہ نمبر کیسے کم رہ گئے؟ وہ سند آج بھی حضرت مولانا کے ذخیرہ میں محفوظ ہے اور اس پر حضرت لاہوری کے علاوہ علامہ انور شاہ صاحب، حضرت مدنی اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کی دستخطیں ثبت ہیں۔

اس کے دوسرے سال ہمارے حضرت پھر حضرت لاہوری کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئے، تو حضرت نے اپنے شیخ حضرت خلیفہ صاحب کے پاس دینپور بھیج دیا، حضرت مولانا حضرت خلیفہ صاحب سے بیعت ہو گئے لیکن اصلاحی تعلق حضرت لاہوری سے رہا، بادشاہی مسجد لاہور میں بھی ایک چلہ گزارا جس کے بعض واقعات حضرت سنایا کرتے تھے، وہاں بڑی قربانیوں کے ساتھ وقت گزرا۔

حضرت لاہوری کو اپنے اس تلمیذ ومسترشد سے بڑا گہرا تعلق تھا جو ان کے مکاتیب سے ظاہر ہوتا ہے جو انہوں نے حضرت کو لکھے ہیں، ایک خط میں حضرت لاہوری نے یہاں تک تحریر فرمایا کہ "مجھے جو خوشی فرزند حبیب اللہ کی ترقی سے ہوتی ہے، وہی خوشی بلکہ اس سے زیادہ خوشی آپ کی ترقی سے ہوتی ہے، بارگاہ الٰہی میں آپ کی ترقیات کے لیے ملتجی ہوں۔" پھر جب اجازت بیعت وارشاد مرحمت فرمائی تو بھی بلند کلمات ارشاد فرمائے۔

حضرت لاہوری کے ارادت مندوں اور مستفیدین میں ایک نمایاں نام حضرت علامہ خالد محمود صاحبؒ کا ہے، نوجوانی کے زمانہ سے علامہ ان کے نام کا جز بن گیا اور خاص طور پر رد باطل میں ان کو ایک امتیاز حاصل ہوا، ان کا فیض یوکے، یورپ، امریکہ میں بھی پہنچا اور ان کی محققانہ تصنیفات سے آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔

علامہ نے حضرت لاہوری کی خدمت میں گزرے اوقات میں جو کچھ سنا وہ قلم بند فرمایا ہے، ان منتشر مضامین کو مولانا محمد ثقلین جاوید صاحب نے مرتب کیا ہے، یقیناً وہ ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں، انہوں نے اچھی علمی وروحانی سوغات عوام وخواص کے لیے تیار کر دی ہے، میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کی اس کاوش کو کامیاب فرمائے اور اس کو صاحب ملفوظات، جامع اور مرتب سب کے لیے ذخیرۂ آخرت فرمائے۔ آمین!

بلال عبدالحی حسنی ندوی

(ندوۃ العلماء لکھنؤ)

۶

حضرت مولانا مفتی نذیر احمد قاسمی کشمیری مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث وصدر مفتی دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر، رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

بسمہ سبحانہ وتعالیٰ

چمنستان دیو بند کا گل سرسبد، استاذ الکل بطل حریت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندی دار العلوم دیو بند کا پہلا طالب علم ہے۔ ان کے استاد کا نام نامی بھی محمود اور یہ خود بھی محمود کے اسم با مسمی تھے۔ شیخ الہند کے منبع علم سے جو شخصیات وجود پذیر ہوئیں ان میں حضرت مولانا تھانوی، علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہ جبال العلم وحکمت تھے۔ ان ہی عظیم شخصیات میں سے اپنے عہد کی منفرد خصوصیات کی ممتاز شخصیت مفسر قرآن، داعی توحید وسنت حضرت مولانا احمد علی لاہوری بھی تھے۔ رحمة الله علیه رحمة واسعة۔

حضرت لاہوری کی شخصیت مثالی زندگی کی حامل اور اپنے خطہ کی منفرد صفات کی حامل ہستی تھی۔ ہم جیسے اصاغر اور بہت بعد میں پیدا ہونے والوں نے حضرت لاہوری کی علمی وعملی زندگی سے براہ راست استفادہ تو کجا زیارت تک نہیں کی بلکہ ان کی حیات میں ہمارا وجود بھی عدم سے ظہور میں نہیں ہوا تھا۔ لیکن ان کی شخصیت وکمالات کے متعلق جو کچھ پڑھا یا سنا اس کی بنا پر بے اختیار یہ احساس ابھرتا ہے کہ وہ نہایت عظیم المرتبت ہستی تھی، جن کی ذات سے استفادہ کرنے والے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود جیسی عبقری شخصیات بھی تھیں، ان کے عظیم تر ہونے میں کیا تردد ہوسکتا ہے۔

حضرت لاہوری کی زندگی متنوع صفات اور خدمات دینی کے ساتھ اخلاقی و روحانی محیر العقول کمالات کا مجموعہ تھی۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے چند اہم ترین پہلوؤں میں سے تفسیر قرآن سب سے نمایاں پہلو ہے۔ درس قرآن میں ان کا قرآن کریم سے والہانہ لگاؤ اور اس سلسلے میں ان کا جذبہ بے سراں ان کو دیگر تمام ان اکابر شخصیات سے ممتاز بناتا ہے جو اس عہد کے آفتاب و مہتاب تھے۔ ان کے درس قرآن سے مستفید ہونے والوں میں حضرت مولانا علی میاں، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود جیسے عظیم علمائے ربانیین بھی تھے، اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی، ڈاکٹر سید عبداللہ، علامہ علاؤالدین صدیقی جیسے دانشور و اہل علم بھی، اور عوام بھی۔ ان کا درس قرآن عوام اور سادہ لوح مسلمانوں کے لیے بھی اکسیر ہدایت ہوتا تھا، اور اہل علم و دانش کے لیے بھی علمی و فکری گلستان۔

حضرت لاہوریؒ کا درس قرآن جو مختلف مناہج کے ساتھ ہوتا تھا اس میں مختصر دورہ تفسیر بھی ہوتا جو کبھی تین ماہ پر مشتمل ہوتا اور یہ ایک درس طویل مباحث اور تفصیلی مضامین کا ایک ایمان افروز سلسلہ ہوتا۔ درس قرآن کے ساتھ حضرت لاہوری کا تعلق کس درجہ تھا اس کا بہترین اندازہ اس اقتباس سے ہوگا، حضرت فرماتے ہیں:

> ''میں نے دس سال حضرت مولانا عبید اللہ سندھی سے قرآن مجید پڑھا اور انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں ساری عمر قرآن میں صرف کروں گا اور اسی کو اپنا نصب العین بناؤں گا........ الحمدللہ! اللہ تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اس وعدہ کو نبھانے کی توفیق بخشی...... جوانی سے اب بڑھاپے تک بس یہی مشغلہ رہا اور یہ امانت آپ (درس قرآن میں شریک علماء کرام) کے سپرد کر رہا ہوں تا کہ میرے دنیا سے جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ خیر جاری رہے.......... اب آپ (علماء کرام شرکاء درس) پر قرآن مجید کا گھر گھر پہنچانا ضروری ہے۔ اگر آپ نے اس فریضہ کو ادا نہ کیا تو یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالی گرفت فرمائے گا کہ جب تمہیں میں نے قرآن کی سمجھ دی تھی تو تم نے کوتاہی کیوں کی۔''

پھر حضرت لاہوری نے آگے نصیحت جو فرمائی وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

''جب آپ دین حق کی آواز اٹھائیں گے تو لوگوں کی طرف سے مخالفتیں ہوں گی، طعنے دیے جائیں گے، تکالیف پہنچیں گی مگر یاد رکھو کہ ڈٹ کر مصائب کا مقابلہ کرنا، آخر فتح تمہاری ہوگی...... باطل دم دبا کر بھاگے گا۔ میری زندگی تمہارے سامنے ہے، اللہ تعالیٰ نے کس طرح کامیاب بنایا، میرے مقابلے میں بڑے بڑے آئے مگر سب کو منہ کی کھانی پڑی۔''

(آخری دورہ تفسیر کے طلبہ سے حضرت شیخ التفسیر لاہوری کا خطاب)

یہ اقتباس انجمن خدام الدین کے امام الاولیاء میں موجود ہے۔

حضرت لاہوری زندگی بھر اسی مشن پر کاربند رہے اور الگ الگ طرز کا درس قرآن سامعین کے علم و فہم کی مختلف سطح کے مطابق ہوتا رہا۔ فجزاہ اللہ عزوجل۔ عوام کے درمیان جو تفسیر بیان ہوتی وہ اصلاحی ہوتی مگر ساتھ ہی یہ درس قرآن طویل و تفصیلی ہوتا، یہ وہ درس ہوتا جو سالہا سال پر محیط ہوتا تھا۔ اس درس قرآن کے ذریعہ وہ دعوت توحید، ردشرکیات و بدعت کرتے، اصلاح فرد و تطہیر معاشرہ کرتے، ذوق عبادت اور اتباع سنت کا جذبہ پیدا کرتے، باطل رسوم اور توہمات کی بیخ کنی اور انابت و خشیت کی تخم ریزی کرتے۔ ان کے درس قرآن کے مؤثر و مفید منہج سے متاثر ہو کر دیگر بے شمار مقامات پر تفسیر قرآن کا سلسلہ شروع ہوا، اور وہ سلسلہ آج تک کسی نہ کسی درجہ میں جاری ہے۔

حضرت لاہوری نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ رسائل دینیہ کا ایک طویل سلسلہ بھی آپ کی خدمت دینی کا ایک شعبہ ہے۔ یہ رسائل معاشرے کی علمی و عملی ضرورت کا آئینہ ہوتے تھے، معاشرے میں پائے جانے والے ہر قسم کے باطل کی نفی، بدعات، خرافات، توہمات کی تردید، عقائد و اعمال کی تصحیح، اخلاق و کردار کی درستگی، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی دعوت اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا موثر و مفید مظہر ان کتابچوں کی نمایاں نشانی و ثمرات تھے۔ عقائد، اعمال، معاشرت، معاملات کے سینکڑوں موضوعات پر مشتمل یہ رسائل لکھے جاتے، شائع ہوتے اور لاکھوں کی تعداد میں امت میں تقسیم کیے جاتے اور ان کے اثرات و ثمرات کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوتا۔

حضرت لاہوری کی علمی زندگی کا ایک روشن پہلو ان کا وہ درس ہوتا جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی کی شہرہ آفاق کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' کا درس تھا۔ یہ درس علمی رفعتوں کے ساتھ روحانی کیفیات کا ایک معجون مرکب ہوتا۔ اور اس درس کے علمی تفوق اور دقیق مباحث کی تشریحات کا حقیقی حظ وہی شخصیات اٹھا سکتی تھیں جن کی خود کی علمی سطح خود بہت بلند اور فہم وذکاء کی صفت بہت ممتاز ہوتی تھی۔ حجۃ اللہ البالغہ کے درس میں بیان ہونے والی تحقیقات وتدقیقات ایک گنج گراں مایہ تھا، جوان کی ہی ذات پر ختم ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی زاہدانہ، عابدانہ اور صالحانہ تھی۔ کچھ صفات کے متعلق تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس درجہ کی یہ صفت نہایت نایاب ہے۔ آپ اپنے خطہ کے دور ونزدیک علاقوں میں عوامی اجتماعات میں شرکت کرتے، وعظ کہتے اور اصلاحی مجالس منعقد کرتے، مدارس اسلامیہ کے جلسوں میں تشریف لے جاتے مگر ان دینی اسفار میں نہ تو سفر خرچ قبول کرتے اور نہ کسی کی دعوت عام حالات میں قبول فرماتے، عموماً اپنے ساتھ گڑ اور چنے لے جاتے اور وہی آپ کی غذا ہوتی، البتہ بعض خاص مقربین کا معاملہ الگ ہوتا۔

حضرت مولانا احمد علی کی روحانی عظمتوں کا ایک مظہر یہ بھی تھا کہ آپ صاحب کشف تھے اور آپ کی کشف کی صفت کے مظاہرے حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ لقمہ حرام آپ کے سامنے آتا تو بے اختیار اس سے احتراز کرتے ہو اور سوال کرنے پر صراحت فرماتے کہ یہ پھل، یہ پکوان، یہ کپڑا، یہ مشروب ذریعہ حرام سے حاصل کردہ ہے۔

حضرت لاہوری سے مستفید ہونے والوں میں جو ممتاز اور عظیم شخصیات تھیں ان میں حضرت علامہ خالد محمود بھی تھے۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ خود مختلف علمی شعبوں میں عظیم المرتبت تھے اور حضرت لاہوری سے محبت، عقیدت اور استفادہ کرنے کے جذبہ سے بکثرت حاضر ہوا کرتے اور خوب خوب مستفید ہوتے۔ استفادہ کرتے ہوئے آپ نے حضرت لاہوری کو جیسے پایا اس کا اظہار تحریر میں کردیا۔ ان تحریرات اور افادات کا ایک قیمتی مجموعہ زیر نظر سوغات کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔

ہمارے نوجوان باذوق صاحب قلم جناب مولانا محمد ثقلین جاوید صاحب نے حضرت علامہ خالد محمودؒ کے لکھے ہوئے مضامین، تعارفی وتاثراتی تحریریں جو منتشر تھے ان کو جمع کیا، مرتب کیا اور اب یہ وہی قیمتی علمی تحفہ ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ رسائل وجرائد میں شائع ہونے والے یہ مضامین

تراشے اور تاثراتی ارشادات جمع کر کے پیش کرنے پر جناب مولانا محمد ثقلین جاوید صاحب تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔اس قیمتی مجموعہ پر متعدد اہل علم وفضل شخصیات کی آراء وکلمات تحسین شامل ہیں اس لیے ہم جیسے حقیر لوگوں کی کسی تحریر کی کوئی ضرورت نہیں لیکن موصوف کی محبت وشفقت سے بھرپور فرمائش پر یہ سطور سیاہ کی گئیں۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی شخصیت کے متعلق ہماری معلومات کی بنیاد انجمن خدام الدین جیسی تاریخی تنظیم کی طرف سے شائع شدہ امام الاولیاء حضرت لاہوری نمبر ہے جن میں مضامین لکھنے والے اپنے عہد کے عظیم اہل قلم تھے،علم وفضل کے رفعتوں کی حامل شخصیات کے لکھے ہوئے یہ مضامین حضرت لاہوری کا عمدہ تعارف ہے۔بجا طور پر یہ توقع ہے کہ زیر نظر مجموعہ ڈاکٹر علامہ خالد محمودؒ کے ارشادات وعلمی نقوش ہیں جو پڑھنے والے باذوق قارئین کے لیے ان شاء اللہ سرمہ بصیرت ہوں گے۔

اللہ جل شانہ اس مجموعہ کو مفید ونافع بنائے اور ہم سب کو اتباع سنت کے ساتھ اکابرین کا مزاج ومنہاج عطا فرمائے (آمین)۔ اور مرتب کو مزید خدمات دینیہ کی توفیق خاص عطا فرمائے۔ (آمین)

العبد نذیر احمد عفی عنہ

عقائد و اعمال اہل سنت اور دینی و تحریکی شخصیات کے حالات زندگی پر مشتمل
گراں قدر خطبات و محاضرات کا مجموعہ

خطبات علم و حکمت

جلد اول

افادات

حجۃ الاسلام جسٹس (ر)

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

مرتب:

محمد ثقلین جاوید

ناشر:

محمود پبلی کیشنز اسلامک ٹرسٹ

جامعہ ولیہ اسلامیہ محمود کالونی شاہدرہ لاہور

عرضِ مرتب

حضرت لاہوریؒ اپنے دور کی ایک منفرد شخصیت تھے۔ آپ کو حق تعالیٰ نے علمی ہمہ جہتی عطاء فرمائی تھی اور آپ کو علم لدنی سے بھی وافر حصہ عطاء فرمایا تھا۔ عمومی طور میں انسانوں کی اکثریت کی سوچ اپنے احوال سے متاثر اور اس کے ردعمل پر مبنی ہوتی ہے جبکہ اہل قلب ایک متحرک سوچ رکھتے ہیں جس کا زاویہ آمدہ حالات کے ساتھ نباہ اور مستقبل پر مضبوط گرفت کا ہوتا ہے۔ انکا ہاتھ وقت کی نبض پر ہوتا ہے اور نظر مستقبل پر ہوتی ہے۔ بلاشبہ حضرت لاہوریؒ کا شمار بھی انہی عبقری شخصیات میں ہوتا ہے۔

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، امابعد:

تاریخِ اسلام ایسے جلیل القدر علمائے ربانیین کے تذکرے سے معمور ہے جنہوں نے اپنی علمی، عملی اور روحانی خدمات کے ذریعے دینِ اسلام کی آبیاری کی اور امت کی فکری و اخلاقی رہنمائی فرمائی۔ ان حضرات کی حیاتِ طیبہ پر نظر کی جائے تو دل بے اختیار عقیدت و احترام سے جھک جاتا ہے اور زبان ان کے لیے کلماتِ تحسین ادا کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ انہی نفوسِ قدسیہ میں ایک نہایت بلند مرتبہ علمی و روحانی شخصیت، مردِ مؤمن اور صاحبِ حال بزرگ حضرت شیخُ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز ہیں، جنہوں نے تفسیرِ قرآن، اصلاحِ باطن اور تربیتِ نفوس کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور اپنے فیضِ صحبت سے بے شمار طالبانِ حق کو سیراب فرمایا۔

حضرت لاہوریؒ اپنے دور کی ایک منفرد شخصیت تھے۔ آپ کو حق تعالیٰ نے علمی ہمہ جہتی عطاء فرمائی تھی اور آپ کو علم لدنی سے بھی وافر حصہ عطاء فرمایا تھا۔ عمومی طور میں انسانوں کی اکثریت کی سوچ اپنے احوال سے متاثر اور اس کے ردعمل پر مبنی ہوتی ہے جبکہ اہل قلب ایک متحرک سوچ رکھتے ہیں جس کا زاویہ آمدہ حالات کے ساتھ نباہ اور مستقبل پر مضبوط گرفت کا ہوتا ہے۔ انکا ہاتھ وقت کی نبض پر ہوتا ہے اور نظر مستقبل پر ہوتی ہے۔ بلاشبہ حضرت لاہوریؒ کا شمار بھی انہی عبقری شخصیات میں ہوتا ہے۔

جنگ عظیم ختم ہونے کے ساتھ انڈیا کی تقسیم اور آزادی کا فیصلہ ہوا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے لیے ایک نیا ملک پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ انڈیا سے وسیع پیانے پر یہاں نقل مکانی ہوئی، شہروں میں نئے معاشرے تشکیل پائے اور ایک نئی حکومت وجود میں آ گئی۔ حضرت لاہوریؒ نے اس نئے ملک کے معرض وجود میں آنے سے بہت پہلے اپنا مسکن تاریخی شہر لاہور کے ایک گیٹ سے متصل فصیل پر بنا رکھا تھا۔ ایک طرف پرانے لاہور کا گنجان آباد پرانا شہر تھا تو دوسری جانب وسیع و عریض کھلے علاقے اور پھر دریائے راوی۔ انگریزی دور میں حضرت لاہوریؒ کی پابند سلاسل، لاہور آمد اور مسجد و مدرسہ کا سنگ بنیاد ایک الگ تاریخی داستان ہے۔

پاکستان بننے کے بعد نئی حکومت میں اگرچہ بھاری اکثریت مسلمانوں کی تھی، بلکہ اکثر محکموں

اور علاقوں میں سبھی افسران مسلمان تھے مگر شومئ قسمت انکی اکثریت وضع قطع اور فکر ونظر میں اسلامی سوچ سے ناواقف اور نابلد تھی، اسکے علاوہ ماقبل کے مخلوط معاشرے میں ہندو اکثریت کے دبدبے کی بنیاد پر مسلمانوں میں موجود فرقہ واریت کے جو جذبات دبے ہوئے تھے، اب نئے آزاد ماحول میں ابھرتے ہوئے نظر آنے لگے! سو ایسے حالات میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسے مرد آہن کی ضرورت تھی جو شریعت وطریقت کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کی نبض پر بھی ہاتھ رکھتا ہو اور مستقبل پر بھی پوری نظر رکھتا ہو۔

ہندوستان میں نوآبادیاتی غلامی کے طویل اثرات کے باعث امتِ مسلمہ کا ایک بڑا حصہ اپنی دینی وتہذیبی خود اعتمادی سے محروم ہو چکا تھا، اگرچہ علمائے ربانیین کی ایک جماعت نے مسلسل اپنی اصل سے وابستگی کو زندہ رکھا۔ دین کی بقاء کتاب اللہ و سنتی میں مضمر ہے جبکہ عوام کا اپنے حکمرانوں کے مذہب اور رویہ سے متاثر ہونا اور انکی حرکات وسکنات کو اپنا لینا بھی اپنی جگہ الگ سے حقیقت ہے۔ حضرت لاہوریؒ کی شخصیت میں اسلاف کی روحانی صلاحیتوں اور عملی محنتوں کا اعجاز بدرجہ اتم موجود تھا جو مابعد کے زمانے میں خال خال نظر آتا ہے۔ مولانا مرحوم مسلمانوں کے اس ملک کو اسلامی مملکت دیکھنا چاہتے تھے اور اسکے لیے عملی تدابیر اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی تحریک کو اہل علم کی اولین ذمہ داری جانتے تھے۔

1857ء کی انگریزی یلغار کے بعد ہندوستان میں اسلامی تہذیب وثقافت کو شدید نقصان پہنچا۔ دہلی، جو عربی و دینی علوم کا مرکز تھا، اجڑ کر رہ گیا اور عربی زبان سرکاری سرپرستی سے محروم ہو گئی۔ قرآن پاک کا اطلاق محض تلاوت برائے حصول برکت تک رہ گیا اور اس کی تفہیم غیر ضروری ہو گئی۔ قرآن ایک کتاب ناطق اور مسلمان کی زندگی میں حکم کی بجائے ایک رسمی تبرک برائے تعظیم بن کر رہ گیا۔ آج بھی آپ اپنے گردوپیش نگاہ دوڑائیں اور دیکھیں کہ کتنے نمازی سبع مثانی، الفاتحہ کے معنی سے واقف ہیں اور صلاۃ مکتوبہ اسکی تفہیم کے ساتھ ادا کرتے ہیں یا کتنے لوگ سورۃ البقرہ کا پہلا رکوع معنی کی سمجھ کے ساتھ تلاوت کر سکتے ہیں؟ قرآنِ مجید ہدایت کا وہ عظیم سرچشمہ ہے جس میں زندگی گزارنے اور حقیقی کامیابی حاصل کرنے کے کامل اصول محفوظ ہیں۔ بلاشبہ یہ کتاب دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، مگر یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج اسے سمجھ کر پڑھنے

اوراس کی ہدایات کواپنی عملی زندگی میں لانے کا رجحان نسبتاً کم ہے۔عموماً ہم اس عظیم نعمت سے محض ثواب کے حصول تک خود کو محدود رکھتے ہیں، جبکہ اس کی فکری، عملی اور اصلاحی ہدایات سے مکمل طور پر استفادہ نہیں کر پاتے۔ حالانکہ قرآن مجید خود تدبر، فہم اور عمل کی دعوت دیتا ہے۔

حضرت لاہوریؒ نے مسلمان سرکاری ملازمین کے سیکولر و جدیدیت سے متاثر رویے یعنی قرآن وسنت سے دوری کو ملک خداداد میں اسلامی معاشرت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کے طور پر محسوس کیا اور اس کے ازالے کا ایک لائحہ عمل تجویز کیا۔ جس طرح حضرت جی مولانا الیاس کاندھلویؒ نے کھیتوں اور بازاروں میں کام کرنے والے محنت کش طبقہ میں دینی شعور کے لیے کلمہ اور نماز کی دعوت کی تحریک چلائی، حضرت لاہوری نے عصری تعلیم کے حامل ملازمت پیشہ حضرات کو قرآن پاک کے ساتھ جوڑنے کی دعوت کا اہتمام فرمایا۔ حضرت لاہوریؒ نے ایسے رجال کار کی نشاندہی فرمائی کہ جو دینی تعلیم سے مرصع ہونے کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے بھی واقفیت رکھتے ہوں، وہ قرآن کے پیغام کو لیکر دین کی دعوت کو دفتری طبقہ میں پھیلانے کا اہتمام کریں۔ حضرت نے اپنی مسجد میں نماز کے بعد مختصر درس قرآن کی طرح ڈالی جہاں نماز کے لیے آنے والوں کا قرآن کے ساتھ ایک تعلق بننے لگا اور ہفتہ وار سلیس اردو زبان میں درس قرآن کا اہتمام فرمایا جہاں عصری تعلیم سے مرصع افراد اور سرکاری ملازمین کی ایک بڑی تعداد حاضری دینے لگی، آپ نے علمائے کرام کے لیے تفسیر قرآن کے دورات کی بھی طرح ڈالی۔ رمضان المبارک میں تفسیر کا دورہ کروایا جاتا۔ آپؒ کی شب و روز کی محنتوں کے نتیجے میں ملک بھر میں کہیں نمازوں کے بعد اور کہیں ہفتہ وار دروس قرآن کے سلسلے متعارف ہوئے۔

حضرت لاہوریؒ کی فکر نے سینکڑوں اہل علم کی سوچ کو اپنی فکر سے متاثر کیا اور لاکھوں بندگانِ خدا کی زندگیوں میں خیر کی تبدیلی آئی۔ اسکی ایک شہادت آپ کے سفرِ آخرت میں شامل ٹھاٹھیں مارتا انسانوں کا سمندر تھا۔ علمائے کرام جو آپ کی فکر کے رنگ میں رنگے گئے انکی تعداد بھی کثیر ہے لیکن چند خاص نام قابل ذکر ہیں جنہوں نے علمائے حق کی قدیمی وراثت کو نوزائدہ ملک میں منتقل کیا: حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ، حضرت

مولانا سمیع الحق شہیدؒ۔ اہل علم اور اہل نظر سے یہ بات مخفی نہیں کہ یہ چاروں حضرات اپنے اپنے میدان کے کامیاب شہسوار تھے اور یہ ہیرے حضرت لاہوریؒ کے فیضِ صحبت سے تراشے ہوئے تھے۔

ان حضرات میں سے یہاں اس تحریر میں خاص توجہ کا مرکز ہمارے شیخ و مرشد استاذ نا المکرم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ کی ذات ستودہ ہے۔ اپنے دور کی وہ چند شخصیات جن سے علامہ صاحبؒ بے حد متاثر تھے ان میں سے ایک نمایاں شخصیت حضرت لاہوری مرحوم کی بھی تھی۔ علامہ صاحبؒ کو قریب سے جاننے والے حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ حضرت لاہوریؒ کے علمی و روحانی فیضان کی علامہ صاحبؒ کی علمی، عملی، روحانی و تحریکی حیات پر ایک گہری چھاپ تھی اور آپ کی زبان پر اکثر و بیشتر ان کا ذکرِ خیر ہوتا رہتا تھا۔

علامہ صاحبؒ کی روحانی و اصلاحی تربیت کا آغاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلیفہ، حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) سے ہوا۔ تقسیمِ ملک سے قبل علامہ صاحب امرتسر میں حضرت مفتی صاحب مرحوم کی قیام گاہ کے قریب رہائش پذیر تھے اور آپ کے خاص و معتمد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ بعد ازاں علامہ صاحب نے باقاعدہ طور پر حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ کی بیعت کی۔ اسی طرح آپ کے برادرِ کبیر ڈاکٹر احسان قریشی مرحوم بھی حضرت مفتی صاحبؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔

دوسری جانب علامہ صاحبؒ کا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے بھی عقیدت، محبت اور شاگردی کا گہرا تعلق قائم تھا۔ حضرت لاہوریؒ سے علامہ صاحب کی قلبی وابستگی کی ایک اہم وجہ سلسلۂ قادریہ کی نسبت بھی تھی، کیونکہ علامہ صاحب خاندانی طور پر اسی سلسلۂ طریقت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ حضرت شاہ رحمٰن دیوانؒ تھے، جو پنجاب میں سلسلۂ قادریہ کے ایک معروف شیخِ طریقت شمار ہوتے تھے۔ اسی روحانی نسبت کے باعث علامہ صاحبؒ کے والدِ بزرگوار پیر محمد غنیؒ بھی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی مجالس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔

تقسیمِ ملک کے بعد لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ دو ایسی عظیم علمی و روحانی شخصیات تھیں جن کا صرف اپنے شہر کی حد تک ہی نہیں بلکہ علمی طور پر پورے ہندو پاک میں اچھا خاصا اثر و رسوخ قائم تھا۔ یہ دونوں اکابر ایک دوسرے کو نہایت قدر و احترام کی نگاہ

سے دیکھتے تھے۔ حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

"یاد رکھو! اس وقت سلسلہ عالیہ قادریہ کا کوئی شیر بیشہ اور ایسا بشر روئے زمین پر زندہ انسانوں میں موجود نہیں جیسے مولانا احمد علی ہیں۔" [1]

اسی طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"مفتی محمد حسن صاحب بہت بڑے بزرگ ہیں اور ان کے مدارج بحمد اللہ بلند ہیں۔" [2]

مفتی صاحبؒ کی وفات کے بعد علامہ صاحبؒ نے اپنا اصلاحی تعلق مولانا لاہوریؒ سے قائم کرلیا اور اس طرح علامہ صاحبؒ کو ان دونوں عظیم شخصیات سے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل ہوا جو بیک وقت علم و عمل، اور شریعت و طریقت کا حسین امتزاج تھیں۔

عقائد و نظریات کے میدان میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مسلکِ حق اہلِ سنت والجماعت کے سچے ترجمان اور مخلص داعی تھے۔ آپ نے ہمیشہ قرآن و سنت اور اکابرِ امت کے منہج کے مطابق دینی تعلیم و دعوت کا فریضہ انجام دیا۔ ملی اور سیاسی اعتبار سے حضرت لاہوریؒ شیخُ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کی فکری تحریک سے وابستہ رہے اور اس کے مقاصد کے لیے سرگرم کردار ادا کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی وفات کے چند سال بعد آپ جمعیت علماء اسلام کے امیر منتخب ہوئے اور اس حیثیت سے بھی دینی تشخص، ملی وحدت اور اسلامی اقدار کے تحفظ کے لیے حکمت، اعتدال اور بصیرت کے ساتھ قیادت کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ نے اپنی تحریکی زندگی کے عملی کردار کا آغاز حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے کیا۔ علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"راقم الحروف کو حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے ساتھ ان کی زندگی کے آخری دس سالوں میں بہت قریب رہنے کا موقع ملا ہے۔ جمعیت علماء اسلام میں ان کی سربراہی میں کچھ دینی جدوجہد کرنے کا موقع بھی ملا اور حضرت کی معیت میں سندھ اور کراچی کے متعدد سفر بھی کیئے۔"

یہ بیان اس حقیقت کی واضح شہادت ہے کہ حضرت علامہ صاحبؒ کی وابستگی محض نظری یا وقتی

---

[1] ہفت روزہ خدام الدین، 15 مارچ 1963ء، صفحہ: 11

[2] دیکھیے، ہفت روزہ خدام الدین، 15 مارچ 1963ء، صفحہ: 11

نہیں تھی بلکہ وہ تحریکِ شیخُ الہند کے فکری تسلسل کو عملی سطح پر آگے بڑھانے میں سنجیدہ اور متحرک کردار ادا کررہے تھے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی معیت میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر کی جانے والی یہ دینی جدوجہد، اس بات کا ثبوت ہے کہ علامہ صاحبؒ نے اپنے اکابر کے منہج کو محض علمی مباحث تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے دعوت، تنظیم اور عملی جدوجہد کے میدان میں بھی بروئے کار لائے۔ اس عملی جدوجہد کی ایک مثال علامہ صاحبؒ کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''صدر ایوب کے دور میں عائلی قوانین کی بحث خوب چلی۔ پاکستان میں غیر اسلامی عائلی قوانین نافذ کر دیئے گئے۔ سلطان جائر کے سامنے کلمہ حق کہنے کی سعادت ہر کسی کو نہیں ملتی، اس مرحلے پر مجاہد کبیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے علماء حق کو جمع کیا غیر اسلامی قوانین کے خلاف آواز اٹھائی اس مقصد کے لئے علماء کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا بنوریؒ اور مفتی محمود صاحب اس کمیٹی کے سربراہ تھے۔ راقم الحروف بھی اس کمیٹی کا ایک ممبر تھا اور یہ مرحلہ میرے لئے ایک شیریں یاد ہے، جب ہم مردان میں اس عظیم دینی کام کے لئے جمع ہوئے۔ اس کمیٹی میں عائلی قوانین پر جو تنقیدات کی گئیں اور جو متبادل تجویزات سامنے آئیں وہ حضرت لاہوریؒ کے حکم سے اسی دور میں چھپ گئی تھیں۔'' [1]

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ صاحبؒ اپنے دور کے صفِ اوّل کے علماء میں شامل تھے، جو علم و عمل کو ایک ساتھ لے کر دین و ملت کے دفاع میں سرگرم رہتے تھے۔ انہوں نے اپنے اکابر کے منہج کو عملی جدوجہد اور اصلاح کے لیے بروئے کار لایا، اور اسی تسلسل میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قیادت میں دین و ملت کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا۔ اس تناظر میں ایک اور مثال علامہ صاحبؒ کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''1956ء میں پاکستان میں سکندر مرزا کا دور تھا۔ پنجاب میں نواب مظفر علی قزلباش برسر اقتدار تھے۔ شیعہ سنی آویزش زور پر تھی۔ پولیس افسران شیعوں

[1] ماہنامہ الہلال مانچسٹر، دسمبر 1994ء، چودھویں صدی کا آخری چراغ

کو دھڑا دھڑ ماتمی جلوسوں کے لائسنس دے رہے تھے۔ جہاں جہاں نئے لائسنس جاری ہوتے فرقہ وارانہ اختلافات کی آگ اور بھڑکتی جاتی، محسوس ہوتا کہ یہ لائسنس ایک فرقے کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لیے نہیں بلکہ فرقہ وارانہ فضا کو گرم کرنے کے لیے ہی جاری کیے جا رہے ہیں۔ سنی دائروں میں ان حالات کے باعث سخت اضطراب تھا۔ ان دنوں حقوق اہل سنت کے تحفظ کے لیے "سنی بورڈ" کا قیام عمل میں آیا تھا۔ جس میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قادری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا ابو الحسنات محمد احمد قادری، مولانا عبدالستار خان نیازی اور احقر خالد محمود عفا اللہ عنہ سب اس سنی بورڈ کے رکن تھے۔ ان دنوں سنی دائرہ ان سب مسالک عمل کو محیط سمجھا گیا تھا۔'' ❶

''احقر مغربی پاکستان کے اس سنی بورڈ کا بھی ایک رکن رہا ہے جس کے دوسرے ارکان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری، حضرت مولانا ابوالحسنات، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی، حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی وغیرہم کئی بزرگ تھے۔'' ❷

تاہم متذکرہ بالا تحریر سے اس بات کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو علامہ صاحب کی علمی لیاقت وبصیرت اور فکری پختگی پر کس قدر غیر معمولی اعتماد تھا، بلکہ اس بات کا اندازہ حضرت لاہوریؒ کے اس جملہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں:

''مناظرہ کرنا ہے تو میری طرف سے علامہ خالد محمود کو لے جائیں۔'' ❸

حضرت لاہوریؒ کا یہ ارشاد درحقیقت علامہ صاحبؒ کی ہمہ جہت علمی استعداد اور مضبوط استدلال کا عملی اعتراف ہے۔ یہ جملہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ علامہ صاحب نہ صرف اپنے اساتذہ اور اکابر کی نگاہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے بلکہ علمی معرکوں میں نمائندگی اور ترجمانی کے اہل سمجھے جاتے تھے، جو کسی بھی عالم کے لیے ایک بڑا اعتماد اور اعزاز ہوتا ہے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہی نہیں بلکہ اُن کے جانشین اور صاحبزادہ، حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ نے بھی علامہ صاحبؒ کی علمی عظمت، دینی خدمات اور فکری استقامت کو نہایت شاندار اور

❶ آثار الحدیث، جلد:2، صفحہ:453 ❷ عبقات، جلد:1، صفحہ:182

❸ مجلہ صفدر، علامہ ڈاکٹر خالد محمود نمبر، جلد:1، صفحہ:52

تاریخی الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ مولانا عبید اللہ انورؒ کے یہ کلمات درحقیقت سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہیں، جن میں علامہ صاحبؒ کی ہمہ جہت علمی شخصیت، مسلکی استقامت اور عالمی دینی خدمات کا جامع نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔ ذیل میں حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کا پیش کردہ وہ سپاس نامہ نقل کیا جاتا ہے جو علامہ صاحبؒ کی علمی و دعوتی عظمت پر ایک زندہ دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے:

سپاس نامہ [1]

از حضرت مولانا عبید اللہ انور (امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب)

ملک کے مشہور عالم دین حضرت العلامہ مولانا خالد محمود صاحب ایک عرصہ سے یورپ میں قیام فرما ہیں۔ پچھلے دنوں افریقی ممالک کے تبلیغی دورے کے بعد ایک ہفتہ کے لیے تشریف لائے تو جمعیت علماء اسلام لاہور کی طرف سے ان کے اعزاز میں ایک مختصر افطار پارٹی دی گئی جس میں حضرت مفتی محمود صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور نے موصوف کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا جو ہدیہ قارئین ہے۔ سپاس نامہ کے بعد موصوف نے تنگیء وقت کے پیش نظر چند الفاظ میں احباب کا شکریہ ادا کیا۔ (ادارہ)

”بگرامی خدمت محترم علامہ خالد محمود صاحب، ایم اے، پی ایچ ڈی (برمنگھم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک عرصہ کے بعد آپ کو اپنے یہاں موجود پا کر ہمیں جو خوشی اور مسرت حاصل ہو رہی ہے اس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی وطن تشریف آوری صحن گلستان میں موسمِ بہار کی آمد کے مترادف ہے۔

مہمان محترم! آپ کی تدریسی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات کا ایک ایک گوشہ آج ہمارے سامنے ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مادر علمی دار العلوم دیو بند کی کوکھ سے جن عظیم المرتبت اور سعادت مند فرزندوں کو جنم دیا ان میں آپ کی شخصیت بڑی اہم ہے۔ قدرت نے آپ کو جدید وقدیم علوم پر گہری نظر عطا فرمائی ہے اور اس نظرِ عمیق کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ، مشائخ اور اکابر کے مسلک

[1] 15 اکتوبر 1976ء، ہفت روزہ خدام الدین لاہور

حقہ سے صحیح وابستگی اوران کی بھرپورترجمانی آپ کا طرہ امتیاز ہے۔

آپ نے کالج کی چاردیواری میں، مسجد کے ممبر پر، مدارس کے اسٹیج پراور دوسرے ہر مقام پر جس طرح قاسمی ورشیدی مسلک کی ترجمانی کی اور لومۃ لائم سے بے نیاز مخالفین کا ناطقہ بند کیا اس پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ ؎

ای کار از تو می آید و مرداں چنیں کنند

بالخصوص سن 70 کے ہنگامی اوراورانتخابی دور میں تجدد والحاد کی علمبردارتحریکوں کے خلاف آپ کا قلمی ولسانی جہاد تاریخ حق وصداقت کا سنہرا باب ہے اور مجھے یقین ہے کہ اصلاح امت کی مقدس روحیں آپ کی طرف متوجہ تھیں۔

برادردینی! ایک عرصہ سے سرزمین یورپ میں قیام کے پیشِ نظر ہمیں آپ کی یاد بہت ستاتی ہے اورآپ کی کمی کو ہم بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں لیکن جب ہم دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں کہ آپ ظلمت کدہ یورپ میں مسلک حقہ کے حقیقی نمائندہ اورترجمان بن کر دین حنیف کی خدمت میں مشغول ہیں اورآپ کی جولانی طبع نے ان گنت معرکے سر کیے ہیں تو ہماری گردنیں فخر سے بلند ہو جاتی ہیں اور جسم کا ایک ایک رواں مشغولی دعاومناجات ہوتا ہے۔

ترجمان مسلک حقہ! اس مختصرسی تقریب کا اہتمام بہت جلدی میں کیا گیا تاکہ چند گھڑیاں مل بیٹھ کر ؎

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے

کی عملی تعبیر دیکھ لی جائے ورنہ ہمیں احساس ہے کہ اتنا مختصر پروگرام آپ کے شایان نہیں۔ تاہم ہمیں یقین ہے کہ آپ وقت کی تنگی، موسم کی نامساعدات اور دوسرے اسباب پر نظر رکھتے ہوئے ان چیزوں کو محسوس نہ کریں گے اور ہر حال وہر گھڑی برق وصاعقہ بن کر اہل زیغ وضلالت پر گرجتے اور برستے رہیں گے۔

اللہ تعالی آپ کو صحت وسلامتی سے رکھے اور پوری جماعت کی طرف سے آپ کی مساعی جمیلہ کا آپ کو بہترین اجرمرحمت فرمائے آمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘‘

عبیداللہ انور

امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب

یہ سپاس نامہ محض رسمی تعریفی کلمات کا مجموعہ نہیں بلکہ اپنے اندر ایک عہد کی علمی، فکری اور دینی تاریخ سمیٹے ہوئے ہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے یہ کلمات اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں کہ حضرت علامہ خالد محمودؒ محض ایک خطیب یا مناظر ہی نہیں تھے بلکہ وہ دارالعلوم دیوبند کی علمی روایت، قاسمی ورشیدی مسلک کے فکری ترجمان اور اکابرِ امت کے منہجِ اعتدال کے امین تھے۔ آپ کی تدریسی، تبلیغی، تصنیفی، مناظرانہ اور دعوت کے مختلف میدانوں میں پیش کی گئی خدمات اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ علامہ صاحبؒ کی شخصیت ہمہ جہت اور ہمہ گیر تھی۔ خصوصاً سن 1970ء کے فکری و سیاسی انتشار کے دور میں تجدد و الحاد کے خلاف علامہ صاحبؒ کے قلمی و لسانی جہاد کا حوالہ اس بات کو تاریخی تناظر فراہم کرتا ہے کہ ان کی خدمات محض نظری نہیں بلکہ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ عملی جدوجہد پر مشتمل تھیں۔ اسی طرح یورپ میں قیام کے دوران اہل اسلام کی نمائندگی اور دعوتِ دین کے محاذ پر سرگرم رہنا علامہ صاحبؒ کے عالمی و بین الاقوامی دینی شعور کو نمایاں کرتا ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی دینی، ملی اور اصلاحی خدمات میں سب سے نمایاں اور عظیم خدمت خدمتِ قرآن ہے۔ آپ کے دروسِ قرآن نے نہ صرف جدید اور متذبذب ذہنوں کو اپنے خالق کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا، بلکہ ان دروس سے بے شمار ایسے آوارہ دل بھی محبتِ الٰہی کی دولت سے منور ہوئے جو حقیقتِ ایمان اور تقویٰ کی روشنی سے محروم تھے۔ یہ دروس محض علمی محفلیں نہیں تھیں، بلکہ انسانوں کے قلب وروح کی اصلاح، عمل کی ترغیب اور تقویٰ کی دعوت کا عملی میدان تھیں۔ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ حضرت شیخ التفسیرؒ کے دروس قرآن اور دورہ تفسیر سے کس حد تک متاثر تھے اس کا بیان آپ کتاب ہذا میں علامہ صاحب کے تحریر کردہ مضامین میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ تاہم یہاں ہم بڑے اختصار سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سرزمین برطانیہ و یورپ پر تاریخی اعتبار سے نظر کی جائے تو استاذنا المکرم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اس سرزمین پر درس قرآن کا باقاعدہ آغاز کیا، اور بلاشبہ یہ فکر آپ کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ سے ورثہ میں ملی۔ جہاں آپ نے حضرت لاہوریؒ کی اس فکر کو سرزمین برطانیہ میں زندہ کیا وہاں علمی اعتبار سے اپنے استاذ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے فوائد القرآن سے اپنی ان دروس قرآن کی مجالس کو جلا بخشی۔ ان دروس کے سامعین کی زندگیوں میں کس طرح ایک انقلاب برپا

ہوا اور کس طرح یہ سلسلہ برطانیہ و یورپ میں پھیلتا چلا گیا، اسکی پوری تفصیل ایک الگ مقالہ چاہتی ہے۔ حضرت علامہ صاحبؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''میں نے بحمد للہ غالباً ۱۹۶۶ء میں برطانیہ میں قدم رکھا تھا اور اس وقت مختلف علاقوں کے مسلمانوں سے ملاقات رہی تو میں نے مسلمانوں کو دیکھا کہ کہیں کہیں مسلمانوں کو نمازوں کا شوق ہے اور لوگ تبلیغ کی محنت میں بھی لگے ہوئے ہیں اور کچھ مسجدوں کے لئے مکان خرید کر اس میں نمازیں پڑھتے ہیں، تو میں نے یہ نقشے دیکھے تو میں نے اس وقت ان مساجد کے ائمہ سے یہ کہا کہ اللہ تعالی نے علم کی جو شمع بنائی ہے وہ اس قرآن کے علم کو بنایا ہے تو آپ انگلستان میں رہتے ہوئے اگر بطور مسلمان رہنا چاہتے ہیں تو پھر قرآن پاک کا درس شروع کریں اور لوگوں کو قرآن کی طرف کھینچ کر لائیں، ہم نے اپنے اسلاف سے یہی سنا کہ دنیا میں جہاں ظلمتیں دور ہوئیں وہ قرآن کی ذریعہ دور ہوئیں ہیں تو ہر عالم جو یہاں مساجد میں بطور امام مقرر ہیں وہ اپنی جگہ درس قرآن کی مجالس لگائیں ...... میں نے متوکلا علی اللہ برمنگھم میں ہفتے کے دن درس قرآن کا آغاز کر دیا اور کہا کہ میں نے یہ مجلس لگا دی ہے۔'' [1]

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج سرزمین برطانیہ و یورپ میں قائم دروس قرآن کی مجالس نہ صرف حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں بلکہ یہ مبارک سلسلہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے صدقات جاریہ میں بھی شمار ہوتا ہے۔

علامہ صاحبؒ نے صرف عامۃ الناس کی حد تک درس قرآن ہی نہیں بلکہ مدارس اور بالخصوص یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے بھی گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔ اسی مقصد کے تحت آپؒ نے دو جلدوں پر مشتمل ''آثار التنزیل'' اور دو جزء پر مشتمل ''بست بابی'' (جس میں مختصر دورۂ تفسیرِ قرآن اور مختصر لغات القرآن شامل ہیں) تصنیف فرمائی۔ آپ اس کتاب کے جزء اول اور جزء دوم میں اس تصنیف کی اہمیت اور مقاصد ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] ازالۃ التفاخر بسورۃ التکاثر، صفحہ:98، مرتب: مولانا محمد اقبال رنگونی

''ہم نے مضامین قرآن کی اس بست بابی فہرست میں صرف آیات کی نشاندہی کی ہے اور کچھ ان کے ذیلی عنوانات قائم کر کے ان کے تحت کچھ آیات جمع کر دی ہیں تاکہ طلبہ خود اپنے مطالعہ اور متداول تفسیروں کی مدد سے ان کے مضامین کو اپنے سامنے رکھ سکیں گے۔ یہ فہرست خود کوئی تالیف نہیں صرف بعض قرآنی مضامین کی نشاندہی ہے..... امید ہے ان کے باقاعدہ مطالعہ سے یا ان کے دورہ تفسیر سے طلبہ اور عوام عصر حاضر میں اسلام کے نام سے الجھے ہوئے کئی مسائل میں اپنے میں ایک نفس مطمئنہ محسوس کریں گے، جب ان ابواب سے دلوں کا بوجھ اتر جائے گا پھر قرآن کریم کے انوار ہمیں جلی صورت میں اپنے دینی معاشرے میں نظر آسکیں گے ؎

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی[1]

''یونیورسٹی طلبہ کے تعارف قرآن کے لیے آپ کو مارکیٹ میں کئی کتابیں ملیں گی لیکن ان میں عربی نہ جاننے والے کو عربی پر لانے کے لیے ابتدائی درجے کی محنت بہت کم ملتی ہے۔ اسلامیات کے بہت سے طلبہ بھی پرچہ کے دوسرے حصوں پر محنت کر کے اس وادی حیرت کو عبور کرتے ہیں اور وہ اس محنت سے بچتے ہیں جو مطالعہ اسلامیات کے طلبہ کو تعارف قرآن اور ترجمہ قرآن میں ضرور کرنی چاہیے۔ ہم نے اس احساس سے ایک چھوٹے پیمانے پر یہ لغات القرآن مختصر طور پر تیار کی ہے۔''[2]

کتاب ہذا حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ کے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں مختلف مواقع پر لکھے گئے مضامین، افادات، ضمیمہ اور ہفت روزہ ''خدام الدین'' کی تاریخی یادوں پر

---

[1] جزء اول بست بابی، صفحہ:20، ناشر: محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ لاہور

[2] جزء دوم بست بابی، صفحہ:2

مشتمل ہے۔ یہ مضامین مختلف رسائل و کتب سے اکٹھا کیے گئے ہیں، ان مضامین کے حوالہ جات اپنے اپنے مقام پر درج کر دیے گئے ہیں۔ ان مضامین وافادات میں جن علماء اور دیگر حضرات کا ذکر آیا ہے ان میں سے کئی بزرگوں کے حالات مختصر اور بعض کے قدرے تفصیلی نقل کر دیئے گئے ہیں۔ زیادہ تر حضرات کے حالات کے انتخاب کیلئے راقم الحروف نے اپنے پاس موجود کتب سے استفادہ کیا ہے جبکہ جن حضرات کے حالات کسی کتاب میں نہیں مل سکے ان کے لیے ویکیپیڈیا اور مختلف اخبارات کے کالمز پر انحصار کیا گیا ہے۔ عرض مرتب کے بعد حضرت شیخ التفسیرؒ اور حضرت علامہ صاحبؒ کا مختصر سوانحی خاکہ بھی پیش کر دیا گیا ہے۔

اس مجموعہ مضامین کی اشاعت کا مقصد دو طرح سے ہے:

اول، اکابر علماء کے احسانات کا اعتراف اور ان کی خدمات کی شہادت دینا ؎

نامِ نیلِ رفتگان ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت پایدار

دوم، معاصر اہلِ استعداد اور باصلاحیت افراد کی توجہ فکرِ شیخ التفسیرؒ کی طرف مبذول کروانا۔

امت مسلمہ تمسک بالقرآن کے معاملے میں کافی حد تک غفلت کی شکار ہے، حالانکہ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے۔ اس کی صحیح تفہیم اور عملی زندگی میں اس پر عمل کیے بغیر نہ اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی فلاحی ریاست وجود میں آسکتی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس مساعی کو قبول و منظور فرمائے، اس کارِ خیر کو قارئین کیلئے مفید اور خلائق کی ہدایت کا سبب بنائے، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ و حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحبؒ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائے (آمین)۔

محمد ثقلین جاوید عفا اللہ عنہ

مانچسٹر، یو کے

صفر، ۱۴۴۶ھ

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹)

سلسلہ مفکرات: ۱

عمدۃ البیان فی ابطال وحدت الادیان

قرآن کریم اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

نظریہ وحدتِ ادیان

کا تحقیقی جائزہ

اور

ملتِ ابراہیمی کے حقیقی وارث کون؟

تحریر وافادات

جسٹس ڈاکٹر علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

محمد ثقلین جاوید

ناشر: محمود پبلی کیشنز اسلامک ٹرسٹ

جامعۃ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی شاہدرہ لاہور

شیخ التفسیر حضرت
مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
مختصر سوانحی خاکہ[1]

(١٣٠٤ھ/1887ء-١٣٨١ھ/1962ء)

[1] اس مختصر سوانحی خاکے کا انتخاب ہفت روزہ خدام الدین کے ''امام الاولیاء حضرت لاہوریؒ نمبر'' کے صفحہ 28 تا 31 سے یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

یہ فضا اللہ کی رحمت میں ڈھلتی جائے گی
خاک مرقد سے تری خوشبو نکلتی جائے گی

جو ترے الفاظ سے روشن ہوئی تھی دہر میں
آندھیوں میں بھی تری وہ شمع جلتی جائے گی

ہر نظر کو کیف تیرے دم سے ملتا جائے گا
رُوح تیرے سایۂ ایماں میں پلتی جائے گی

جس زمین کو تو نے سینچا ہے خود اپنے خون سے
وہ زمیں تفسیر کا سونا اُگلتی جائے گی

ذہن سے تا عمر جا سکتا نہیں تیرا خیال
یاد تیری حشر تک دل میں مچلتی جائے گی

ربطِ باہم کے مبلغ! تیرے فیضِ روح سے
ہند و پاکستان کی دُنیا بدلتی جائے گی

حق پرستوں کو محمدؐ سے جو ورثے میں ملی
گردنِ باطل پہ وہ تلوار چلتی جائے گی

قصرِ دیں کی تجھ سے جو دیوار مستحکم ہوئی
زلزلوں کی زد میں آ کر بھی سنبھلتی جائے گی

ہے یقین انورؔ کو تیرے ذکر کی برکات سے
جو بلا بھی سر پہ آئے گی وہ ٹلتی جائے گی

❁ آپ کی پیدائش ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ بروز جمعہ بمقام قصبہ جلال متصل گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔

❁ ابتدائی تعلیم: قرآن عزیز گھر پر والدہ محترمہ سے پڑھا۔ پھر اپنے قصبہ سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع سعد آباد نامی قصبہ میں داخل کر دیے گئے اور جب والدین ''باہو چک'' آ گئے تو تعلیم قصبہ تلونڈی کھجور والی کے سکول میں شروع کرا دی۔ بعد ازاں مولانا عبدالحق صاحب مرحوم خطیب گوجرانوالہ کے یہاں داخل کیے گئے۔ جہاں فارسی اور ابتدائی عربی تعلیم حاصل کی۔

❁ چند ماہ بعد خوش قسمت والدین نے آپ کو دین اسلام کے لیے وقف کر کے مولانا عبید اللہ سندھی قدس سرہ کے سپرد کر دیا۔

❁ حضرت سندھی نے اپنے گھر (سیالکوٹ) سے سندھ جاتے ہوئے دین پور شریف چند دن قیام کیا۔ حضرت لاہوری ہمراہ تھے۔ عمر محض نو سال تھی لیکن حضرت دین پوری قدس سرہ نے از خود بیعت فرما لیا۔ (1895ء)

❁ اس کے بعد حضرت سندھی کے ہمراہ امروٹ شریف قیام رہا۔ وہیں مولانا سندھی سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۳۱۹ھ میں مولانا سندھی نے گوٹھ پیر جھنڈا سندھ میں ''مدرسہ دارالرشاد'' کی بنیاد رکھی تو آپ کو یہیں بلا لیا۔ یہیں تکمیل علم ہوئی، یہیں دستار بندی ہوئی۔ دستار بندی کرانے والے شیخ حسین ابن محسن انصاری یمنیؒ تھے۔ (۱۳۲۶ھ)

❁ اس کے بعد اسی مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ اسکے بعد اسی مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔

❁ یہیں پہلی شادی مولانا سندھی کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی۔ سال بعد حسن نامی بچہ پیدا ہوا لیکن سات دن بعد انتقال کر گیا اور دوسرے دن آپ کی اہلیہ بھی انتقال کر گئیں۔

❁ ۱۳۳۰ ہجری میں دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے آپ کا دوسرا نکاح ابو محمد احمد چکوالی قدس سرہ کی بیٹی سے کیا۔ 1909ء میں مولانا سندھیؒ نے دیوبند جا کر حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے حکم سے جمعیۃ الانصار بنائی، ساتھ ہی ''نظارۃ المعارف القرآنیہ''

کی داغ بیل ڈالی۔ اس عرصہ میں گوٹھ پیر جھنڈا کے مدرسہ کے منتظم حضرت لاہوری تھے۔ بعد میں آپ نے حضرت سندھی کے حکم سے نواب شاہ میں مدرسہ بنایا۔ اور جب نظارہ المعارف القرآنیہ دہلی میں منتقل ہوا تو حضرت شیخ الہند کے ایماء پر مولانا سندھی نے آپ کو دہلی بلالیا۔

❁ اس پورے عرصہ میں حضرت لاہوری کی امروٹ شریف اور دین پور شریف کی حاضری رہی اور تکمیل اسباب کے بعد حضرت امروٹیؒ نے اجازت مرحمت فرما دی بعد میں حضرت دین پوریؒ نے بھی اجازت مرحمت فرمادی۔

❁ 1915ء میں حضرت شیخ الہند نے مولانا سندھی کو کابل بھیجا تو دہلی کا سارا نظام آپ کے سپرد تھا۔

❁ تحریک ریشمی رومال کے انکشاف کے بعد سب حضرات کے ساتھ آپ بھی گرفتار ہو گئے اس گرفتاری کے دوران بعض قیمتی چیزیں پولیس نے سنبھال لیں جس میں آپ کی سندات تک شامل تھیں۔ سات دن بعد رہائی ہو گئی تو آپ کو لاہور لایا گیا اور فیصلہ ہوا کہ دو ضامن ایک ایک ہزار روپے کی ضمانت دیں تو آپ لاہور رہ سکتے ہیں۔ یہ ضامن آپ کی اہلیہ کے چچا زاد حافظ ضیاء الدین صاحب تھے جبکہ دوسرے ملک لال خان صاحب تھے، جن کا انتظام حافظ صاحب نے کیا تھا کہ حضرت ان کے سوا کسی کو نہ جانتے تھے۔

❁ 1917ء میں لاہور پہلی مرتبہ تشریف لائے۔ اس سال حج کا ارادہ کیا۔ حج کے ساتھ ہجرت کا پروگرام تھا لیکن قدرتی اسباب مانع ہوئے۔ حج سے واپس آئے تو خلافتی پروگرام کے پیش نظر کابل ہجرت کر کے چلے گئے۔ بعد میں مولانا سندھی نے آپ کو واپس لاہور بھیج دیا۔

لاہور آتے ہی درس کی ابتدا کر دی کہ استاذ مکرم مولانا سندھیؒ سے وعدہ تھا کہ اشاعت قرآن کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ اس درس کا سلسلہ پہلے مختلف مقامات پر رہا۔ بعد میں مسجد لائن سبحان خان شیرانوالہ میں منتقل ہو گیا اور تادم آخر یہیں رہا۔

❁ 1922ء میں حکیم فیروز الدین صاحب کی تحریک پر انجمن خدام الدین کی داغ ڈالی گئی۔ انجمن کے قیام کے بعد دو درس شروع ہو گئے۔ درس عام صبح کی نماز کے بعد، درس

خاص مغرب کی نماز کے بعد تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے۔ پہلا درس 1917ء سے تادم زیست حضرت نے خود دیا جبکہ دوسرا 25 سال دے کر چھوڑ دیا اور آپ کی جگہ مولانا حبیب اللہ صاحبؒ مہاجر حرمین نے شروع کیا۔ حضرت کے انداز تفسیر کے مطابق تحریری کام کی تجویز 1925ء میں ہوئی۔ آپ حسب تجویز واہ تشریف لے گئے جہاں یہ کام مکمل ہوا اور 1947ء میں وہ مترجم ومحشی قرآن شائع ہوگیا۔

- 1924ء میں انجمن کی نگرانی میں مدرسہ قاسم العلوم جاری ہوا۔ اس مدرسہ میں سالانہ نصاب کے علاوہ تفسیر کا سہ ماہی نصاب بھی شامل تھا۔ اسی سہ ماہی کورس کے لیے حضرت مدنیؒ طلباء کو ترغیب دیتے تھے۔
- قاسم العلوم کی ذاتی عمارت 1934ء میں بنی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے افتتاح کیا۔ اس سے پہلے عمارت کرایہ کی تھی۔ اس مدرسہ کے شعبہ جات درس نظامی، دورہ تفسیر اور شعبہ حفظ و ناظرہ ہیں۔ ابتداء میں صنعتی شعبہ بھی تھا لیکن بعد میں وہ بند کر دیا گیا۔ 1945ء میں مدرسہ البنات بنایا جس میں ضروری تعلیم کے علاوہ امور خانہ داری کی مثالی تعلیم کا اہتمام ہے۔
- ۱۳۴۵ھ میں شعبہ نشر واشاعت قائم کیا گیا۔ اس شعبہ نے 24 رسائل کا سیٹ شائع کیا۔ یہ رسائل اب تک 15 لاکھ سے زائد تعداد میں مفت تقسیم ہو چکے ہیں جبکہ 11 موضوعات پر انگریزی رسائل کی اشاعت کا تخمینہ 50 ہزار سے زائد ہے۔
- 1955ء میں ہفت روزہ خدام الدین کی ابتدا ہوئی جس کا حلقہ ملک سے باہر بھی بہت وسیع ہے اور اس سے خلق خدا کو فائدہ ہوا۔
- حضرت ابتدا سے ہی انجمن حمایت اسلام کے رکن تھے۔ پھر 1933ء میں جنرل کونسل کے رکن مقرر ہوئے اور 1950ء میں نائب صدر مقرر ہوئے اور یہ سلسلہ تا زیست رہا۔
- 1953ء کی تحریک میں آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، جیل میں آپ کو زہر تک دیا گیا اور بقول حضرت رائپوری آپ کا تحریک میں شامل ہونا ہی اصل کامیابی تھی۔
- پاکستان بننے سے پہلے آپ جمعیت علماء ہند کے اسٹیج پر کام کرتے رہے، بعد میں خیال فرمایا کہ دیوبند کے دونوں حلقوں (پاکستان حامی اور مخالف) مل کر کام کریں تا کہ ملک کو صحیح معنی

میں اسلامی بنایا جا سکے اور ابتدا میں کوششیں بھی ہوئیں لیکن خاص فائدہ نہ ہوا تو اکتوبر 1956ء میں ملتان میں علماء کا اجتماع بلایا، جس کے داعی آپ تھے اور منتظم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب تھے چنانچہ جمیعت علماء اسلام کے موسس ثانی کی حیثیت سے آپ امیر جماعت منتخب ہوئے۔ جمعیت کی سرگرمیوں کے لیے 1957ء میں ہفت روزہ ترجمان اسلام کا اہتمام کرایا جواب تک جاری ہے۔ ایوبی مارشل لاء کے بعد جمعیت علماء اسلام کا کام نظام العلماء کے تحت سے ہوتا رہا اور آپ اس کے سربراہ تھے۔ اسی دور جبر میں عائلی قوانین کے خلاف آپ کی قیادت میں منظم جدوجہد ہوئی۔ آپ کو بھی لاہور حدود میں کئی بار نظر بند کیا گیا۔

❁ آزاد کشمیر میں مفتیوں کے تقرر اور اس نظام کو بہتر بنانے کے لیے آپ آزاد کشمیر حکومت کی دعوت پر وہاں گئے اور پھر وہاں بھرپور کام کیا۔

❁ وصال سے 25 دن پہلے 29 جنوری 1962ء کو دیال سنگھ کالج میں فتنہ انکار حدیث کے علمبردار پرویز پر پہلی علمی ضرب آپ نے ہی لگائی۔

❁ علم وعمل کا یہ پیکر، معرفت و روحانیت کا بحر ذخار، تحریک حریت کا قافلہ سالار 23 فروری 1962ء بروز جمعہ کو رات ساڑھے نو بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا اور لطف یہ کہ مالک کا بلاوا اس وقت آیا جب نماز عشاء کی نیت باندھی اور سر سجدہ میں تھا۔ اس دن رمضان المبارک کی 17 تاریخ تھی۔ اگلے دن آپ کا جنازہ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے پڑھایا۔ دو لاکھ کے لگ بھگ افراد نے جنازہ پڑھا۔ مولانا انور صاحب، مولانا حمید اللہ صاحب مرحوم اور دوسرے حضرات نے قبر میں اتارا۔ قبر کی تیاری کے بعد آخری دعا حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ نے فرمائی۔

❁ پہلی اہلیہ سے ایک بیٹا تھا۔ دوسری اہلیہ سے چار صاحبزادگان اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

❁❁❁

حجۃ الاسلام حضرت

علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

مختصر سوانحی خاکہ

ہزاروں سال تک علمی فضا کو یاد آئے گا
ہمیشہ وہ اذانوں کی صدا کو یاد آئے گا
(انجم نیاز)

ایک عالم اور اتنی خدمتیں
صد مبارک جذبۂ جہد و عمل
(اثر جون پوری)

تو علم دین و دنیا میں ہے ایسا سرفراز
سب ہیں عالم اور علامہ ہے تیرا امتیاز
(لیاقت فاروقی)

تمہارے جیسا کہاں آئے گا زمانے میں
تمہاری مثل کہاں دے گا کوئی حق کی اذاں
(امجد ولی)

پیدائش وخاندانی پسِ منظر:

17اکتوبر1925ءکوقصور (کوٹ اعظم خان) نزد لاہور، متحدہ ہندوستان (موجودہ پاکستان) میں پیدا ہوئے۔آپکے والد ماجد کا نام پیر محمد غنیؒ تھا، جوایک نیک سیرت اور دیندار انسان تھے۔آپ نجیب الطرفین صدیقی النسل (قریشی) تھے۔

دینی وعصری تعلیمی پسِ منظر:

آپ نے قصور (کوٹ اعظم خان) میں ہی ہوش سنبھالا اور یہیں سے آپکی بنیادی دینی وعصری تعلیم کا آغاز ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کا گھرانہ امرتسر (موجودہ مشرقی پنجاب، انڈیا) منتقل ہوگیا جہاں آپ کوچہ عماد الدین میں سکونت پذیر رہے۔علامہ صاحب کا بچپن،لڑکپن اور جوانی کا ابتدائی حصہ امرتسر میں ہی گزرا۔ یہاں سے ہی حضرت علامہ صاحب کی دینی وعصری تعلیم کا بھرپور آغاز ہوا۔ازاں بعد دینی علوم کی تکمیل کیلئے آپ ازہرالہند دارالعلوم دیوبند اور جامعہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔آپ نے جن کہنہ مشق اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان تمام حضرات کا شمار اپنے دور کے جبال العلم علماء میں ہوتا ہے۔آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی، حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری، حضرت مولانا رسول خان صاحب، حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا یوسف بنوری، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا سید فردوس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔اور یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں کہ یہ تمام حضرات اپنے دور کے اپنی اپنی جگہ علم وفضل کے آفتاب وماہتاب تھے۔ان علماء کے علاوہ جن حضرات سے علامہ صاحب کا استفادے کا تعلق رہا ہے اور جن علماء کے آپ پروردہ تھے ان میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا عبدالقادر حیات اور حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

حضرت علامہ صاحب کا جن بزرگ علماء حضرات سے اصلاحی و بیعت کا تعلق رہا ان کے نام یہ ہیں:

حضرت مولانا مفتی محمد حسن، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان اور حضرت مولانا ابرار الحق ہردوئی رحمۃ اللہ علیہم۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ اور حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانؒ سے خلافت واجازت پائی۔

آپکی مختلف یونیورسٹیز سے حاصل کی گئی تعلیم وڈگریز درج ذیل ہیں:

M.A.(ARABIC) M.O.L. (ARABIC)

M.A.(PERSIAN) M.O.L.(PERSIAN)

M.A. (ISLAMIC STUDIES)

1966ء میں آپ انگلینڈ تشریف لائے اور برمنگھم یونیورسٹی سے درج ذیل ڈگری حاصل کی:

M.A.(THEOLOGY) From Birmingham University

PhD. From Birmingham University England 1974

مزید برآں علامہ صاحب کو جہاں بیک وقت عربی، اردو، فارسی اور انگلش زبان پر مکمل عبور اور ملکہ حاصل تھا، وہاں فرانسیسی زبان فرنچ (French) پر بھی دسترس حاصل تھی کیونکہ مستشرقین کی اصل کتب اور ماخذ کا ایک بڑا ذخیرہ فرنچ زبان میں ہے اس لیے ان اصل کتب اور ان اصل ماخذ کو تراجم کی بجائے ان ہی کی اصل زبان میں پڑھنے کیلئے اور تحقیق کی غرض سے آپ نے فرنچ زبان پر دسترس حاصل کی۔

تدریسی خدمات:

علامہ صاحب کئی سال سے جزوقتی طور پر جامعہ اشرفیہ لاہور میں حدیث کی مایہ ناز کتاب مؤطا امام مالک کا درس اور دیگر تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ ایک عرصہ تک جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں دورہ کے آخری سال کے طلبہ کو مذاہبِ باطلہ کے عقائد ونظریات کا تعارف اور ردِ باطلہ پر نصابی تدریس سرانجام دیتے رہے ہیں۔ آپکا اسی طرح کا تعلق خیر المدارس ملتان سے بھی رہا اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال بھی آپ کے علوم سے مستفید

ہوتا رہا ہے۔ نیز صوفی سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت علامہ صاحب بحیثیت شیخ الحدیث کے جامعہ اشرفیہ لاہور میں بخاری شریف بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ نیز آپ گزشتہ کئی سالوں سے مانچسٹر میں اپنے قائم کردہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ میں حدیث کی بڑی کتب صحیح البخاری، صحیح المسلم، ابوداؤد شریف اور مشکوٰۃ شریف سمیت دیگر کتب بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے وقتاً فوقتاً دیگر دینی اداروں مثلاً دارالعلوم زکریا ساؤتھ افریقہ، دارالعلوم آزاد ویل ساؤتھ افریقہ اور دارالعلوم ناروے سمیت دیگر کئی ممالک میں مختصر اوقات کیلئے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

علامہ صاحب 1949ء سے 1956ء تک مرے کالج سیالکوٹ میں بحیثیت پروفیسر مصروفِ کار رہے۔ البتہ لاہور کی مرکزی حیثیت، دینی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں اور مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرومشائخ سے قریبی تعلق کی بناء پر کثرت سے یہاں آنا جانا لگا رہتا۔ پھر جب جامعہ اشرفیہ لاہور کی بڑے پیمانے پر وسعت اور تنظیمِ نو کا فیصلہ ہوا تو آپ نے مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر لاہور رہائش کا ارادہ کرلیا، وہاں کے کالجوں کی سرگرمیوں میں بھی شرکت کرنے لگے اور کالج کے ساتھ جزوقتی مصروفیت کا آغاز ہوا۔ پھر اتفاق سے خانیوال میں جو ملتان سے کچھ فاصلے پر واقع ہے، کے کالج سے وائس پرنسپل کے عہدے کی پیشکش ہوئی جسے آپ نے قبول فرمایا اور وہاں منتقل ہوگئے مگر قلبی جھکاؤ لاہور ہی کی طرف رہا۔ جب تقریباً دو سال بعد لاہور میں پروفیسر کی ایک مستقل اسامی نکلی تو اسے قبول فرما کر اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمائی۔ لاہور نقل مکانی پر آپکی رہائش جامعہ اشرفیہ کے مسلم ٹاؤن کیمپس میں رہی اور کالج کی ذمہ داریوں کے بعد آپکا سارا وقت جامعہ میں تعلیمی اور تدریسی سرگرمیوں میں گزرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو کالج کی طرف سے رہائشی سہولت بھی مل گئی۔ تاہم آپ 1969ء تک M.A.O. کالج لاہور میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انگلینڈ نقل مکانی کے بعد آپ مانچسٹر کے قریب ایک ٹاؤن راچڈیل کے ایک کالج (Rochdale college) میں بھی بحیثیت لیکچرر تقرر رہے اور کچھ سال یہاں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

عہدہ قضاء کی قبولیت:

2002ء میں آپ سپریم کورٹ آف پاکستان میں بطور شرعی جسٹس کے اس عہدہ پر فائز

ہوئے اور چند سال سروس کے بعد 2009ء میں اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوئے۔

برطانیہ ہجرت اور دیارِ غیر میں اسلام کے تعارف، دفاع کیلئے مساعی:

1950ء اور 1960ء کی دہائی میں مسلمان بالخصوص پاکستانی کمیونٹی کی ایک اچھی خاصی تعداد اپنے معاش کے لیے یہاں برطانیہ میں آ، آباد ہوئی۔ اب اس کمیونٹی کی دینی تربیت اور انکے عقائد ونظریات اور اسلامی تہذیب وکلچر کی حفاظت کے لیے ایسے کہنہ مشق افراد کی ضرورت سامنے آئی کہ جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید فلسفہ وفکر اور دیگر مذاہب کے عقائد ونظریات اور سوچ وفکر سے بھی پوری طرح آگاہ ہوں لہذا اسی ضرورت کے پیشِ نظر پاکستان قونصلیٹ برمنگھم کی طرف سے کسی ایسے ہی ذی استعداد اور فاضل عالم دین کو پاکستان سے برطانیہ بلوانے کا تقاضا سامنے آیا۔ اور المختصر اس خدمت کے لیے اس موضوع کی بہترین شخصیت ڈاکٹر علامہ خالد محمودؒ کے نام یہ قرعہ فال نکلا۔ آپ قونصلیٹ کی طرف سے 1969ء میں برمنگھم تشریف لائے۔ ازاں بعد 1974ء میں اسلامک اکیڈمی آف مانچسٹر کی بنیاد رکھی۔ اکیڈمی کے مختلف شعبہ جات تھے جن میں برطانیہ ویورپ کے مسلمانوں کے عقائد ونظریات کے دفاع سے لے کر قومی وملی تعمیر تک ہر طرح کی خدمات سرانجام دی جاتی تھیں۔ آپ نے مسلم کمیونٹی کے عقائد ونظریات اور ان کی اصلاح وتربیت کے لیے جمعیت علمائے برطانیہ کی بنیاد رکھی اور دیگر مسائل مثلاً وراثت، طلاق، تدفین، جیل میں مسلمان قیدیوں اور ہسپتال میں مسلمان مریضوں کے لیے حلال فوڈ اور ان کی تعلیم وتربیت کے لیے تمام مسلم مکاتب فکر کو ساتھ لے کر 1982ء میں (The Islamic Sharia Council) ''دی اسلامک شریعہ کونسل'' کی بنیاد رکھی۔ جیسا کہ امریکن مستشرق Jhon Richard Bowen لکھتے ہیں:

The framework and procedures of the shari's council were worked out by two scholars, Khalid Mahmood and Suhaib Hasan. Mahmood was educated at the Daral-Ulum in Deoband, and founded the Islamic Academy of Manchester in 1974. (On British Islam: Religion, Law and Everyday Practice in Shari'a Councils:55)

تاہم اسی طرح ازاں بعد مانچسٹر میں آپ نے ایک اور ادارہ ''سٹی جامع مسجد مانچسٹر'' اور اس

کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں کے لیے خالص دینی تعلیم پر مبنی مدرسہ کی بنیاد بھی رکھی۔

وفات:

۲۰/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بمطابق 14 مئی 2020ء بروز جمعرات صبح 8 بجکر 32 منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اگلے دن ۲۱/رمضان المبارک بمطابق 15 مئی بروز جمعہ آپ کے جسد خاکی کو غسل دیا گیا، ایک نمازِ جنازہ سٹی جامع مسجد مانچسٹر کے باہر احاطہ میں ادا کی گئی اور دوسری نمازِ جنازہ، مانچسٹر کے معروف قبرستان Southern Cemetery میں ادا کی گئی اور وہاں اس گنجینہ علوم کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

تصانیف:

آپ ایک کثیر التصانیف مصنف تھے۔ مختلف زبانوں میں آپکی چھوٹی بڑی تصانیف اور انکے تراجم (جن میں رسائل، چارٹ، مقالات، پمفلٹ اور افادات) پر مشتمل کتب کی تعداد 100 سے زائد ہے۔

❋❋❋

اصلاح وارشاد اور علم وحکمت سے بھرپور 24 خطبات وافادات کا مجموعہ
جلد اول
عمدة النّعم من إفادات العلوم وَالحكم
بنام
افاداتِ علم وحکمت
تحریر وافادات
حجۃ الاسلام جسٹس (ر)
حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود
تخریج۔ تنقیح۔ تلخیص
محمد اقبال رنگونی

عصرِ حاضر
کے
زعیم اسلام ①

آپ بدلتے حالات میں ابدی ہدایت کے علمبردار تھے۔آج سے سو سال پہلے کے لاہور کو سامنے رکھیے اور پھر حالات کا رخ تبدیل کرنے کی الٰہی حکمت پر نظر کیجئے۔آپ کو مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی لاہور پاکستان تشریف آوری میں اس حکمت کے جلی اثرات دکھائی دیں گے۔

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، ءاللہ خیر امایشر کون۔ امابعد:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات میں ایک شخصیت نہیں ایک ادارہ تھے۔ ایک واقعہ نہیں ایک تاریخ تھے۔ خدمت دین میں ایک صاحبِ طرز اور بے عمل صحرا میں ایک بےلوث اسلامی آواز تھے۔ آپ گرد وپیش سے متاثر نہیں گرد وپیش کو اثر دینے والے تھے۔ مریدوں کی دولت کا مرکز نہیں خود بے نواؤں کی خبر لینے والے تھے۔ آپ کی دعوت قرآن پاک کی پکار اور آپ کی ہمت ایک مجاہدانہ للکار تھی۔ آپ میں نظر وفکر، علم وعمل، تقوی وذکر اور ہمت وسیاست کے گراں قدر جوہر بیک قالب جمع تھے۔ فضائل اخلاق کے یہ موتی علیحدہ علیحدہ تو کئی جگہ دیکھے جاتے ہیں لیکن ان کا شیرازہ ایک شخصیت سے بندھا ہوا کہیں کہیں نظر آتا ہے۔

راقم الحروف کو حضرت مرحوم کے ساتھ ان کی زندگی کے آخری دس سالوں میں بہت قریب رہنے کا موقع ملا ہے۔ جمعیت علماء اسلام میں ان کی سربراہی میں کچھ دینی جدوجہد کرنے کا موقع بھی ملا اور حضرت کی معیت میں سندھ اور کراچی کے متعدد سفر بھی کئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مرحوم کی شخصیت اور خدمات کو سمجھنے کے لئے ہمیں اس پس منظر میں دور تک جانا ہوگا۔ جس کی خارزار راہوں سے دین حق کے ہر پرستار کو گزرنا ہوتا ہے۔ مولانا احمد علی مرحوم اس خارزار وادی سے بہت کامیابی سے گزرے اور جب آپ نے سفر آخرت اختیار کیا تو آپ پر آسمان بھی رحمتیں برسا رہا تھا اور پرندے بھی سایوں کے پرے باندھے ہوئے تھے۔ اور ہر زبان سے یہ بات نکل رہی تھی کہ ایک خدا پرست اپنے مولا کے پاس جا رہا ہے۔

آپ بدلتے حالات میں ابدی ہدایت کے علمبردار تھے۔ آج سے سو سال پہلے کے لاہور کو سامنے رکھیے اور پھر حالات کا رخ تبدیل کرنے کی الٰہی حکمت پر نظر کیجئے۔ آپ کو مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی لاہور پاکستان تشریف آوری میں اس حکمت کے جلی اثرات دکھائی دیں گے۔

ان اثرات میں اسلاف دیوبند پر غیر متزلزل یقین، اسلاف کی میراث علمی میں کامل امانت داری، قرآنی درس حکمت کا شیوع اور علماء کرام میں دورہ قرآن کا ذوق ملے گا۔ تالیف واشاعت کے

کام کی اہمیت مجاہدین سے رابطہ عمومی اور اہل طریقت کے روحانی فیضان کے ساتھ ساتھ اسلامی خدمات اور اسلامی رنگ نظر آئے گا۔ انجمن ''خدام الدین'' کا قیام پنجاب میں اکابر علماء دیوبند کا تعارف اور جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے اسلام کی سیاسی آواز مجاہد کبیر شیخ التفسیر کے باقیات صالحات ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل کے لیے اس پسِ منظر میں دور تک دیکھئے اور پھر حالات اور اصلاحات کا جائزہ لیجئے۔ جانے والے چلے گئے لیکن اپنے نقش پا سے علم وحکمت اور عزم و ہمت کے وہ چراغ روشن کیے جن کی تابانی صدیوں تک قافلوں کو روشنی بخشتی رہے گی۔

بدلتے حالات میں الٰہی ہدایت:

مسائل حالات کی پیداوار ہوتے ہیں اور حالات تغیر پذیر لیکن الٰہی ہدایت ابدی ہے جس میں تغیر پذیری نہیں، مسائل اسی چشمہءحیات سے جواب پاتے ہیں۔ الٰہی ہدایت جب بدلتے حالات سے متعلق ہوتی ہے تو شریعت کی وسعت کا چہرہ اور کھلتا ہے، اہل حق کے ہاں مسائل بدلتے نہیں پھیلتے ہیں، الٰہی ہدایت ابدی رہتی ہے اور وسعت آشکار ہوتی جاتی ہے۔

فقہاء امت کے امین اور شرائع کے حامل ہوتے ہیں۔ انہوں نے اختلاف اعصار وامصار کی ہمیشہ رعایت کی ہے۔ ہر قسم کے حالات میں انہوں نے ان کے مناسب شریعت کی تفصیل کی ہے لیکن ملحدین برابر اس پروپیگنڈے میں مصروف رہے کہ علماء لکیر کے فقیر ہوتے ہیں، اجتہاد کی اجازت نہیں دیتے، وقت کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے، نہ حالات پر ان کی نظر ہوتی ہے، اور نہ حالات کے مطابق ان کے افکار ڈھلتے ہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی دینی جلسے میں حکام وامراء میں سے کسی کو دعوت دی گئی تو انہوں نے علماء کی دینی کوششوں کو سراہنے کے ساتھ ساتھ ایک ایسا فقرہ چسپاں کیا کہ علماء کو وقت کے تقاضوں کے مطابق اسلام کو پیش کرنا چاہیے۔ اس محفل میں یہ بات صراحت سے عیاں ہوتی ہے کہ بیان کرنے والے کے نزدیک علماء زمانے کے تقاضوں کو سمجھے ہوئے نہیں اور ان کا نغمہ ایک بے وقت کی آواز سنائی دے رہا ہے۔

جن حضرات کو قانونِ اسلامی کی تدوین کے مختلف ادوار کا علم ہے وہ جانتے ہیں کہ اس اعتراض کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اہل باطل ہمیشہ اہل حق پر اسی قسم کی آوازیں کستے آئے ہیں اور حالات نے جب بھی کبھی کروٹ لی ان لوگوں کا غصہ علماء پر ہی نکلا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں اور انہی سے علوم نبوت کا فیض آگے پھیلتا ہے، جب وارث نااہل ہو تو مورث کی متاع خود لٹ جاتی ہے اور سلسلہ آگے نہیں چلتا، اسلام کے وارث نااہل ثابت ہو جائیں تو متاع اسلام خود بخود ضائع سمجھی جائے گی۔ اسلامی اثرات کو ختم کرنے کے لئے علماء کے خلاف یہ مسموم پراپیگنڈا مسلسل ہوتا آیا ہے۔ علماء کو بدنام کرنے کی ایک صورت دیکھئے، ایک تجدد پسند لکھتا ہے:

> ''ایک طرف ترکی میں اتنے بڑے انقلاب کی ابتداء ہو رہی تھی دوسری طرف ترکوں کے علماء اور مشائخ تھے جو اب بھی ساتویں صدی کی فضا سے نکلنے پر آمادہ نہ تھے......وہ ابھی تک اصرار کر رہے تھے کہ ترکی قوم میں وہی قوانین نافذ کیے جائیں جو شامی اور کنز الدقائق میں لکھے ہوئے ہیں۔''

انصاف کو آواز دیجیے کنز الدقائق ② کی وجہ سے ترکی کی کونسی ترقی رکی اور نئے ترکی میں شامی ③ کے کس مسئلہ نے رکاوٹ پیدا کی؟ یہ کہا جائے کہ نئے ترکی میں اذان اور نماز تک عربی میں نہ رہیں ترکی زبان میں ہونے لگیں اور یہ کتابیں نماز و اذان کے عربی میں ہونے کا درس دیتی تھیں تو آپ ہی بتائیں کہ اس میں صاحب کنز الدقائق اور شامی حق پر تھے یا وہ جدت پسند اتراک جو نماز کی بھی زبان بدل رہے تھے اور عربی اسلام کے سرکاری زبان تسلیم کرنے کے لیے کسی طرح تیار نہ تھے۔ سچائی کے نقوش انمٹ ہوتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ترکی اب پھر ہدایہ ④ اور شامی کی طرف لوٹ رہا ہے اور اذانیں پھر عربی میں ہونے لگی ہیں۔ ابن نجیم ⑤ اور شامی انقلاب پر قربان نہیں ہوئے خود انقلاب ایک طویل گردش کے بعد اصل کی طرف آ رہا ہے۔

مذکورہ بالا تجدد پسند کی علمی حالت کو دیکھیے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کو ساتویں صدی کا مصنف لکھ رہے ہیں حالانکہ وہ تیرھویں صدی کے جلیل القدر مفکر تھے، ۱۲۵۳ھ میں فوت ہوئے، وہ کوئی رجعت پسند فقیہ نہ تھے کہ ان کے مرتب کردہ قوانین ترکوں کو ترقی سے روکتے ہوں، عصری تقاضوں پر ان کی پوری نظر تھی ان کا اپنا موقف یہ تھا کہ زمانہ بدلنے پر بعض احکام میں تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے، لکھتے ہیں:

انت خبیر بانّ کثیر امن الاحکام تغیرت لتغیر الأزمان۔ [6]

(شامی، جلد:2، ص:127)

ترجمہ: اور تم جانتے ہی ہو کہ بہت سے احکام تبدیل
زمان کے باعث بدل جاتے ہیں۔

علامہ شامی کے مرتب کردہ قوانین کو اپنانے سے آئندہ ترقی کا دروازہ بند نہیں ہوتا، حالات کے نئے مسائل پر پہلے فقہی اصولوں کی روشنی میں فی الجملہ اجتہاد ہوسکتا ہے اور اس قسم کے اجتہاد کو ترکی علماء نے کبھی نہ روکا تھا جس شامی پر انہیں اصرار تھا، وہ خود عصری تقاضوں پر تبدیلی احکام کی راہ بتا چکے تھے مگر کیا کیا جائے علماء کو یونہی بدنام کرنے اور تنگ نظر قرار دینے کی کوشش پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ انگریزی تہذیب کا یہ لازمی جزو ہے کہ طبائع عامہ کو جس طرح بھی بن پڑے منبر و محراب سے دور کیا جائے۔ علامہ شامی کو ساتویں صدی میں لے جانے کی کوشش محض اس لیے کی گئی کہ علمائے ترکی کو زیادہ رجعت پسند ثابت کرسکیں۔

اکابر دیوبند نے بھی شریعت کی وسیع دامانی پر ہمیشہ نظر رکھی ہے عصری تقاضوں کا پورا لحاظ کیا ہے اور وقت کے نئے نئے مسائل پر حنفی اصول فقہ کی روشنی میں مجتہدانہ نظر کی ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی [7]، مولانا شبیر احمد عثمانی [8] اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہم [9] کی تحریرات اس پر شاہد وعادل ہیں اور اہل خبرت سے پوشیدہ نہیں کہ علماء حق نے کہاں کہاں پہلی غلط لکیر کو کتاب وسنت کی روشنی میں پامال کیا ہے۔

آج سے سو سال پہلے کا لاہور:

لارڈ میکالے [10] کا نظام تعلیم علم کو اس کی مسند سے اتار رہا ہے اب یہ مسند انگریزی عملداری کی مشین میں رکھ دی گئی ہے، دنیوی شوکت اور دفتری ملازمت کے خواہشمند جوان انگریزی اسکولوں اور کالجوں کی طرف تیزی سے دوڑ رہے ہیں۔ حکمران قوم کے طور واطوار محکوم قوم کی آنکھوں میں زینت بن کر اتر رہے ہیں مساجد اور مدارس کی چٹائیاں زیادہ تر نادار لوگوں کے لئے رہ گئی ہیں اور اب تو غریب اور نادار طلبہ کو بھی وظیفے ملنے لگے ہیں تاکہ ان کے چٹائیوں سے گرد صاف کرنے والا

بھی کوئی باقی نہ رہے۔

ہاں کچھ دین کے فدا کاران چٹائیوں سے چمٹے پڑے ہیں۔ یہ علمائے حق اپنی ہر سہولت کو قربان کر کے حکومت کے عتاب کا مرکز بنے ہوئے ہیں کہ ابھی تک قرآن وحدیث کی تعلیم کیوں جاری ہے۔ یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ ان بوریہ نشینوں کی زبان وقلم سے اب بھی انگریز خائف ہے انگریز ان کے خلاف خود نہیں خود مسلم قوم کو ہی کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی یہ پروپیگنڈا کر کے، علماء انگریزی پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور کبھی یہ کہہ کر کہ وہ دنیوی ترقی میں بڑی رکاوٹ ہیں اور زمانے کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں۔

کچھ بھی ہو امت دو حصوں میں بٹ گئی ہے۔ دنیوی تعلیم کا طبقہ آہستہ آہستہ دین سے یکسر دور ہو رہا ہے۔ حکومت انگلشیہ کے یہ پرزے صرف اسی مشین میں چل سکیں گے جس کے لیے انہیں ڈھالا گیا ہے، معلوم نہیں ان تک اسلام کی بارانِ رحمت کب پہنچے گی اور انکی دینی تعلیم کے لئے کب کہیں کوئی حرکت پیدا ہوگی۔

انگریزوں نے نظامِ تعلیم میں یہ تبدیلی اس لیے کی تھی کہ 1857ء کے تلخ نتائج ان کے سامنے تھے، اس سے پہلے دہلی عربک کالج میں نظام تعلیم دو شاخہ نہ تھا، عربی اور رسوم ملکی کے جاننے والے لوگ باقاعدہ عدالتوں میں بطور وکیل پیش ہو سکتے تھے انگریزی تعلیم لازمی نہ تھی۔ دوسرے علوم کا ذریعہ زبان فارسی اور اردو تھا اسی طرح کے پڑھے لوگوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے کھلے تھے۔ اس صورتحال نے انہی درسگاہوں سے ایسے لوگ پیدا کیے اور انہی سے ملک میں ایسے حالات پیدا ہوئے کہ قوم پھر محاذ آزادی پر آ کھڑی ہوئی۔ اب انگریزوں نے محسوس کرلیا کہ جب تک یہاں کا نظام تعلیم نہ بدلا جائے استعمار کو استحکام نہ مل سکے گا۔ انگریزی تعلیم لازمی کر دی گئی۔ تاریخ، فلسفہ، اقتصادیات اور ریاضی تک کا ذریعہ زبان انگریزی قرار دی گئی۔ عربی اور فارسی کی اعلی تعلیم کے لئے بھی انگریزی کو ذریعہ زبان ٹھہرایا گیا تھا تا کہ راسخ العلم علماء اس تعلیم میں بھی استاد نہ بن سکیں۔ سکولوں میں عربی، فارسی اور سنسکرت کے اساتذہ کی تنخواہوں کے گریڈ انگریزی اور تاریخ کے اساتذہ سے کم رکھے گئے اور ان ادبی اور اسلامی علوم کو جو کبھی مغل دربار کی ہیبت ہوتے تھے برسرِ عام حقیر کیا گیا۔ نظام تعلیم کی اس تبدیلی کے بعد قوم کے بہترین دماغ غیروں کے سایہ میں پرورش پانے

لگے اور وہ نئی تربیت میں رہ کر حکومت کی مشینری میں چور اور دن کی حقیقی روشنی سے دور ہوتے گئے۔

حالات کا رخ تبدیل کرنے کی الٰہی حکمت:

ان حالات میں ضروری تھا کہ ان اداس نسلوں کو اپنے سے یکسر کٹنے نہ دیں اور یہ نوجوان وحدت ملت کی صف سے سرکنے نہ پائیں۔ علماء حق اس راہ گم کردہ قافلہ کو پھر سے راہ سلجھانے کی آواز دیں اور دینی اور عصری علوم میں رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اس کوشش میں جو لوگ آگے بڑھیں ضروری تھا کہ وہ خود علم دین میں پختہ اور عمل میں راسخ القدم ہوں، مبادا نئی نسلوں کو اپنے قریب کرتے خود ان کے قریب جا پہنچیں اور ان کے تقاضوں کے مطابق خود اسلام میں ترمیم ہونے لگے۔

حالات کا رخ تبدیل کرنے کی الٰہی حکمت نے شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ (١١) کو علی گڑھ کالج کی طرف متوجہ فرمایا۔ آپ علیگڑھ تشریف لائے، آپ کے ساتھ علماء دیوبند کی ایک جماعت تھی، آپ نے کالج کے طلبہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں قوم کی متاع گم گشتہ کو یہاں تلاش کرنے آیا ہوں اور آپ نے اس جدید دانش کدہ پر مجاہدانہ انداز میں عارفانہ نگاہ کی۔ آپ نے نوجوانوں میں اسلام سے وابستگی اور انگریز سے آزادی کی ایسی روح پھونکی کہ جدید نسلوں کے منہ علماء کے خلاف بند ہو گئے اور نئی نسلوں کو راسخ العلم علماء کو قریب سے دیکھنے کے بہترین مواقع میسر آئے۔ قدیم و جدید کے اس رابطے کی ضرورت پر شیخ الہند کے بعد سب سے زیادہ توجہ ان کے نامور شاگرد مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (١٢) کی تھی مگر افسوس کہ مولانا سندھی بیس سال سے زائد مدت کے لئے ہندوستان سے جلاوطن کر دیئے گئے۔ انگریز کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ قدیم و جدید کا یہ رابطہ کچھ اور آگے بڑھے۔ ان کی تو پوری کوشش تھی کہ علی گڑھ اور دیوبند کو دو متوازی اور مقابل درس گاہوں کے طور پر پیش کیا جاتا رہے اور دینی اور عصری علوم میں کوئی حقیقی رابطہ پیدا نہ ہو سکے۔ تاہم اس سے انکار نہیں کہ مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس جلاوطنی سے پہلے سندھ و ہند میں اس کام کے نقشے بچھا چکے تھے۔ آپ نے سندھ مدرسہ دار الرشاد میں اسی انقلابی ذہن کی تربیت کی تھی اور دہلی کا جامعہ ملیہ بھی اسی انقلاب کی صدائے بازگشت تھی، پنجاب میں ان کے نامور شاگرد مجاہد کبیر شیخ التفسیر مولانا

احمد علی رحمۃ اللہ علیہ مصروف عمل ہوئے۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ:

وطن قدیم ضلع سیالکوٹ تھا پھر گوجرانوالہ میں وطن پذیر ہوئے، نو سال کی عمر تھی کہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو سندھ لے گئے. آپ نے مدرسہ دارالرشاد میں ہی تعلیم حاصل کی اور یہیں تدریس کا کام شروع کیا۔ پھر آپ نے خود نواب شاہ میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی۔ وہاں سے حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دہلی نظارۃ المعارف⑬ میں بلالیا۔ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے کابل ہجرت کی تو نظارۃ المعارف کی ساری ذمہ داریاں آپ پر آ گئیں۔ اس دوران آپ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال⑭ کے رکن بن چکے تھے۔ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اس تحریک میں گرفتار ہوئے، دہلی، شملہ اور لاہور نظر بند رہے...... رہائی پر انگریز حکومت کا فیصلہ تھا کہ آپ کو دہلی نہ ٹھہرنے دیا جائے۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور آمد:

مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ لاہور قیام پذیر ہوئے، لاہور اس وقت کس حالت سے گزر رہا تھا اس کا اجمالی نقشہ سطور بالا میں آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ ان حالات میں مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں دینی کام کرنے کا ذمہ لیا، ایک دو جگہوں میں قلیل سی مدت کے لیے ٹھہرے اور بالآخر شیرانوالہ دروازہ تشریف لائے اور یہ وہ زمین تھی جو آپ کی آئندہ تمام دینی محنتوں کا مرکز بنی۔

آپ شیرانوالا دروازہ مسجد لائن سبحان خان میں ٹھہرے۔ ان دنوں مسجد بہت چھوٹی تھی۔ عصر کی اذان ہوئی تو کچھ دفتری طبقے کے لوگ بھی نماز پڑھنے کے لئے آ گئے۔ امام نے نہایت مشفقانہ انداز میں کہا:

> ''بیٹا میں یہاں قرآن پڑھتا ہوں کوئی فیس نہیں لیتا۔ دفتروں اور کالجوں سے فراغت کے بعد تم جس وقت یہاں آسکو میں تمہیں قرآن پڑھا سکوں گا۔ تمہارے حالات اور اوقات کے مناسب ایک مختصر سا نصاب بھی تجویز کر دوں گا اس سے تم

اپنی دنیوی تعلیم اور سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ کچھ اپنی دینی قدروں کو بھی
باقی رکھ سکو گے۔''

یہ لاہور میں مولانا احمد علی صاحب کے دینی کام کی ابتدا تھی۔ آپ نے ابتدا میں درس نظامی کا مدرسہ کھولنے کی بجائے نئے تعلیم یافتہ طبقے میں دلچسپی لی۔ لوگوں کو براہ راست قرآن پاک سننے کی دعوت دی، ترجمہ قرآن میں دلچسپی پیدا کی۔ یہاں تک کہ لاہور کے جدید تعلیم یافتہ طبقے کے کچھ افراد قرآن پاک کے گرد جمع کر لیے۔ قرآن کریم ایک کتاب ھدیٰ اور پیغام زندگی کے طور پر متعارف ہونے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے لاہور کی بیشتر مساجد میں قرآن پاک کے درس شروع ہو گئے۔ یہ سلسلہ آگے چل کر پھر سارے پنجاب میں پھیل گیا۔

ہندوستان میں پہلا ترجمہ قرآن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ⑮ نے فارسی میں کیا تھا۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹوں شاہ رفیع الدینؒ⑯ اور شاہ عبدالقادرؒ⑰ نے قرآن کریم کے ''لفظی'' اور ''بامحاورہ'' اردو ترجمے کیے۔ یہ تراجم وقت کی منہ بولتی شہادت تھے کہ اس وقت غیر عربی دان لوگوں کو بھی قرآن پاک کے گرد جمع کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ شاہ ولی اللہ کے اسی فکر کے ترجمان مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کو قرآن پاک سے والہانہ عشق تھا۔ آپ قرآن کریم کو کتابِ انقلاب سمجھتے تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ میں قرآن فہمی کا عجب ذوق پیدا کر دیا تھا۔ مولانا سندھی نے قرآن پاک کی سورت سورت اور رکوع رکوع کے عنوان خلاصے اور مقاصد اپنے طلبہ کو یاد کرائے۔ ان میں مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست تھے۔ آپ نے اپنے حلقہ اثر میں یہ ذہن پیدا کیا کہ فقہ و حدیث کی جمع تعلیمات سب قرآن پاک کے گرد ہی گردش کرتی ہیں اور سب اسی اجمال کی تفصیل ہیں۔ جدید تعلیم یافتہ مسلمان اور ان کی نئی نسل قرآن پاک کے آگے کسی قسم کی لب کشائی نہ کر سکتے تھے نہ کوئی مسلمان مسلمان ہوتے ہوئے اس مرکز علم سے کنارہ کر سکتا تھا۔ حالات کا تقاضا تھا کہ مسلمان کو قرآن کریم کے گرد جمع کیا جائے۔ اسی قرآنی دعوت کو لے کر مولانا احمد علی لاہور آئے اور پھر لاہوری ہی ہو کر رہ گئے، آپ کی زندگی کا محور یہی کتاب انقلاب تھی۔

قرآن پاک کے ترجمہ و تفسیر کے ساتھ آپ قرآن پاک کے اعتبار و تاویل سے بھی خوب واقف تھے، ان مضامین پر آپ کی گہری نظر تھی، قرآنی دعوت میں عصر حاضر کے مصداق تلاش

کرنے میں آپ کو بڑی مہارت تھی، آپ انہیں تفسیر کے نام سے نہیں الاعتبار و التاویل کے عنوان سے ذکر کرتے تھے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو نتائج وعبر کے اس انداز سے اختلاف تھا لیکن آپ نے فرمایا کہ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ سے الاعتبار و التاویل کا عنوان دے کر گرفت سے نکل گئے ہیں۔

اسلافِ دیوبند پر غیر متزلزل یقین:

مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں قرآن پاک کا ایک مختصر اور جامع حاشیہ تحریر فرمایا، آپ نے اس میں سورت سورت اور رکوع رکوع کے عنوان خلاصے اور مقاصد نہایت ایجاز اور سادہ زبان میں ترتیب دیئے، جہاں جہاں مضمون ایک موضوع پر جمع دکھائی دیئے ان کی موضوع دار طویل اور مفصل فہرست اپنے حاشیہ قرآن سے بطور مقدمہ شامل فرمائی۔ عصری تقاضا تھا کہ اختلاف سے ہر ممکن پرہیز کی جائے اس لیے آپ نے ترجمہ قرآن پر ہر مسلک کے علماء کی تائید حاصل کی۔ آپ کی پوری کوشش تھی کہ قرآن پاک کا ایک مجموعی حاصل قوم کے سامنے رکھ سکیں۔

آپ جب یہ سارے مسودے تیار کر چکے تو انہیں لے کر دیوبند پہنچے۔ دیوبند میں ان دنوں محدث کبیر حضرت مولانا سید انور شاہ [۱۸]، شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہم [۱۹] کا دور دورہ تھا۔ آپ نے یہ سب مسودات ان حضرات کے سامنے رکھ دیئے اور بتایا کہ انہوں نے یہ قرآنی محنت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں سرانجام دی ہے، مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ پر چونکہ سیاسی افکار غالب تھے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ خالص دینی نقطہ نظر سے بھی اس قرآنی خدمت کا جائزہ لیا جائے۔ اگر اکابر دیوبند اس کی تصدیق فرما دیں تو وہ اسے شائع کر دیں گے وگرنہ وہ یہ مسودات یہیں چھوڑ جائیں گے پھر انکی انہیں کوئی حاجت نہ ہوگی۔

اکابر نے ان کی تصدیق کی اور حضرت شیخ التفسیر مرکز دیوبند سے تصدیق لے کر لاہور واپس ہوئے، اس ترجمے اور تحشیے کی اشاعت کی اور نہ صرف اشاعت کی بلکہ درس وتدریس میں بھی قرآن کریم کا ذوق ہزاروں مسلمانوں کے دل ودماغ میں اتار دیا۔

اسلاف کی میراث علمی میں امانتداری:

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل کے ساتھ تقویٰ وتواضع سے بھی خوب مالا مال کیا تھے۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات وخیالات میں آپ نے اپنی کوئی آمیزش نہ کی، جو ان کی بات تھی ان کے نام پر کہی، جو اپنی بات تھی وہ اپنی ذمہ داری پر کہی۔ اور اپنے خیالات میں بھی اپنے آپ کو آزادانہ نہ رکھا بلکہ اکابر علماء امت کے ساتھ رہنے کی کوشش کی۔ مولانا عبیداللہ سندھی کے ایک شاگرد علامہ موسی جاراللہ بھی تھے۔ افسوس کہ وہ اس درجہ میں محتاط نہ رہے اور کئی اپنی باتیں انہوں نے مولانا سندھی کے نام سے کہہ دیں۔ مولانا سندھی کے نام سے انہوں نے جو تفسیریں لکھی ہیں مولانا خود زندہ ہوتے تو شاید انہیں الاعتبار والتاویل کے سوا کسی اور نام سے پیش نہ کرتے۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب نے کئی مجلسوں میں فرمایا کہ ”حیات مسیح کے بارے میں مولانا عبیداللہ سندھی وہی عقیدہ رکھتے تھے جو دوسرے علماء دیوبند کا ہے۔ مگر افسوس کہ موسیٰ جار اللہ [۲۰] اپنی بات مولانا سندھی کے نام سے کہہ کر لوگوں کو مغالطہ دے رہا ہے مولانا سندھی کے نظریات وعقائد وہی ہیں جو میں نے حاشیہ قران میں لکھ دیے ہیں۔“ [1]

---

[1] حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے والدین نے ابتدا ہی سے آپ کو دینِ اسلام کی خدمت کے لیے وقف کرنے کی نیت کر رکھی تھی۔ چنانچہ جب آپ کے والدین کی ملاقات حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو انہوں نے اپنے صاحبزادے کو دینی تعلیم وتربیت کی غرض سے حضرت مولانا سندھیؒ کے سپرد کر دیا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی عمر محض نو برس تھی کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چونکہ مولانا لاہوریؒ کے والد اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے درمیان قرابت داری کے تعلقات تھے، اس لیے ان کی وفات کے بعد بچوں کی کفالت اور نگہداشت کے پیشِ نظر حضرت مولانا غلام محمد دینپوریؒ نے حضرت مولانا لاہوریؒ کی والدہ ماجدہ کا نکاح ثانی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے کر دیا۔ اس طرح حضرت مولانا سندھیؒ، حضرت مولانا لاہوریؒ کے سوتیلے والد بن گئے۔ چنانچہ مولانا احمد علی لاہوریؒ اور ان کے دیگر بھائی حضرت مولانا سندھیؒ کی براہِ راست تربیت میں آ گئے۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی پہلی اہلیہ سے ایک صاحبزادی تھیں، جن سے بعد میں حضرت مولانا لاہوریؒ کا عقد کر دیا گیا۔ اس شادی کے قریباً ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹا عطا فرمایا، جس کا نام حسن رکھا گیا، مگر یہ بچہ سات دن کے بعد وفات پا گیا، اور اس کے اگلے ہی دن حضرت مولانا لاہوری کی اہلیہ محترمہ بھی انتقال فرما گئیں۔ کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا لاہوریؒ کا دوسرا نکاح ہوا، جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد عطا فرمائی۔ (ماخوذ از: مردِ مومن)

اس تفصیل سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جامع مسجد شیرانوالہ میں روزانہ درس قرآن:

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو روزانہ درس قرآن سے عجیب شغف تھا۔ آپ کی تمنا تھی کہ جس دن میری وفات ہو اس دن کا درس قرآن بھی میں نے دیا ہو۔ آپ کا انداز بیان بہت سادہ سلیس اور رواں ہوتا تھا۔ حقائق ومعارف اور نکتہ آفرینیاں آپ عام مجالس میں پسند نہ فرماتے تھے، آپ کی رائے تھی کہ ان باریکیوں سے ذوق ویقین میں تو ضرور اضافہ ہوتا ہے لیکن عملی زندگی کو کوئی تازیانہ ہمت نہیں ملتا۔ الٰہی پیغام اصل میں زندگی کا درس ہے ایک راہ عمل ہے۔ حقائق ومعارف اس میں ضمنی طور پر آتے ہیں۔ انہیں موضوع اور مقاصد کے طور پر اپنانا صحابہ کرام کا طریق نہ تھا۔

آپ کے اس سادہ انداز بیان میں عجیب تاثیر تھی۔ اب تک نہیں سنا گیا کہ آپ کے حلقے کا کوئی شخص پھر کبھی اس حلقے سے پھرا ہو۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے پر آپ کے اس سادہ بیان کے گہرے نقوش اترتے، علامہ علاؤالدین صدیقی سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی (۲۱) اور ڈاکٹر سید عبداللہ سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور (۲۲) جیسے جدید تعلیم یافتہ حضرات پر دینی چھاپ شیرانوالا کے اسی حلقہ قرآن سے لگی تھی۔

اس درس میں بیسیوں آدمی کاغذ قلم لے کر بیٹھتے اور پورے درس کو قلم بند کرتے، پھر یہ تحریرات آگے چلتیں اور معلوم نہیں لاہور میں کتنے گھر تھے جن میں وہ درس دہرایا جاتا اور سننے والوں کو ابدی سچائی اور حیثیت خداوندی کی دولت ملتی۔

علماء کرام کے لیے سالانہ دورہ قرآن:

آپ فارغ التحصیل علماء کرام کو ہر سال دو ماہ میں پورا قرآن پاک پڑھا دیتے تھے۔ یہ دورہ قرآن حضرت شاہ ولی اللہ کی فکر اور مولانا عبیداللہ سندھی کی قرآنی بصیرت کا پوری طرح آئینہ دار تھا۔ یہ دورہ رمضان سے شروع ہو کر ذوالقعدہ پر ختم ہوتا۔ ختم پر آپ انہیں وہ سند عطا فرماتے جس پر

(بقیہ گزشتہ صفحہ) حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درمیان ہر اعتبار سے نہایت قریبی اور گہرا تعلق تھا۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سندھیؒ کی فکر ونظر، اور مزاج کو نہایت قریب سے جاننے اور سمجھنے والے تھے۔ اسی بناء پر مولانا لاہوریؒ کا متذکرہ بالا بیان ہر اعتبار سے غیر معمولی وزن اور وقعت رکھتا ہے۔ تاہم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی عنوان پر دو مضامین تحریر فرمائے ہیں، جنہیں اس کتاب میں بطورِ ضمیمہ شامل کیا گیا ہے۔

محدث کبیر امام العصر مولانا سید انور شاہ صاحب، شیخ التفسیر والحدیث مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب [۲۳] کے دستخط ہوتے۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ علماء کی جماعت کوئی نئی جماعت نہیں بلکہ یہ سب قافلہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دم قدم سے رواں دواں ہے۔

نئے انداز تفسیر کا ایک عجیب سلسلہ:

مذکورہ حاشیہ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ نے ایک تفسیر ایک نئے انداز میں لکھنی شروع کی۔ تیسویں پارے کی سورتیں شائع بھی کیں۔ تفسیر کے ساتھ ساتھ الاعتبار والتاویل کا حاشیہ بھی لگایا اور نئے تقاضوں کے مطابق تفسیر ایک نئے انداز میں پیش کی۔ یہ تفسیر عام لوگوں کے مدارک سے کچھ اونچی تھی اور بعض اکابر بھی اسے عام درجہ میں نفع بخش نہ سمجھتے تھے اس لئے آپ نے اس سلسلہ کو آگے نہ بڑھایا۔ آپ فرماتے تھے کہ ''نئی تفسیر سے مجھے اتحادِ امت زیادہ عزیز ہے، جس تفسیر سے ایک اختلاف اور بڑھے اسے شائع نہ کرنا ہی بہتر ہے۔''

شاہ ولی اللہ کا پیغام انقلاب:

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، اقتصادی اور سیاسی فکر کا مرکز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تھی۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر نے اسے اور جلا بخشی تھی۔ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کو با قاعدہ نصاب میں داخل کیا۔ دورہ تفسیر پڑھنے والے علماء آپ سے اسے سبقاً پڑھتے اور دینی فکر و ذوق رکھنے والے غیر عربی دان حضرات اور جدید تعلیم یافتہ لوگ اس کے درس دانش پر سر دھنتے......وقت کی ہر دینی تحریک، ہر نعرہ آزادی اور ہر دینی سیاست اسی حلقہ شیرانوالہ سے ہوتی، مولانا محمد علی جوہر [۲۴]، مولانا عبد الشکور لکھنوی [۲۵]، مولانا حسرت موہانی [۲۶]، ڈاکٹر علامہ اقبال [۲۷]، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری [۲۸]، مولانا ظفر علی خان [۲۹]، بانی تحریک تنظیم سردار احمد خان پتافی [۳۰]، حضرت مولانا مفتی محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ لاہور [۳۱]، سر عبد القادر [۳۲]، مولانا داؤد غزنوی [۳۳]، خلیفہ شجاع الدین [۳۴]، آغا شورش

کاشمیری ⑮ اپنی اپنی لائنوں میں کام کرتے ہوئے حضرت مولانا احمد علی صاحب کے پاس مشوروں اور دعاؤں کے لئے حاضری دیتے اور اس طرح حضرت مولانا کا حلقہ شیرانوالہ دینی اور ملی فکر و عمل کا عجیب گل وگلزار بنا رہتا۔

کیمپ مجاہدین سے رابطہ عمومی:

حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ⑯ کی شہادت کے بعد تحریک جہاد دب گئی تھی۔ مگر یکسر ختم نہ ہوئی تھی۔ بلکہ بقول ہنٹر ⑰ یہ تحریک قائدین کی زندگی و موت سے بہت آگے جا چکی تھی۔ آزاد قبائل مجاہدین کے کیمپ کی پشت پناہ بنے رہے، شیخ الہند کا اس کیمپ سے بہت قریب کا رابطہ رہا۔ مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں وہ یاغستان پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ شیخ الہند کس طرح ایک نصف صدی سے اس کیمپ کی امداد کر رہے تھے۔ مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدین کے اس کیمپ سے برابر رابطہ تھا اور آپ قیام پاکستان تک مجاہدین کی مسلسل مالی امداد فرماتے رہے۔ یہ محنت انگریز حکومت سے صیغہ راز میں رکھی جاتی۔ اور ان پر خلوص کوششوں کا صدقہ ایک دن اس ملک پر بھی آزادی کا سورج چمک کر رہا۔ قیام پاکستان کے وقت مولانا فضل الٰہی ⑱ ان مجاہدین کے امیر تھے۔ ان کا ذکر تحریک شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ دہلی میں بھی موجود ہے۔

حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت دینپوری رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان:

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ ان کاملین میں سے تھے جو اسباب و وسائل کی پوری فراہمی اور انسانی تگ و دو کی پوری بساط کے باوجود اصل مسبب الاسباب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ پھر ان کی ہمت ہمہ تن اسی کے در رحمت پر دستک دیتی ہے اور وہ اسی ذات باری سے اثر و قبولیت کی بھیک مانگتے ہیں۔ اس نظر و فکر میں ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کی روحانی سیر بہت وسیع ہو۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ ⑲ اور حضرت دین پوریؒ ⑳ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ اس فیضان نے آپ کی نظر و فکر کو اور جلا بخشی اور اس کے ثمرات یہاں تک پھیلے کہ لوگ اطراف ملک سے آپ کی مجلس ذکر میں حاضر ہونے لگے۔ آپ کا طریق قادری تھا اور اس راہ سے آپ کے گرد

اہل اللہ کا ایک حلقہ قائم ہو گیا۔ آپ کی یہ مجلس ذکر اب تک قائم ہے اور حضرت مولانا عبید اللہ انور [۴۱] اس کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

تالیف واشاعت کے کام کی اہمیت:

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اہل حق کے پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے پنجاب میں واعظ وارشاد کے ساتھ ساتھ تالیف واشاعت پر زور دیا۔ آپ سمجھتے تھے کہ نوجوانوں اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے اسلامی لٹریچر کی بہت ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا یہ بھی احساس تھا کہ وہ لٹریچر بہت سادہ، آسان اور سماوی ہدایت پر مبنی ہونا چاہیے۔ آپ نے اس کے لیے جدوجہد کی، ترجمہ، تفسیر، تبلیغی رسائل اور ہفت روزہ خدام الدین سے اس ضرورت کو باحسن وجوہ پورا کیا۔ آپ کی اس سادگی میں عجیب اثرات تھے، جو شخص اس لٹریچر سے مستفید ہوتا اس کے اعمال وافکار اور اخلاق و کردار میں ایک عجیب نور پیدا ہو جاتا۔ آپ سے پہلے سرسید احمد خان [۴۲] اور ان کے رفقاء ایک خاص انداز سے اسلامی لٹریچر کی بنا رکھ چکے تھے۔ اس حلقے کا کہنا تھا کہ اسلام کو اب جدید سائنٹفک انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے خدا اور رسول کے نام سے اب یہ سکہ زیادہ دیر تک نہ چل سکے گا۔ انہوں نے نیچر اور اصول فطرت پر اپنے لٹریچر کی بناء رکھی۔ سرسید کا خیال تھا کہ اب تفسیر اور حدیث کے پرانے ذخیروں سے اسلام آگے نہ بڑھ سکے گا۔ اب اسلام کی ایک ایسی تصویر کی ضرورت ہے جس کو نئی نسلیں قبول کر لیں ورنہ اندیشہ ہے کہ قوم الحاد کے ایک زبردست بحران سے دوچار ہو جائے گی۔ ان جدید مصنّفین نے اسی جدت پسندی میں معجزات انبیاء کے خرقِ عادت ہونے کا انکار کیا۔ عصمت انبیاء میں تشکیک کی راہیں پیدا کیں۔ یہاں تک کہہ دیا کہ عصمت انبیاء کے لوازم ذات میں سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اسے ان سے اٹھا بھی لیتے ہیں۔ ان عقلی موشگافیوں الحاد پرور نظریات اور نئے دور کی ہم آہنگی سے اس اسلامی لٹریچر سے برکت اٹھ گئی اور عفونت آ گئی چونکہ اس الحاد میں ایک ادبی چاشنی تھی اس لیے مغرب زدہ ذہن تو اسی لٹریچر پر قربان ہوتے تھے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ [۴۳] نے سرسید احمد خان کو ان نتائج سے بروقت متنبہ کر دیا تھا مگر افسوس کہ یہ پروپیگنڈا بدستور جاری رہا کہ جدید نسلوں کو یہی لٹریچر اور یہی قرآن متاثر کرتا ہے۔ نوجوان

علماء کے علمی انداز سے چنداں اثر نہیں لیتے۔ان حالات کا مولانا احمد علی صاحب کے ذہن پر خاص اثر تھا آپ کو شدید احساس تھا کہ اسلام کو خدا اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے نہایت آسان اور سادہ انداز میں پیش کیا جائے۔ یہ دین دینِ فطرت ہے خود لوگوں کو جذب کرے گا دین فطرت کی آواز اثر دینے میں کسی خارجی ادبی چاشنی اور تغیر پذیر علم جدید کی محتاج نہیں۔

ضرورت وقت کے مطابق تبلیغی رسائل:

آپ نے مختلف موضوعات پر چھتیس کے قریب مختصر رسائل تصنیف فرمائے۔ یہ رسائل وقت کے اہم موضوعات پر اپنے ایجاز واختصار سادگی اور روانی اور جامعیت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کے ترجمہ قرآن کے شروع میں ان کی مبسوط فہرست دی گئی ہے۔عقائد، معاملات،عبادات، اصلاح معاشرہ اور فضائل اخلاق کے ہر باب میں ان میں صحیح دینی رہنمائی موجود ہے۔

اسلامی لٹریچر کا اسلامی رنگ:

اسلامی لٹریچر کی آفاقی تاثیر اس اصول پر مبنی چلی آئی ہے کہ دعوت پیش کرنے والا خود اس پر کوئی اجرت نہ لے اس دینی آواز پر اس کی کوئی رائلٹی مقرر نہ ہو۔دین کی آواز پیغمبرانہ اتباع سے اٹھے اور پیغمبرانہ اتباع پر ہی ختم ہو۔تجارت پیشہ حلقے جو اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہیں دیدہ زیب کتابت وطباعت اور زرق برق ظاہر کے باوجود جتنی لٹریچر کی وسعت ہوتی ہے اتنا ہی بے دینی میں اور اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور دنیا حیران ہے کہ سالہا سال کی ان کوششوں نے ذہنوں میں کیوں انقلاب پیدا نہیں کیا۔مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی اس اصول پر پوری نظر تھی۔آپ نے اعلان فرمایا کہ جو اسلامی لٹریچر میں نے تحریر کیا تھا اس کی آمدنی کا کوئی پیسہ مجھ پر اور میری اولاد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد بھی مطبوعات خدام الدین میں تمہارا کوئی حصہ نہیں، رسالہ خدام الدین تمہیں لینا ہو تو قیمت ادا کر کے لینا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ وعظ پر، تقریر کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں۔

نوٹ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس اصول میں اتنے آگے نکلے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنی تصنیفات میں کسی کے حقوق تک اپنے نام محفوظ نہیں کیے اور اللہ تعالی

نے پھر ان میں عجیب برکت دی۔ آپ کی ایک کتاب کو ہی لیجیے بہشتی زیور آپ کی زندگی میں ہی دنیا کی سترہ زبانوں میں منتقل ہو چکا تھا۔

انجمن خدام الدین کا قیام:

آپ نے اپنی دینی خدمات کو ترتیب دینے کے لئے ۱۳۴۰ھ میں انجمن خدام الدین قائم کی آپ اس کے پہلے امیر تھے۔ آپ کی تالیفات کا انتظام وانصرام سب اس انجمن کے سپرد ہے۔ آپ نے یا آپ کی اولاد میں سے کسی نے آج تک اس انجمن سے ایک پیسے کا نفع بھی نہیں لیا۔ انجمن اپنے دائرہ کار میں عملی سیاست سے ہمیشہ یک طرف رہی ہے۔ مولانا احمد علی صاحب نے ہمیشہ کوشش کی کہ خدام دین کے پلیٹ فارم کو فرقہ وارانہ انتشار اور سیاسی معرکہ آرائی سے محفوظ رکھا جائے اس کا مقصد گھر گھر دفتر دفتر اور تعلیمی اداروں میں خالص دینی دعوت پیش کرنا اور راہ عمل کی فضا ہموار کرنا ہے۔

پنجاب میں اکابر علماء دیوبند کا تعارف:

انجمن خدام الدین لاہور کے زیر اہتمام لاہور میں پہلا جلسہ عام تھا جس میں محدث کبیر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب، شیخ التفسیر والحدیث مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر تشریف لائے۔ اس سے مدتوں پہلے دار العلوم دیوبند کی علمی شہرت یہاں تک پہنچ چکی تھی لیکن اہل پنجاب کو قریب سے ان اکابر کو دیکھنے کا ابھی موقع نہ ملا تھا۔ حضرت مولانا کی کوششوں سے اہل پنجاب اکابر علماء سے روشناس ہوئے اور انہی جلسوں کا ثمرہ تھا کہ علامہ ڈاکٹر اقبال کو اکابر دیوبند سے علمی فیض کی دولت ملی۔

سیاسی خدمات:

آپ قیام پاکستان تک جمعیت علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے لیکن تحریک پاکستان میں آپ نے کانگریس کا ساتھ نہ دیا، خاموشی اختیار کر لی۔ تحریک آزادی میں آپ صف اول کے کارکنوں میں تھے۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی ریشمی رومال کی تحریک میں آپ کہاں تک پیش پیش تھے اس کا اندازہ آپ برٹش سی آئی ڈی کی اس رپورٹ سے لگا سکتے ہیں جو حال میں ہی لندن سے ریلیز ہوئی ہے، اس میں گیارہویں نمبر پر یہ نام درج ہے:

11: احمد علی مولوی نائب ناظم نظارۃ المعارف پسر شیخ
حبیب اللہ آف باہو چک ضلع گوجرانولہ

① مولوی عبداللہ سندھی کابل میں مولوی عبید اللہ (سندھی) سے جو فتاوے اور خطوط لایا تھا۔ وہ ایم احمد علی کے لیے تھے جس نے تمام خطوط وغیرہ مکتوب الیہم میں ٹھیک تقسیم کرادیے تھے۔ اس کا رابطہ محی الدین عرف برکت علی بی اے آف قصور، خواجہ عبدالحی آف گورداسپور، ڈاکٹر صدر الدین ابوالکلام آزاد[۴۴] (مولانا) حسرت موہانی وغیرہ وغیرہ سے تھا. لاہور ضلع گورداسپور سے اسے آنے جانے کی ممانعت کردی گئی۔ بعد میں ضمانت پر اسے مارچ 1917ء میں رہا کردیا گیا۔

② جنود ربانیہ کی فہرست میں وہ کرنل ہے۔ بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ ایم احمد علی اتحاد اسلامی کی سازش جہاد کا ایک سرگرم ممبر تھا نظارۃ المعارف میں اس کی رہائش گاہ وقتاً فوقتاً سازشیوں کے لیے ملنے اور سازشیں گھڑنے کے لیے مرکز کا کام دیتی تھی اور آزاد علاقہ کو جانے اور وہاں سے آنے والے سازشی اس میں ٹھہرا کرتے تھے۔ (رپورٹ سی آئی ڈی مندرجہ تحریک شیخ الہند صفحہ 295-294 مطبوعہ دہلی)

اس رپورٹ سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ مولانا احمد علی تحریک آزادی کے ہراول دستہ میں کس بے جگری سے لڑے۔ آپ مولانا عبید اللہ سندھی کے اسی طرح معتمد شاگرد تھے جس طرح مولانا عبید اللہ سندھی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت معتمد شاگرد اور سیاسی رفیق تھے۔ اسی گہرے تعلق کا اثر تھا کہ مولانا احمد علی کا نکاح حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبند کی جامع مسجد میں پڑھایا تھا۔

تقسیم ملک تک مولانا احمد علی جمعیۃ علماء ہند کے ممبر تھے۔ تقسیم ملک کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احمد علی صاحب کو لکھا کہ تقسیم ہند کے بعد آپ کا تعلق جمعیۃ علماء ہند سے ٹوٹ چکا ہے۔ اب آپ پاکستان کی بہبود اور استحکام کے لیے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے تعاون کریں اور جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوکر اپنے ملک کی خدمت کریں۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ تقسیم ملک تک میری رائے تقسیم ملک کے خلاف تھی لیکن اب جبکہ ملک قائم ہو چکا ہے اور

اسلام کے نام پر ایک نیا آزاد ملک قائم ہو چکا ہے تو اب مسلمانوں اور اسلام کی عزت کا تقاضہ ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ استحکام نصیب ہو۔ مولانا احمد علی صاحب ذکر فرماتے تھے کہ اس خط نے ان پر گہرے نقوش چھوڑے اور انہوں نے ارادہ کرلیا کہ اب وہ جمعیت علماء اسلام کے تحت ملی اور ملکی خدمات سرانجام دیں گے۔

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ[۴۵] کی وفات کے بعد ان اکابر کے قریب کے علماء جمعیت کی سیاسی کشتی کو کچھ زیادہ ہمت سے نہ چلا سکے۔ پاکستان پارلیمنٹ میں قرارداد مقاصد پاس ہو چکی تھی۔ اور اس کا تقاضا تھا کہ علماء حق زیادہ سے زیادہ مستحکم ہو کر پاکستان کو ایک صحیح اسلامی سلطنت بنانے کے لیے محنت کریں۔ علماء حق اسی احساس شدت سے ملتان میں جمع ہوئے اور جمعیت علماء اسلام کی قیادت اور امارت کے لیے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب کیا گیا۔ حضرت مرحوم نے اپنے دورِ امارت میں جمعیت علماء اسلام کی ذمہ داریاں بہ احسن وجوہ سرانجام دیں، حالات کے ہر نازک موڑ پر نہایت عزم وہمت کا مظاہرہ کیا، ارباب اقتدار پر نہایت جرات مندانہ تنقید کی اور آخر وقت تک آپ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر رہے۔

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ
کا منہاج درس تفسیر (۴۶)

مفکر اسلام علامہ خالد محمود (ایم اے، فاضل دیوبند)
درس قرآن کا یہ تجزیہ حضرتؒ سے گہرے تعلق کا غماز ہے
اور دراصل یہ علامہ موصوف کا ہی حصہ ہے۔ (نظر) (۴۷)

اس پُرفتن زمانے میں اور خاص طور پر لاہور کی اس علمی گمراہی کے زمانے میں جو اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ کا ایک عجیب مصداق بن چکا ہے شیخ التفسیر حضرت مولا احمد علی قدس سرہ العزیز کا انداز درس وتفسیر خالص عربی اسلام کا ترجمان تھا جس میں تکلف اور تصنع کا نام تک نہ تھا۔ مرادات قرآنی نہایت سادہ، عام فہم اور قابل عمل انداز میں سامنے آتیں کہ سننے والوں کا جذبہ ٔعمل بیدار ہوتا، نور معرفت دل میں اترتا، اور حضرت مرحوم قرآن کو اس قطعیت کے ساتھ پیش کرتے کہ قرآنی جلال کے سامنے کسی احتمال کی کسی لچک کو کوئی راہ نہ ملتی۔

مجتہد لوگ مر نہیں سکتے......وہ فقط راستہ بدلتے ہیں

ان کے نقش قدم سے صدیوں تک......منزلوں کے چراغ جلتے ہیں

اس نازک دور میں جبکہ الحادی نظریات اور مادی قدروں کا سیلاب ہر مضبوط بند کے نیچے بھی اپنی راہیں نکال رہا ہے، ایسی ہستیاں تعداداً بہت کم ملیں گی جنہوں نے قرآن عزیز کو شاہراہ اسلام یعنی سنت اور سلف صالحین سے حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہر طبقے کے مسلمانوں کو کتاب اللہ سے وابستہ کرنے کی کوشش کی ہو اور اس آسمانی ہدایت نامہ کے درس وتفسیر کے لیے ایک ایسا منہاج قائم کیا ہو جس سے زیادہ سے زیادہ مسلمان اپنی زندگیوں کی تاریکیوں میں شمع فروزاں حاصل کر سکیں۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (۴۸) اصول تفسیر میں لکھتے ہیں:

''امت کے لیے فہم قرآن ازبس ضروری ہے کہ قرآن ہی خدا کی مضبوط رسی ہے، وہی ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے، اس میں نہ خواہشیں کچھ پیدا کر سکتی ہیں نہ زبانیں کچھ شک ڈال سکتی ہیں، بار بار دہرانے سے وہ پرانا نہیں ہوتا۔ اس کے عجائبات کبھی ختم ہونے کے نہیں، علماء کو اس سے سیری نہیں ہوتی، جو کوئی اس کا بموجب کہتا ہے سچ کہتا ہے، جو کوئی اس پر چلتا ہے اجر پاتا ہے۔ اور جو کوئی اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے عدل برتتا ہے، جو کوئی اس کی طرف بلاتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔'' (۴۹)

قرآن پاک کی تبلیغ و اشاعت جب تک عرب ہاتھوں میں رہی اس کے معنی و موضوع اور مقاصد و مطالب سب وہی رہے جو دین فطرت کے صحیح ترجمان تھے، اور ہمارے ان اسلاف نے جہاں تک ہو سکا قرآن فہمی میں تاویل وتکلف سے بچتے ہوئے ایسی دعوت فکر پیش کی جو دلوں کو اللہ کی عظمت اور اس کے تقدس سے بھر دے اور آخرت کی صحیح فکر پیدا کر کے انسانوں کو اسلام کی شاہراہ مستقیم پر ڈال دے۔ ان بزرگوں کا طریق یہی تھا کہ قرآن کریم کے سمجھنے میں جہاں مشکلات یا متشابہات پیش آئیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کا احترام کیا جائے اور ان کی تفسیر کی روشنی میں ہی مرادات کلام باری کا تعین ہو اور آیات احکام خود مجتہد بننے کی بجائے مجتہد صحابہ اور ائمہ دین پر پورا اعتماد کیا جائے، اس انداز فہم سے قرآن پاک ان کے لیے ایک نہایت

آسان کتاب تھی جو اپنے مطالب ومقاصد کے اعتبار سے دین فطرت کی صحیح ترجمان تھی، ان کی نظر و فکر وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿۵۰﴾ کا پوری طرح انجذاب کر چکی تھی۔

جب قرآن عرب سے باہر عجمی ممالک میں پہنچا تو یہ علاقے بہت سے یونانی معیار دانش، ہندی تفلسف، مجوسی اوہام اور رومی نظریات حیات سے کافی حد تک متاثر تھے۔ جب اسلام کے فطری اصولوں کی ان انسانی فکروں سے ٹکر ہوئی جو محدود نظر و تجربہ کی حامل تھیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان مخالفین کی مدافعت انہی کے معقولی ہتھیاروں سے کی جائے تاکہ قلعہ اسلام کا ہر ممکن حملے سے پورا تحفظ ہو، اس موقع پر متکلمین سامنے آئے جنہوں نے بحمدللہ ہر رخنے کا پوری کامیابی سے سد باب فرمایا۔ فجزاھم اللہ۔

لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی تھا کہ اس انداز فکر سے کچھ بے جا تاویلات کا دروازہ بھی کھلنے لگا، یہاں تک کہ تفسیر قرآن تکلفات کی ایک آماجگاہ بن گئی۔ آیات قرآنیہ سے ایسے دلائل لائے جاتے جن کی متحمل وہ آیتیں ہرگز نہ ہوتیں، اور پھر اپنے مسلک کے خلاف پڑنے والی آیات پر تحریف کے ہاتھ اس طرح صاف کیے جانے لگے کہ خوارج و روافض، جہمیہ و معتزلہ و مرجئہ بدعتی فرقوں کے ہاتھوں قرآن پاک ایک انتہائی مظلوم و مہجور کتاب بن کر رہ گئی۔

یہ لوگ قرآنی مرادات کو سلب کر کے ان آیات کو ایسے معنی پہناتے جن پر نہ الفاظ دلالت کرتے اور نہ ہی ان معانی ومفاہیم کا ہی وہاں کچھ دخل ہوتا، وہ دلیل اور مدلول دونوں میں عموماً غلطی کرتے اور اگر کہیں حکم صحیح بھی ہوتا تو مدلول میں نہ سہی دلیل میں غلطی ضرور ہوتی تھی۔

آپ کو ایسے علماء اسلام بھی ملیں گے جنہوں نے اس غلط اندازِ فکر پر تنقید کی اور ان شبہات کا پوری تحقیق سے ازالہ فرمایا لیکن وہ خود بھی لاشعوری طور پر ایسی لاطائل بحثوں کے عادی ہو گئے کہ مقصود قرآن نظروں سے اوجھل ہو گیا اور قرآن عزیز عملی زندگی میں روشنی پیدا کرنے اور فکر آخرت کو بیدار کرنے کی بجائے محض علمی ورزش اور اظہار قابلیت کا ایک ذریعہ بن کر رہ گیا، اس انداز بیان میں اگرچہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے کوئی تصادم نہ تھا لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ عربی اسلام ہونے کی بجائے محض ایک عجمی اسلام تھا۔

قرآن کے بیان میں عجمی اسلام کے ترجمان بعض ایسے مفسر بھی ملتے ہیں جو ایک آیت میں ستر ستر احتمال پیدا کرنے کو قرآن کی بہت بڑی خدمت اور اپنی قابلیت کے اظہار کا ایک نہایت دلکش ذریعہ سمجھتے ہیں۔ تفسیر قرآن کے اس انداز فکر میں آپ کو قطعیت سلب ہوتی نظر آئے گی اور یہ علمی

ورزش قرآن پاک کی ابتدائی سطح ہدایت کو ایسا اکھاڑا بنا دے گی کہ اس میں ہر طرف بھر بھری زمین ہی دکھائی دے گی، اور صلابت کا نام ونشان بھی نہ ملے گا۔ پھر آپ کو درس قرآن اور تفسیر کے ایسے ترجمان بھی ملیں گے جو قرآن پاک کے جغرافیائی موضوعات کا اس طرح اہتمام کریں گے گویا کہ قرآن عزیز نازل کرنے والی ذات عزوعلا کا مقصد یہی جغرافیائی تفصیلات تھیں۔

الغرض عربی اسلام پر اس عجمی اسلام نے اس قدر غلبہ پایا کہ اس سرچشمہ حیات کے طالبین میں نہ قرآنی عربی کا وہ ذوق رہا اور نہ اس کے اسلوب ہدایت کو وہ لوگ پا سکے۔ جن علماء نے مقامات بدیع الزماں و ہمدانی اور مقامات حریری کا قرآن کے ذوق عربیت سے کبھی تقابل کیا ہے، وہ ہمارے اس عربی اسلام اور عجمی اسلام کے اس فرق کو نہایت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

اس پُرفتن زمانے میں اور خاص طور پر لاہور کی اس علمی گمراہی کے زمانے میں جو اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ [۵۱] کا ایک عجیب مصداق بن چکا ہے شیخ التفسیر حضرت مولا احمد علی قدس سرہ العزیز کا انداز درس وتفسیر خالص عربی اسلام کا ترجمان تھا جس میں تکلف اور تصنع کا نام تک نہ تھا۔ مرادات قرآنی نہایت سادہ، عام فہم اور قابل عمل انداز میں سامنے آتیں کہ سننے والوں کا جذبۂ عمل بیدار ہوتا، نور معرفت دل میں اترتا، اور حضرت مرحوم قرآن کو اس قطعیت کے ساتھ پیش کرتے کہ قرآنی جلال کے سامنے کسی احتمال کی کسی لچک کو کوئی راہ نہ ملتی۔

راقم الحروف پر ایک ایسا دور بھی گزرا جب میرے ذہن پر معقولات اور ادبیات کا پورا تسلط تھا اور میرے نزدیک علم کی گہرائی بس اسی بال کی کھال اتارنے کا نام تھا۔ لیکن ذہن بڑی شدت سے ایک تشنگی محسوس کرتا جو محسوس تو ہوتی مگر اسے الفاظ کا لباس پہنا کر دوسروں کے سامنے پیش کر سکنے پر قدرت نہ تھی۔ ان دنوں بعض دوسرے علماء کی معیت میں بعض اوقات حضرت مرحوم کی مجلس درس میں حاضری ہوتی۔ میرے وہ احباب تو حضرت کے سادہ اور بے تکلف بیان قرآن کو محض ایک سطحیت قرار دیتے لیکن میں جس کا ذہن معقولات اور جدلیات کے فرسودہ مباحث سے کافی تھک چکا ہوا تھا، اپنی اس مذکورہ تشنگی کے لیے اسے ایک نسخۂ شفا محسوس کرنے لگا۔ میں نے اپنے ان علماء سے کہا کہ اس سادہ اور بے تکلف انداز بیان میں قرآن پاک کے کسی ایک رکوع کو بیان کیجئے۔ جب ان حضرات نے اس کی کوشش کی تو پھر انہیں اقرار کرنا پڑا کہ بے شک عربی اسلام کی ترجمانی کا حق ان سے ادا نہیں ہو رہا اور عجمی حاشیہ آرائی کے کانٹے اس فطری جادۂ ہدایت پر دور تک پھیلے نظر آتے ہیں۔

میں نے بار ہا محسوس کیا کہ جب بھی کسی آیت قرآنی کے بیان کرنے کی ضرورت درپیش ہوئی تو عجمیت کسی نہ کسی دریچے سے ضرور جھانکنے لگی۔ اس پر ان علماء اور احباب سب کو اقرار کرنا پڑا کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انداز تدریس علمی موشگافیوں، لاطائل تکلفات اور بیان احتمالات سے بہت آگے کی ایک منزل تھی۔ یہ درس قرآن کا ایک ایسا درجہ ہے جو محض رب العزت کی عطا تھی اور ایک ایسا انداز تفسیر ہے جس کے ذریعے اہل اسلام کا ہر طبقہ قرآن پاک سے وابستہ ہو سکتا ہے۔

ان معروضات کی تصدیق ان علماء کرام سے بھی ہو سکتی ہے جو حضرت مرحوم کے کبھی حلقہ تفسیر میں شامل ہوئے۔ ان مستفیضین میں سے بعض احباب کا بیان ہے کہ حضرت شیخ التفسیر کو ہر فن کی کتابیں از بر تھیں اور سلم العلوم [۵۲]، قافیہ، حسامی [۵۳] وغیرہ فنون کی کتابیں تو من و عن حفظ تھیں۔ علوم و فنون پر اس گہری نظر کے باوجود قرآن مجید کو ذہن میں اس طرح اتارتے جیسے کہ شیر مادر اپنے فطری تقاضے سے اپنے مرکز کی طرف آرہا ہے، اس سادگی کو سطحیت قرار دینا خود ایک بہت بڑی سطحیت تھی۔ اور جن احباب نے حضرت مرحوم کے ایک دوسرے سلسلہ تفسیر (جو مکمل نہ ہو سکا اور جس کا نمونہ تیسویں پارے کی بعض سورتوں کی علیحدہ علیحدہ تفاسیر کی صورت میں بارہا طبع ہو چکا ہے) کے چند صفحات بھی مطالعہ کیے ہیں، وہ وادی حیرت میں گم ہو جاتے ہیں کہ اس گہری فکر اور اس قدر تفصیل سے قرآنی مطالب کو پھیلانے والے بزرگ اپنے پہلے سلسلہء تفسیر میں اس غیر معمولی اختصار، سادگی، بے تکلفی اور پھر ان سب امور کے باوجود ایک باقاعدہ نظم اور ایک باقاعدہ ربط پر کیسے قادر ہیں۔ ربط آیات کے سلسلہ میں حضرت کے مختصر نہایت جامع حواشی ہمارے اس بیان کے ناقابل تردید گواہ ہیں۔

حضرت مرحوم سے قرآن سن کر ذہن و فکر پر نہ کوئی بوجھ محسوس ہوتا تھا اور نہ ذکر و عمل کے باب میں کوئی مشکل یا طبعی رکاوٹ محسوس ہوتی۔ حضرت بیان فرماتے اور یوں محسوس ہوتا گویا نسل انسانی کی عملی ہدایات کے لیے وحی بھی اتر رہی ہے اور یہ محض اسی وجہ سے تھا کہ حضرت کا موضوع ہمیشہ عربی اسلام تھا عجمی اسلام نہ تھا، جس کی موشگافیوں اور تاویلات نے عملی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے کی بجائے محض ذہنی عیاشی اور علمی ورزش کے چند ابواب مہیا کر رکھے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب و علمہ اتم و احکم فی کل باب

خطباتِ حضرت لاہوریؒ

مقدمہ ﴿۵۴﴾

حضرت مولانا احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اپنے اسلاف سے جڑا رکھنے کے لئے حجۃ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسی اختیار کی اور قرآن کریم کے ساتھ ساتھ خواص کے حلقوں میں حجۃ اللہ البالغہ کا درس بھی شروع کر دیا۔ کس قدر سعادت مند تھے وہ مسلمان جو ان نورانی حلقوں میں بیٹھتے تھے اور اپنے دلوں کو قرآن کے نور سے منور کرتے تھے اور اللہ والوں کے قدموں میں بیٹھنے کو اپنی انتہائی اخروی سعادت سمجھتے تھے۔

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، امابعد:

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اپنی مرضیات اور عدم مرضیات سے انبیاء کو مطلع کیا اور وہ دنیا میں اللہ رب العزت کے ترجمان اور الٰہی ہدایت پھیلنے کا ذریعہ بنے۔ ہر قریہ اور ہر بستی میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا ضرور پہنچا اور دنیا میں جگہ جگہ اطاعت الٰہی کے پھول کھلتے رہے اور دنیا کسی نہ کسی درجے میں منکرات سے روکتی رہی۔

حضرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک دنیا میں ہدایت اسی طور پھیلتی رہی، ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری علماء کرام کے سپرد ہوئی اور وہ ورثۃ انبیاء کہلائے۔

وارث وہ ہے جو اپنے ورثہ کے ہر ترکہ میں حصہ دار ہو۔ انبیاء کرام ایمان وعمل، تزکیہ قلب اور حق گوئی و بے باکی میں عام انسانوں میں ممتاز رہے۔ کہیں ان کے صحیح وارث صرف وہی علماء ربانیین ہوسکتے ہیں جن کا علم راسخ، باطن روشن اور زبان حق کہنے میں بے باک ہو۔ جب تک کسی عالم میں یہ تینوں صفتیں نہ پائی جائیں اسے ورثۃ الانبیاء کے شرف میں نہیں لایا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام کے ان تینوں دائروں سے حصہ وافر بخشا تھا۔ علم میں آپ شیخ التفسیر تھے، تزکیہ قلب اور اصلاح باطن میں آپ قادری سلسلہ کے شیخ و مرشد تھے اور سیاسی جرات اور حق گوئی میں آپ جمعیت علماء کے رکن رکین اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کے مشن کے جانباز سپاہی تھے ؎

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

آپ کو قرآن مجید سے اس درجہ عشق تھا کہ لاہور میں ہوتے کبھی روزانہ درس قرآن میں ناغہ نہیں کیا۔ کہا کرتے تھے، اے اللہ جس دن میں دنیا سے رحلت کروں اس دن بھی میرا درس قرآن سے ناغہ نہ ہو۔

پنجاب میں درس قرآن کا اجالا:

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد تک اسلام کی پیروی اور دعوت، مردان خدا علماء کرام اور بزرگان عظام کے دم قدم سے چلتی رہی، دین انسانوں سے انسانوں تک پہنچتا رہا، علماء کے فتوے کی گونج زندگی کے ہر گوشے میں بڑے سکون سے سنی جاتی تھی۔ انگریزوں نے آتے ہی علماء کے خلاف فضا بنانی شروع کی اور کوئی طعنہ اور حملہ نہ تھا جو اس پاکباز طبقے پر روا نہ رکھا گیا ہو، جو لوگ ذہنی طور پر علماء کے خلاف اٹھے ان کی عالمی حلقوں میں نمائندگی سر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی ⑤⑤ نے کی اور عام مسلمانوں میں اس بات کی تبلیغ کی کہ دین انسانوں سے لینے کی بجائے لٹریچر سے لیں، کچھ لوگ بیچ کی راہ میں آئے لیکن انہوں نے بھی انجام کار اپنی بھڑاس درمختار اور فتاوی عالمگیری کے خلاف ہی نکالی۔

یہ وہ دور تھا کہ ہندوستان کے عام مسلمانوں کے ایمان و عمل کو بچانا بہت مشکل ہو گیا تھا، اس سنگلاخ زمین میں جن علماء حق نے عوام کو قرآن کے گرد جمع کرنے کی کوشش کی اور بڑی بڑی مساجد میں بعد فجر روزانہ درس قرآن کا اہتمام کیا ان میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ نے لاہور میں قرآن کے گرد ایک حلقہ جمع کیا۔ یہ دعوت ایسی مؤثر ہوئی کہ پنجاب کے جس قریہ اور شہر میں کوئی عالم دیو بند کا پڑھا ہوا تھا وہاں درس قرآن ضرور جاری ہوا ہوتا۔

حضرت مولانا احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اپنے اسلاف سے جڑا رکھنے کے لئے حجۃ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسی اختیار کی اور قرآن کریم کے ساتھ ساتھ خواص کے حلقوں میں حجۃ اللہ البالغہ کا درس بھی شروع کر دیا۔ کس قدر سعادت مند تھے وہ مسلمان جوان نورانی حلقوں میں بیٹھتے تھے اور اپنے دلوں کو قرآن کے نور سے منور کرتے تھے اور اللہ والوں کے قدموں میں بیٹھنے کو اپنی انتہائی اخروی سعادت سمجھتے تھے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی فرقہ وارانہ فضا سے طبعی نفرت:

حضرت مولانا احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس سیاسی فضا میں دینی تربیت پائی تھی اس کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فرقہ وارانہ گروہ بندی سے بچایا جائے۔ آپ نے قرآن کریم کا ایسا اردو

ترجمہ کیا کہ جس پر مسلمانوں کے تمام فرقوں سے تائید لی اور پھر اس کی صدائے بازگشت پنجاب کے قریباً ہر قریہ وبستی میں سنی گئی۔ متوسط درجے کے جو مسلمان سرکاری دفتروں میں ملازم تھے ان کے دین وایمان کے تحفظ کے لیے حضرت مرحوم نے ایک ایسا حاشیہ قرآن لکھا جس میں خطابت نہیں سلاست تھی، ذہن کا انتشار نہیں بزرگوں کا اعتبار تھا، خطیبانہ ربط نہیں عالمانہ ضبط تھا اور لوگوں کو اپنے گرد نہیں اللہ کی کتاب کے گرد جمع ہونے کی مجددانہ دعوت تھی۔ حضرت مرحوم جمعہ کے خطبے کو اللہ رب العزت اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی امانت سمجھا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ لوگ جو میرے خطبہ میں دین محمدی کی آواز سننے آتے ہیں ان کا دیا وقت میرے ہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت ہے، میں اگر ان کا یہ قیمتی وقت اپنے لچھادار فقروں طنز ومزاح اور لطیفوں اور خوش گپیوں میں صرف کروں تو اس کا بھی مجھے قیامت کے دن حساب دینا ہوگا۔ آپ نے اپنے سامعین سے کبھی نہ کہا تھا کہ میں تقریر کروں تو تم سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے رہو۔ خطابت عوام کی آواز کو ساتھ لے کر چلنے کا نام نہیں ان کے دلوں میں اتر کر انہیں بات پہنچانے کا نام ہے۔ (امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت اس انداز کی تھی)۔

حضرت لاہوری کے یہ پروقار جمعہ کے خطبے آج بھی پڑھے لکھے لوگوں میں دعوت اسلام کا جوہر شمار ہوتے ہیں۔

آپ پہلے جمعہ کا پورا خطبہ لکھتے پھر اس پر نظر ثانی کرتے اور اسے جمعہ میں بیان فرماتے اور پھر اسے ہفت روزہ خدام الدین کے سپرد کر دیتے۔ خدام الدین لاہور کے وہ دو ایمان افروز کالم تھے جن کا انتظار حضرت کے حلقہ معتقدین میں برابر لگا رہتا۔

ضرورت تھی کہ کوئی صاحبِ ہمت حضرت لاہوریؒ کے ان خطبوں کو اکٹھا کر کے کتابی شکل میں شائع کر دے تاکہ یہ خطبے اپنی ہر لائبریری میں آجائیں اور ان کا سمجھنا اور پڑھنا اور پڑھانا ہر شخص کے لئے آسان ہو جائے۔

اللہ تعالی نے یہ علمی اور تبلیغی خدمت مولانا محمد عباس شاد (۵۶) کے نام لکھی تھی جنہوں نے محنت شاقہ سے اسلاف کی علمی امانت چھ جلدوں میں اگلی نسلوں کے حوالے کی ہے۔

ان خطبوں میں اگر آپ غور کریں تو آپ کو کوئی چیز زائد اور بے فائدہ نہ ملے گی، نہ کہیں اتنا

ایجاز ہے کہ بات کھل نہ پائے، نہ کہیں ایسا اطناب ہے کہ طبیعت اکھڑ جائے، ہر جملے کے پیچھے ایسا روحانی جذبہ ہے کہ دل اس طرف کھچا جاتا ہے، اور دماغ میں اس کا نور اترتا ہے۔ بڑے لوگوں کی باتیں واقعی بڑی ہوتی ہیں۔

افسوس ہے کہ راقم الحروف ان تمام خطبوں کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کرسکا۔ تاہم احقر علما کرام اور خطیب صاحبان بلکہ تمام دین پسند افسران اور ملازمین کو یہ مشورہ دینے کی خوشی محسوس کرتا ہے کہ وہ ان خطبات کا مکمل سیٹ اپنے پاس رکھیں، گھر میں خواتین بھی ان کا مطالعہ کریں اور نئی نسلیں بھی ان خطبات سے کم از کم اتنی دینی معلومات تو حاصل کرسکیں جن کی ہر مسلم اور مسلمہ کو اسلام پر رہنے اور بحالت اسلام مرنے کے لیے ضرورت ہے۔

حضرت مرحوم کے خطبات میں اگر کوئی ایسی چیز دیکھیں جو محققین کے موقف کے خلاف ہو تو اسے اس جامع کی غلطی سمجھیں جس نے انہیں جمع کیا اور اس کے سامنے الفاظ کی وہ نزاکت نہ رہی جس کے تحت آپ نے وہ بات کہی تھی، اسے حضرت مرحوم کا اپنا موقف نہ سمجھیں۔ یہاں ترمیم الراجع کا کوئی ایسا سلسلہ نہ تھا کہ کسی اختلافی موضوع پر مزید بات آگے بڑھتی۔ اللہ تعالیٰ خطیب مرحوم، جامعین خطبات اور ناشرین خطبات کی اس راہ میں کی گئی تمام مساعی کو قبول فرمائے اور اپنے ہاں مزید قربت کا سبب بنائے۔

واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم

فی کل باب ھذا ما عندی الناس ما عندھم

خالد محمود عفا اللہ عنہ

از مانچسٹر

حال وارد پاکستان

16/1/1998

❀❀❀

تحریک پاکستان کے رہنماء

حضرت مولانا

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی نظر میں) ﴿۵۷﴾

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر و فکر کے پورے امین رہے اور یہ وہ نقطہ اعتدال ہے جو پاکستان کے علماء حق کو اپنے اکابر سے ملا ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر محدث حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان نابغہ روزگار ہستیوں میں سے تھے جن کے علم و فضل اور کمالات کا بیان ہر شخص کے بس کی بات نہیں، ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے، ان کا ظہور کہیں صدیوں میں جا کر ہوتا ہے پھر یہ حضرات جو چراغ جلا جاتے ہیں ان کی روشنی صدیوں تک امت کو راہیں دکھلاتی ہے۔

مت سہل انہیں جانو! پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

آیئے حضرت علامہ عثمانی کے علم و فضل اور کمالات کے تذکرہ کے لیے ان شخصیتوں کی طرف رجوع کریں جن کے اپنے کمالات زبان زد عام و خاص ہیں۔ کہیں حضرت شیخ الاسلام کے بارے میں حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس اللہ اسرارھما کی نظر و فکر معلوم کیجئے، یہ دونوں حضرات حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کا انتخاب اور ان کی فکر کے ترجمان تھے۔

ہندوؤں کے خلافِ فطرت دینی نظریات کے باعث اسلام ہندوستان میں بڑی تیزی سے پھیلا، حضرات صوفیاء کرام اور مشائخ طریقت کی روحانیت عامہ خلائق کو بڑی تیزی سے اسلام میں جذب کرتی رہی، بستیوں کی بستیاں اور شہروں کے شہر داخل دائرہ اسلام ہوئے، یہ نئے نئے مسلمان ان بزرگوں کی تربیت میں اسلام کی سیدھی راہ پر خوب چلے لیکن جب خانقاہیں خاندانوں میں وراثت بننے لگیں تو تربیت کا ہاتھ کمزور پڑ گیا۔ جونہی تربیت میں کمی آئی شرک و بدعت کے گہرے بادل ہر سو چھا گئے، پھر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ بیسویں صدی میں انگریز حکومت کی ہندوستان میں یہ دینی پیش رفت تھی۔

ان حالات میں جن بزرگوں نے اس ظلمت کے خلاف آواز اٹھائی اور لوگوں کو قرآن کے گرد جمع ہونے کی آواز دی ان میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری پہلی صف میں نظر آتے ہیں۔ آپ نے اہل لاہور کو اسلام کا اصل چہرہ دکھانے کے لیے پنجاب میں اکابر علماء دیو بند کا در د ضروری سمجھا۔ انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شیرانوالہ دروازہ میں ایک کھلے جلسے کا اہتمام کیا، اکابر دیو بند کی

لاہور میں یہ پہلی تشریف آوری تھی۔امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، محقق العصر علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی اقلیمِ ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی ⑲ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس قافلے کی مرکزی شخصیات تھیں جوان دنوں راوی کے کنارے اترا۔

رات کے اجلاس میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر تھی، علامہ ڈاکٹر اقبال اسٹیج سے اٹھ کر حضرت علامہ عثمانی کے سامنے عوام کے ساتھ جا بیٹھے اور کہا ان جلیل القدر علماء کی عظمت تقاضہ کرتی ہے کہ میں ان کے سامنے زمین پر بیٹھ کر ان سے استفادہ کروں۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان دنوں مدرسہ قاسم العلوم لاہور نیا نیا قائم کیا تھا، آپ فارغ التحصیل علماء کو اپنے خاص رنگ میں تفسیر اور حجۃ اللہ البالغہ پڑھاتے تھے، امتحان لے کر پھر آپ ان علماء کو سند دیتے جو خدام الدین شیرانوالہ لاہور کے مسلک کا ایک نشان تھا۔

اس سند میں چار اکابر دیوبند کے نام سرفہرست ہیں، اور اس ترتیب سے لکھے ہیں:

- حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے ایک علمی اور اصلاحی پرچہ ہفت روزہ خدام الدین جاری فرمایا، اس میں حضرت کا خطبہ جمعہ باقاعدہ چھپتا تھا۔ آپ اس میں جہاں کہیں کوئی آیت پیش فرماتے اس کے ساتھ حاشیہ شیخ الاسلام کی جلی سرخی سے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے فوائد نقل کرتے۔حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بھی ہفت روزہ خدام الدین کی یہ پالیسی برابر قائم رہی، دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر وفکر کے پورے امین رہے اور یہ وہ نقطہ اعتدال ہے جو پاکستان کے علماء حق کو اپنے اکابر سے ملا ہے۔

پاکستان بنے چالیس سال ہونے کو ہیں یہ وہ مدت ہے جسے کسی دعوے کے صدق وکذب کے لیے بطور تمہید پیش کیا جا سکتا ہے۔پاکستان جس عنوان سے قائم ہوا تھا اس کے تحت کیا یہاں اس مدت

میں کوئی مضمون دیکھا گیا؟ اس کا جواب نہ دیا جائے تو بہتر ہے۔ اس کا غلط اثر یہ ہوا کہ وہ طاقتیں جو پاکستان بننے کے خلاف تھیں اب پھر سے میدان میں نکل آئی ہیں۔ کبھی یہ بات سننے میں آتی ہے کہ پاکستان اسلام کے لیے نہیں مسلمانوں کے صرف معاشی پھر کچھ الحادی طاقتیں سیاست اور جمہوریت کے نام پر میدان عمل میں آنکلی ہیں۔ روس کا برفانی چیتا ویسے ہی آنکھیں دکھا رہا ہے۔ اور کچھ لوگ انجام پر نظر کئے بغیر اس سے نظریں ملا رہے ہیں۔ ہمیں ایسے موقع پر علماء حق کو کس طرف ہونا چاہیے؟ یہ وقت کا اہم ترین سوال ہے۔ الحمدللہ کہ پاکستان کی تاریخ کے اس نازک ترین مرحلہ میں حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور نے اپنے والد محترم کے مسلک اعتدال کو قائم رکھا ہے اور شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی سیاسی عقیدت برابر قائم رکھی یہاں تک کہ اس اہم سیاسی فیصلے پر قوم نے انہیں امام الہدیٰ کہا۔

ہندوستان کی سیاسی فضا میں حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جہاد حریت کے بہت مدح سرا تھے لیکن آپ نے انجمن خدام الدین لاہور کے ماحول کو ہمیشہ ایک فکری توازن میں رکھا۔ علم الٰہی میں مقدر تھا کہ یہ علاقہ ایک دن پاکستان بنے گا اور اس کے حالات اور تقاضے مختلف ہوں گے۔ حضرت لاہوری نے شروع سے ہی اسے ایک متوازن فکر سے چلایا اور تاریخ کے کسی موڑ پر اسے کانگریس کا مرکز نہ بننے دیا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت عقیدت مند تھے مگر اس فطری توازن میں آپ نے حضرت علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ساتھ ساتھ رکھا، حضرت لاہوری کا یہ فکری توازن الہامی معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کو منظور تھا ملک تقسیم ہوگا اور پاکستان بنے گا، علمائے حق ملک کے دونوں حصوں میں ہوں گے پاکستان میں علمی اور فکری قیادت علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہوگی۔ لاہور اس کا قطب البلاد ہوگا اس میں علماء حق کا اندازِ عمل ابھی سے متوازن ہونا چاہیے تاکہ جب وہ وقت آئے تو حال ماضی سے مربوط ہو۔ قدرت نے حضرت لاہوری کے ذہن کو تقسیم سے پہلے اس طرف متوجہ کر دیا کہ یہاں شیرانوالہ دروازہ لاہور میں علمائے دیوبند وہ فکری توازن قائم رکھیں جو اس وقت علماء کے دو حلقوں کے مابین نقطہ اشتراک ہو سکے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب جب صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے لیے (کہ صوبہ سرحد پاکستان میں شامل ہو یا ہندوستان میں) دیوبند سے پشاور جا رہے تھے کہ راہ میں لاہور سے گزرے۔ آپ

نے حضرت مولانا احمد علی صاحب کو پہلے سے پیغام بھیج رکھا تھا کہ وہ لاہور ریلوے اسٹیشن پر آپ سے ملیں۔ حضرت مولانا لاہوری، حضرت علامہ عثمانی سے لاہور ریلوے اسٹیشن پر ملے، حضرت مولانا عبید اللہ انور بھی ساتھ تھے، حضرت شیخ التفسیر نے حضرت شیخ الاسلام کو پاکستان کی حمایت پر مبارک باد دی اور کہا کہ آپ کے اس بروقت اقدام سے پاکستان میں علماء حق کا مستقبل محفوظ ہو گیا ہے۔

پاکستان بننے کے بعد حضرت شیخ التفسیر نے ایک مجلس میں بتایا کہ انہیں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط ملا ہے کہ تقسیم ملک سے ہمارا نصف صدی کا سیاسی رشتہ (کہ انگریز کو کسی طرح جلد ملک سے نکالا جا سکے) اب آپ سے منقطع ہو گیا ہے یہاں کے حالات اور ہیں اور آپ کے ہاں کے حالات اور ہوں گے، آپ وہاں کے مسلمانوں کی بہتری اور اسلام کی خدمت کے لیے جو عمل بہتر سمجھیں اس پر عمل فرمائیں ہمارے ساتھ آپ کا اب کوئی سیاسی اشتراک نہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی سیاسی دیانت لائقِ تحسین ہے کہ آپ نے پاکستان کو جمعیت علمائے ہند کی سیاست سے کلی طور پر علیحدہ رکھا اور ہمیشہ اس کے لئے دعا گو رہے اور آپ کی برابر یہ تمنا رہی کہ وہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا ہے واقعی مسلمانوں کے لیے نفع مند رہے، پھر جب تک حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے جمعیت علمائے ہند نے پاکستان کے کسی سیاسی مسئلے میں کسی طرح کا کوئی دخل نہیں دیا۔

افادات

حضرت مرحوم جمعہ کے خطبے کو اللہ رب العزت اور حضرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی امانت سمجھا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ لوگ جو میرے خطبہ میں دین محمدی کی آواز سننے آتے ہیں ان کا دیا وقت میرے ہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت ہے، میں اگر ان کا یہ قیمتی وقت اپنے لچھا دار فقروں طنز و مزاح اور لطیفوں اور خوش گپیوں میں صرف کروں تو اس کا بھی مجھے قیامت کے دن حساب دینا ہوگا۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، امابعد:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن الدین النصیحة إن الدین النصیحة إن الدین النصیحة،
قالوا: لمن یارسول الله، قال: لله وکتابه ورسوله وأئمة
المؤمنین وعامتهم، أو أئمة المسلمین وعامتهم۔ [59]

"یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً، دین خیر خواہی کا نام ہے" لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کن کے لیے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مومنوں کے حاکموں کے لیے اوران کے عام لوگوں کے لیے یا کہا مسلمانوں کے حاکموں کے لیے اوران کے عام لوگوں کے لیے"۔

علماء حق اور اہل اللہ اپنے حلقے، اپنے شہر اور معاشرے کے لیے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہوتے ہیں، وہ ہر آن سب کی بھلائی کے لیے فکرمند رہتے ہیں اور اللہ پاک ان کے ذریعے تشنگان علم و حکمت کی سیرابی فرماتے ہیں۔ اہل اللہ اپنے اپنے ذوق کے مطابق فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجاآوری میں اپنی اپنی جگہ خدمات سرانجام دیتے ہیں اوران کی زندگی قیام دین کے لیے وعظ ونصیحت کی محنت سے عبارت ہوتی ہے۔ ان بندگانِ خدا کے اخلاص اور دین سے وفاداری کی وجہ سے یہ حضرات مرکز ہدایت بن جاتے ہیں جس سے انسان پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ انکی بتائی ہوئی راہ پر چلے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ۔ [60]

ترجمہ: اوراسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع کئے ہو۔

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ اس پر لکھتے ہیں:

"اس میں نیک بننے اور نیکیوں پر ثابت قدم رکھنے کا طریقہ بتادیا اور وہ یہ کہ جو بندے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کا اتباع کیا جائے۔ انسان کا مزاج ہے کہ وہ صحبت سے متاثر ہوتا ہے، برے آدمیوں میں آنا جانا رکھتا ہے تو ان کا اثر لے لیتا ہے اور اگر صالحین کے پاس آتا جاتا ہے ان کی مجلسوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے تو نیکی کی طرف طبیعت چلنے لگتی ہے لہذا انسان پر لازم ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کی بتائی ہوئی راہ پر چلے، انہی کے ساتھ رہے اور ان کا اتباع کرے ورنہ شیطان اچک لے گا اور بری راہ پر ڈال دے گا۔"(۶۱)

اکابر کی مجالس سے فیض پانے والے اپنے بڑوں کے افادات کو صوتی اور تحریری شکل میں محفوظ کر کے ان کی اشاعت کے ذریعے اقامت دین کی یہ ذمہ داری نبھاتے ہیں۔ قحط الرجال کے زمانے میں افادات اکابر اقامت دین اور اعمال صالحہ کو تروتازہ اور مستند رکھنے کے عمل میں آب حیات کی مانند ثابت ہوتے ہیں۔ اور اس فریضہ عالیہ سے تساہل کے نتیجے میں کفر اور زندقہ وارتداد یا عقائد واعمال کی بدعات کی آزمائشوں سے واسطہ پڑتا ہے۔

مؤمنین کے لیے ان کی سب سے بڑی متاع دولتِ ایمان ہے اور اسکی حفاظت میں بزرگوں سے تعلق اور انکے افادات کے سماع ومطالعہ کی ضرورت وافادیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر حضرت لاہوریؒ کے یہ قیمتی ملفوظات وافادات مرتب کیے گئے ہیں، جو حضرت علامہ صاحبؒ وقتاً فوقتاً اپنے دروس و بیانات اور مجالس میں ارشاد فرماتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے، (آمین)۔

نوٹ: تاحال یہ دس ملفوظات ہی مل سکے ہیں، مستقبل میں علامہ صاحبؒ کے بیانات و ریکارڈنگز میں اگر اور ملفوظات وافادات ملے تو انہیں بھی کسی اگلے ایڈیشن میں نقل کر دیا جائے گا۔

ان شاءاللہ العزیز۔

(ازمرتب)

① اندھا کسے کہتے ہیں؟

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ہمارے حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اندھا کس کو کہتے ہیں؟ اسے جس کی دونوں آنکھیں نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ لوگوں میں اندھے کتنے ہیں؟ کہا گیا کہ کوئی کوئی ہے، اکثر بینا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ آواز دو، احمد علی کہتا ہے کہ ''اندھے سارے، بینا کوئی کوئی۔'' آپ سے پوچھا گیا کہ اسکا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن کہتا ہے:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (الاعراف:۱۷۹)

ترجمہ: ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں اور وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ۔ وہی لوگ ہیں غافل۔

اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (الحج:۴۶)

ترجمہ: سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں۔

اب اندھے پن کا معیار سامنے آیا کہ حقیقت میں دل اندھا ہوتا ہے اور دل اندھا ہو، دیکھتا نہ ہو، تو پھر غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ (۶۲)

② اہل اقتدار کو دعوت فکر:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: مجھے وہ وقت یاد ہے کہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ نے شیرانوالا کی مسجد میں، جب پاکستان نیا، نیا بنا تو اس زمانے میں وہاں ایک تقریر کی تھی، میں وہ تقریر خود سن رہا تھا۔ آپ نے اس وقت میاں ممتاز دولتانہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں

میاں ممتاز دولتانہ (۶۳) کو کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس ملک کو اسلام کے مطابق چلانا ہے تو میری مسجد میں آ کر اسلام مجھ سے سیکھ لو، میں تجھے مفت پڑھاؤں گا اور سکھاؤں گا، اور اگر تُو اپنے گھر یا کوٹھی میں سیکھنا چاہے تو میں وہاں بھی بغیر کسی فیس اور معاوضہ کے جاؤں گا، تم ہمت کرو۔

(۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم وافکار کے وارث:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: میرے مطالعہ اور تجربہ کی حدود تک برصغیر پاک و ہند میں آج حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وافکار کے وارث شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم ونظریات کا وارث، میں حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ (۶۴) کو سمجھتا ہوں...... اِس ملک (پاکستان) میں اور بڑے بڑے علماء ہوئے، بڑی بڑی نامور شخصیتیں ہوئیں لیکن اس خاص جہت اور خاص نسبت اور خاص مناسبت کے اعتبار سے میں کہہ سکتا ہوں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وارث یہی حضرات تھے۔

پورے ہندوستان میں جہاں بڑے بڑے مدارس اور بڑی بڑی درسگاہیں اور بڑے بڑے دانش کدہ تھے ان میں یہ (شیرانوالہ لاہور میں نئی) مسجد نہیں بلکہ وہ چھوٹی سی (پرانی) مسجد...... یہ پورے برصغیر پاک و ہند میں پہلی مسجد ہے کہ جہاں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتابوں کا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مستقل درس دینا شروع کیا تھا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی کتابیں بعض جگہ پڑھی گئی ہوں گی، بہت جگہ سمجھی گئی ہوں گی، لوگوں نے بہت جگہ اس کے حوالے بھی دیے ہوں گے لیکن باقاعدہ طور پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کو درس میں داخل کرنا اور پڑھانا، یہ سب سے پہلے اِس مسجد (شیرانوالہ لاہور) میں شروع ہوا۔ ان کے بعد اگر یہ صدائے بازگشت کہیں سنی گئی تو وہ خان پور میں سنی گئی، جہاں حضرت درخواستیؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے نقشِ قدم پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم وفنون کا باقاعدہ درس دیتے رہے۔

آج مختلف حلقوں میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نظریات اور افکار پر مختلف حلقے

قائم ہو چکے ہیں اور لوگ اپنے آپ کو ان کا ترجمان بھی کہتے ہیں۔ میری رائے میں اور میرے ناقص تجربہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا پوری دیانت اور امانت اور پوری احتیاط کے ساتھ ان دو بزرگوں کے سوا، اور وارث میں نے نہیں دیکھا...... آج جو چاہے اپنے آپ کو کہے کہ میں شاہ ولی اللہ کا وارث ہوں اور ان کے علوم و افکار کے حلقے بھی اپنی جگہ قائم کیے ہوں، اللہ تعالیٰ انکے اخلاص کو برکت دے (آمین) لیکن جہاں تک اس امانت اور دیانت کا تعلق ہے جس کے ساتھ علوم پڑھے جاتے ہیں اور آگے پڑھائے جاتے ہیں اور یہ امانتیں آگے پہنچائی جاتی ہیں اس میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ یا حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی نظیر آپ کو نہیں ملے گی! ؁

④ ضرورت سے زائد مال جمع کرنے والوں کے لیے ایک قابل غور ارشاد:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ہمارے بزرگ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تیرے محلات میں تیرے وارث تیرے پیچھے عیش کی زندگی گزار رہے ہوں گے اور حساب تو دے رہا ہوگا...... کیونکہ بنانے اور کمانے والا تو تُو ہی تھا۔ اللہ ہم سب کی حفاظت کرے (آمین)۔

⑤ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا استغناء:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے شیرانوالہ لاہور میں ڈیرہ لگایا ہے، بڑے بڑے دشمن سامنے آئے لیکن الحمد للہ استغناء کی تلوار سے بہت کو نقصان پہنچا، کہ زبان پر کلمہ شکوہ نہیں آیا۔ جب کسی نے میرے ساتھ زیادتی کی تو زبان سے میں نے ایک جملہ بھی نہیں بولا، ہاں اتنا ضرور کہا کہ اے اللہ! تو دیکھ رہا ہے۔

⑥ حضرت لاہوریؒ کی دو خواہشات:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے چونکہ ہماری بے تکلفی تھی تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جو مکان بنایا ہے، جس میں یہاں میں شروع سے رہ رہا ہوں، تو یہ اسی طرح اس پرانے نقشے میں آواز دے رہا ہے کہ یہ پرانے دور کے ایک فقیرو

درویش کی ایک جھونپڑی ہے! سو آج دنیا بڑی ترقی کر گئی ہے مگر میری ایک تمنا و خواہش ہے، یہ خواہش منظور کرنے والا تو اللہ ہے مگر میری یہ خواہش ہے کہ اگر میری موت یہاں آئے تو میرا جنازہ بھی اسی مکان سے نکلے!

حضرت لاہوریؒ کی دو خواہشات تھیں، ایک تو یہ کہ میرا درسِ قرآن جو شیرانوالہ مسجد میں قائم ہے، جس دن میں اس دنیا سے جاؤں تو اس دن کا درسِ قرآن بھی میں نے دیا ہو۔ اور دوسری خواہش یہ تھی کہ میرا جنازہ اسی اپنے گھر سے نکلے۔

⑦ جمعہ کے خطبہ کی اہمیت:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: حضرت مرحوم جمعہ کے خطبے کو اللہ رب العزت اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی امانت سمجھا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ لوگ جو میرے خطبہ میں دین محمدی کی آواز سننے آتے ہیں ان کا دیا وقت میرے ہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت ہے، میں اگر ان کا یہ قیمتی وقت اپنے لچھادار فقروں طنز و مزاح اور لطیفوں اور خوش گپیوں میں صرف کروں تو اس کا بھی مجھے قیامت کے دن حساب دینا ہوگا۔

⑧ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا خط بنام حضرت لاہوریؒ:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: پاکستان بننے کے بعد حضرت شیخ التفسیر نے ایک مجلس میں بتایا کہ انہیں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط ملا ہے کہ تقسیم ملک سے ہمارا نصف صدی کا سیاسی رشتہ (کہ انگریز کو کسی طرح جلد ملک سے نکالا جا سکے) اب آپ سے منقطع ہو گیا ہے یہاں کے حالات اور ہیں اور آپ کے ہاں کے حالات اور ہوں گے، آپ وہاں کے مسلمانوں کی بہتری اور اسلام کی خدمت کے لیے جو عمل بہتر سمجھیں اس پر عمل فرمائیں ہمارے ساتھ آپ کا اب کوئی سیاسی اشتراک نہیں۔

⑨ مولانا سندھیؒ کے نظریات:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: حضرت مولانا احمد علی صاحب نے کئی مجلسوں میں فرمایا کہ ”حیات مسیح کے بارے میں مولانا عبید اللہ سندھی وہی عقیدہ رکھتے تھے جو دوسرے علماء

دیوبند کا ہے۔مگر افسوس کہ موسیٰ جار اللہ اپنی بات مولانا سندھی کے نام سے کہہ کر لوگوں کو مغالطہ دے رہا ہے، مولانا سندھی کے نظریات وعقائد وہی ہیں جو میں نے حاشیہ قران میں لکھ دیے ہیں۔''

⑩ اتحادامت:

حضرت علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں: حضرت لاہوریؒ فرماتے تھے کہ ''نئی تفسیر سے مجھے اتحادِ امت زیادہ عزیز ہے، جس تفسیر سے ایک اختلاف اور بڑھے اسے شائع نہ کرنا ہی بہتر ہے۔''

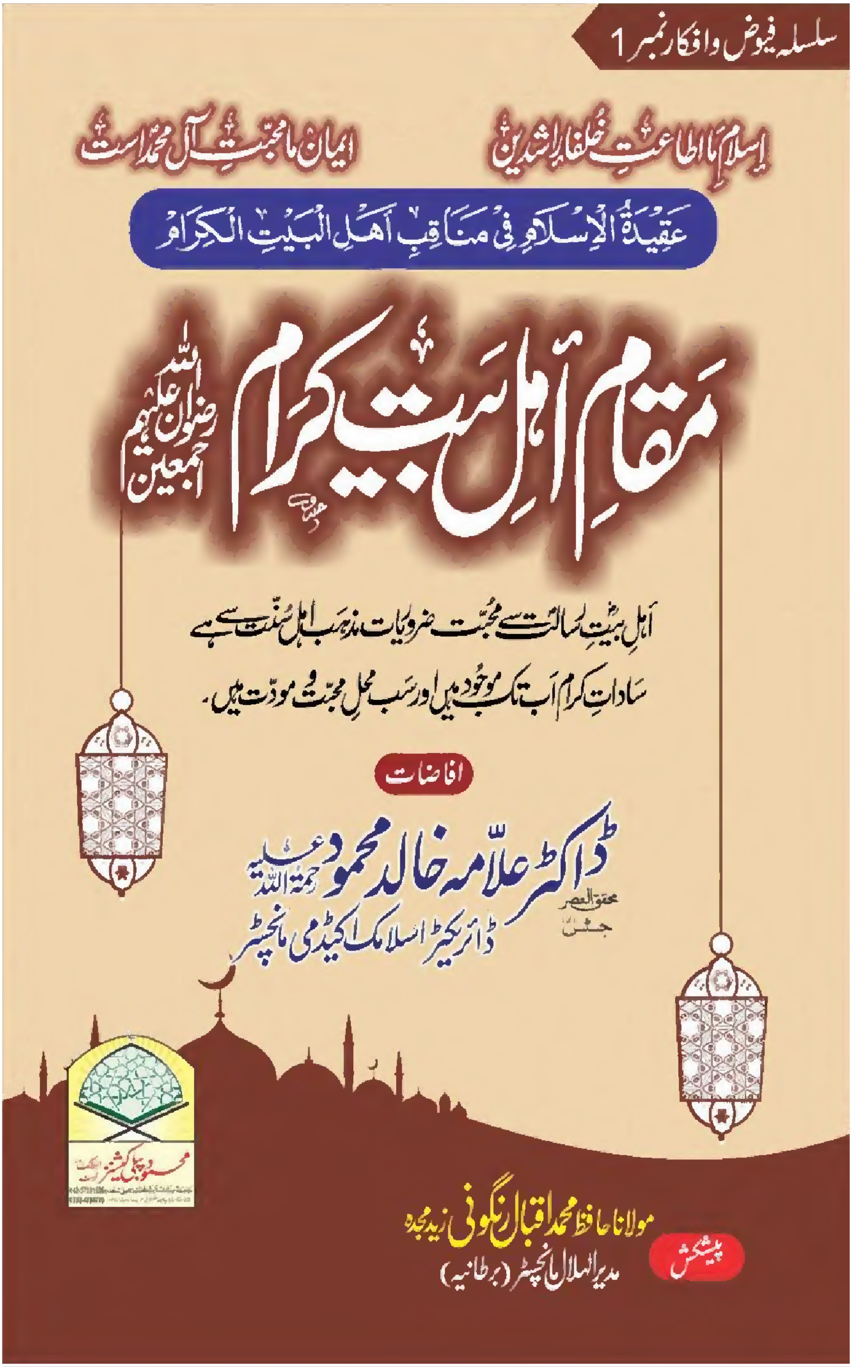
سلسلہ فیوض وافکار نمبر 1
اسلام ما اطاعتِ خلفاء راشدین
ایمان ما محبتِ آلِ محمد است
عقیدۃ الاسلام فی مناقب اہل البیت الکرام
مقامِ اہلِ بیت کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین
اہلِ بیتِ رسالت سے محبت ضروریاتِ مذہب اہلِ سنت سے ہے
ساداتِ کرام اب تک موجود ہیں اور سب محلِ محبت و مودت ہیں۔
افاضات
محقق العصر
ڈاکٹر علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر
مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی زید مجدہ
مدیر الہلال مانچسٹر (برطانیہ)
پیشکش

ضمیمہ

انگریز کی نظر میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کوئی محض جذباتی مقرر اور کوئی سطحی درجے کے سیاست داں نہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مولانا کی علوم اسلامی میں گہری پختگی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت اور قوموں کی سیاسی انقلابات پر گہری نظر واقعی اس درجے کی ہے کہ اہل ہند اس مجمع البحرین شخصیت کی قیادت میں آزادی ہند کی کامیاب جنگ لڑ سکتے ہیں۔ انگریز حکومت کو ان سے ہی خطرۂ انقلاب تھا، جس نے مولانا عبیداللہ سندھی کو ''امام انقلاب'' کا لقب دیا کہ ان کے عہدِ جلاوطنی میں جس نے بھی اس کا کہیں ذکر کیا امام انقلاب کا لفظ ان کے نام کا دوسرا جزو بن گیا۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ

آخر دم تک شاہ ولی اللہؒ کی عقیدت میں (۶۶)

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد:

مولانا عبید اللہ سندھیؒ (وفاتؒ ۲۱/اگست ۱۹۴۴ء) معروف علماء دیو بند میں سے ہیں۔ آپ اپنے دور جلاوطنی میں افغانستان اور ترکی میں بھی رہے۔ وہاں بھی آپ نے اپنے اساتذہ دیوبند کی برتری اور ان سے وابستگی کی ہی اشاعت کی۔ پھر آپ جب حجاز میں رہے تو وہاں بھی آپ کی کوشش یہی رہی کہ علمائے حجاز کو حنفیت کے بارے میں راہِ اعتدال پر لایا جائے۔ آپ کے عقیدہ میں آپ کو وہاں یہ راہِ اعتدال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے میسر آئی۔ اپنے پورے دورِ جلاوطنی میں آپ کی عقیدت علماء دیوبند سے، محدثین دہلی سے اور فقہ حنفی سے سرِ مو بھی کمزور نہیں ہوئی، آپ کی ایک اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

> ”ہمارے اساتذہ علماء دیوبند شاہ عبدالعزیز (۶۷) کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ہم نے ان کا طریق نہایت تحقیق سے واصل کیا۔ ہم افغانستان اور ترکی میں رہے فقہائے حنفیہ میں اپنے مشاہیر سے بہتر عالم کہیں نظر نہ آئے اس کے بعد ہم حجاز میں رہے جہاں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی موجود ہیں اور حنابلہ کی حکومت ہے وہاں حنفیہ کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا مگر ہم نے جب اپنا تعارف شاہ ولی اللہؒ کے طریقے پر کرایا تو علماء حرمین کو ہمارے مسلک سے کوئی خصومت نہ رہی۔“ (۶۸)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے مختلف ادوار میں اپنے دیوبند مسلک سے سرِ مو نہ ہٹے تھے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ سے ان کی عقیدت آخر عمر تک رہی جس کو ساتھ لے کر آپ اپنے دور میں ایک اسلامی انقلاب برپا کرنا چاہتے تھے اس صورتِ حال میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ حضرت

شاہ ولی اللہؒ کی اس آخری وصیت سے بے خبر رہے ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

''در حدیث شریف آمدہ است من ادرک منکم عیسیٰ بن مریم فلیقرأہ منی السلام این فقیر آرزوئے تمام وارد اگر ایام حضرت روح اللہ را وریابد اول کسیکہ تبلیغ سلام کند من باشم۔'' (۶۹)

''ترجمہ: حدیث میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو عیسیٰ بن مریم کا وہ دور پائے تو وہ آپ کو میری طرف سے سلام کہے۔ اس فقیر (ولی اللہ) کی آرزو ہے کہ اگر وہ حضرت روح اللہ (علیہ السلام) کے اس دور کو پائے تو پہلا میں ہوں گا جو انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلام پہنچائے گا۔''

اگر مولانا عبید اللہ سندھیؒ اس عقیدہ میں اپنے اسلاف کے خلاف گئے ہوتے تو آپ کا ان سے یہ اختلاف سر عام شہرت پاتا، ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں کہ آپ آخر تک حضرت شاہ ولی اللہؒ کے طریق پر اپنی تحقیق مکمل سمجھتے رہے اور اسی کا ہر نئے ماحول میں چرچا کرتے رہے۔ جب اکیس سالہ جلاوطنی ختم ہوئی تو پھر سیدھے دیوبند پہنچے۔ آپ نے آتے ہی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے پھر اپنی اسی عقیدت کا اظہار کیا ہے جسے آپ دیوبند سے لے کر نکلے تھے۔ آپ کی اس آمد پر اکابر علماء دیوبند جامع مسجد دیوبند میں جمع تھے کہ آپ نے پھر انہیں حجۃ اللہ البالغہ پڑھنے کی تلقین فرمائی اور اپنے سامنے انہیں حجۃ اللہ البالغہ پڑھنے کا کہا۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ عبارت پڑھتے تھے اور مولانا عبید اللہؒ اس کے مطالب پر کلام فرماتے۔ آپ کے ہاں عبید اللہ اور حجۃ اللہ ایک ہی ورق کے دو صفحات تھے۔ اب ایسے شخص کے بارے میں یہ بتلانا کہ وہ اتنے اہم اور معروف مسئلے میں شاہ ولی اللہ سے یا علماء دیوبند سے کٹ گئے تھے کسی صاحبِ انصاف کو زیب نہیں دیتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے الخیر الکثیر میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے قرب قیامت میں آنے اور دجال سے معرکہ آراء ہونے کا ایک عجیب نقشہ کھینچا ہے۔ آپ کے ایسے ممتاز معتقد اس میں کیسے آپ سے جدا ہو سکتے تھے۔

حیات ونزولِ مسیح علیہ السلام

مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۷۰)

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ــــ امابعد:

مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور معروف علمائے دیوبند میں سے تھے۔ جس طرح انگریز حکومت نے اپنے سیاسی استحکام کے لیے شیخ الہند کو کئی سال مالٹا کی قید میں رکھا، اسی طرح ان کے شاگرد مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوستان سے اکیس سال کی جلاوطنی میں رکھا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ انگریز کی نظر میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کوئی محض جذباتی مقرر اور کوئی سطحی درجے کے سیاست داں نہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مولانا کی علوم اسلامی میں گہری پختگی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت اور قوموں کی سیاسی انقلابات پر گہری نظر واقعی اس درجے کی ہے کہ اہل ہند اس مجمع البحرین شخصیت کی قیادت میں آزادی ہند کی کامیاب جنگ لڑ سکتے ہیں۔ انگریز حکومت کو ان سے ہی خطرہِ انقلاب تھا، جس نے مولانا عبیداللہ سندھی کو''امام انقلاب'' کا لقب دیا کہ ان کے عہدِ جلاوطنی میں جس نے بھی اس کا کہیں ذکر کیا امام انقلاب کا لفظ ان کے نام کا دوسرا جزو بن گیا۔ مولانا کی جلاوطنی کے دور میں عالمی حالات کچھ اس طرح بدلے کہ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر یورپ اپنی نوآبادیات سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگیا۔ ادھر ہندوستان آزاد ہونے کے مرحلے میں تھا کہ مولانا کی جلاوطنی کا دور ختم ہوگیا اور وہ اپنے وطن واپس تشریف لائے۔

اتنے طویل عرصے سے اپنے ملک، اپنی سوسایٹی، اپنے مدارس اور اپنی خانقاہوں سے دور رہنے کے باعث ہر انسان کے علم وعمل اور اس کی نظر وفکر میں کچھ فرق ضرور آجاتا ہے، لیکن مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور عقیدت دار العلوم دیوبند سے اسی طرح قائم رہی جیسی کہ جلاوطنی

سے پہلے تھی۔ آپ جلاوطنی سے رہائی پانے کے بعد سیدھے دیوبند پہنچے اور پہنچتے ہی جامع مسجد دیوبند میں ''حجۃ اللہ البالغہ'' کا درس دیا حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ کی عبارت پڑھتے تھے اور مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس پر تقریر کرتے تھے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے علما سے اتنے طویل عرصے کی جدائی کے باوجود آپ کی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہی عقیدت رہی جو پہلے تھی، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے وہی نسبت رہی جو پہلے تھی اور تصوف سے وہی وابستگی رہی جو پہلے تھی۔

آپ اپنے دورِ جلاوطنی میں افغانسان اور ترکی میں بھی رہے۔ وہاں بھی آپ نے اپنے اساتذہِ دیوبند کی برتری اور ان سے وابستگی کی ہی اشاعت کی۔ پھر آپ جب حجاز میں رہے تو وہاں بھی آپ کی کوشش یہی رہی علمائے حجاز کو حنفیت کے بارے میں راہ اعتدال پر لایا جائے۔ آپ کے عقیدے میں یہ راہِ اعتدال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے میسر آئی۔ اپنے پورے دورِ جلاوطنی میں آپ کی عقیدت علمائے دیوبند سے، محدثینِ دہلی سے اور فقہ حنفی سے سرمو بھی کمزور نہ ہوئی۔ آپ کی اپنی ایک تحریر ملاحظہ فرمائیں:

> ''ہمارے اساتذہ علمائے دیوبند شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ہم نے ان کا طریق نہایت تحقیق سے حاصل کیا۔ ہم افغانستان اور ترکی میں رہے۔ ہمیں فقہاء حنفیہ میں اپنے مشائخ سے بہتر عالم کہیں نظر نہیں آئے۔ اس کے بعد ہم حجاز میں رہے۔ جہاں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی موجود ہیں۔ اور حنابلہ کی حکومت ہے۔ اتفاقاً وہاں حنفیہ کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ مگر ہم نے جب اپنا تعارف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے پر کرایا تو علماء حرمین کو ہمارے مسلک سے کوئی خصومت نہ رہی۔'' (ماہ نامہ الفرقان لکھنو، شاہ ولی اللہ نمبر، ص 313) (۴۱)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے مختلف ادوار میں اپنے دیوبند کے مسلک سے سرمو نہ ہٹے تھے اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی عقیدت آخر عمر تک وہی رہی جس کو ساتھ لے کر آپ اپنے دور میں ایک اسلامی انقلاب برپا کرنا چاہتے تھے۔ اس صورت حال میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس آخری وصیت سے بے خبر رہے ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

در حدیث شریف آمده است من ادرل منکم عیسی بن مریم فلیقراه منی السلام ایں فقیر آرزوے تمام داردا گرایام حضرت روح الله دریابداول کسے که تبلیغ سلام کند من باشم۔ (الوصیت: ص ۱۲۱، ملحق اواخر عقد المجید مترجم)(۴۲)

ترجمہ: حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو عیسی ابن مریم (علیہ السلام) کا وہ دور پائے تو وہ آپ کو میری طرف سے سلام کہے۔ اس فقیر (ولی اللہ) کی آرزو ہے کہ اگر وہ حضرت روح اللہ (علیہ السلام) کے اس دور کو پائے تو پہلا میں ہوں گا جو انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچائے گا۔''

اگر مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس عقیدے میں اپنے اسلام کے خلاف ہو گئے ہوتے تو آپ کا ان سے یہ اختلاف سرعام شہرت پاتا، اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ آپ آخر تک حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی اسی عقیدت پر قائم رہے جسے آپ دیوبند سے لے کر نکلے تھے۔ آپ کی آمد پر اکابر علمائے دیوبند جامع مسجد دیوبند میں جمع تھے کہ آپ نے پھر انہیں ''حجة الله البالغه'' پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ اب ایسے شخص کے بارے میں یہ بتلانا کہ وہ نزول عیسی بن مریم جیسے معروف مسئلے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے یا علمائے دیوبند سے کٹ گئے تھے، کسی صاحبِ انصاف کو زیب نہیں دیتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الخیر الکثیر'' میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے قرب قیامت میں آنے اور دجال سے معرکہ آرا ہونے کا ایک عجیب نقشہ کھینچا ہے۔ آپ کے ایسے ممتاز معتقد اس میں کیسے آپ سے جدا ہو سکتے تھے؟

اب آیئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الخیر الکثیر'' سے ہم اس مسئلے کے بارے میں راہ نمائی حاصل کریں۔ ''الخیر الکثیر'' کے صفحہ ۳۹۰ پر آپ دوسری منزل کا آغاز اس عنوان سے کرتے ہیں:

"منزل القیامة الکبریٰ والبعث بعد الموت"

اس کے ذیل میں آپ لکھتے ہیں:

''جب یہود کی سرکشی اوران کا تمرد وعصیان حد سے تجاوز کر گیا، یہاں تک کہ انہوں نے انبیائے کرام تک کو قتل کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی تو ان کی صحف اعمال ان کے مظالم اور بداعمالیوں سے لب ریز ہو گئے اور ان کے گناہوں کے آثارِ خصوصی نمایاں ہو چکے تھے۔ اب یہود کی برائیاں ان کے ساتھ مل کر تمام شرور کی ایک وحدت ہو گئی اور ایک ایسے عالم میں ان کا تحقق ہوا جو اس عالم سے کامل تر ہے۔ یہ برائیاں ایک زندہ مجسمے کی شکل میں نمایاں ہوئیں، جس کا نام اصطلاح شرع میں مسیح ودجال ہے۔ دجال کو شرور کی جانب سے انسلاخ، خواہ کسی جانب سے ہو، ارتقا کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ برائیاں ظہور کرتی رہیں اور دجال اپنی کاملیت اور تمام کو پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق آپ کے قلب مبارک سے روشن ہوا، تو دجال مجبوراً روپوش ہو گیا، لیکن جب عہد نبوت پر ایک زمانہ گزر گیا اور شرور کی کثرت ہوئی اور برائی کے واقعات بہ کثرت ظاہر ہونے لگے تو دجال کی شرارتوں میں پھر ترقی شروع ہوئی اور جو برائی دنیا میں ہوتی تھی وہ اس کے ساتھ جا ملتی، جس طرح کہ جزئی اپنی کلی سے لاحق ہو جاتی ہے۔ جب اس طرح تمام زمین ظلم اور بداعتدالیوں سے لب ریز ہو جائے گی اور امتِ مرحومہ کے اکثر لوگ گمراہی میں مبتلا ہوں گے تو اسم جامع محمدی اس حالت میں ان کی دست گیری فرمائے گا۔ اور وہ اسم مبارک ایک ایسے شخص پر تجلی فرمائے گا جن کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے موافق ہونے کے علاوہ ان کا حلیہ اور اخلاق بھی آپ کے موافق ہوں گے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس امت کو جو مبتلائے ضلالت ہو گی، راہ راست پر لائے گا اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اس وقت دجال سے نہیں رہا جائے گا وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور ہر طرف سے لوگوں کے گمراہ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو گا۔ جب اس کی یہ کوشش انتہا تک پہنچ جائے گی تو اسمِ پاک عیسوی اس کے مٹانے پر متوجہ ہو گا اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام یہود کی شرارتوں کے لیے بہ منزلہ

محاق کے تھے اور اسم جامع محمدی ﷺ سے اسے مزید تقویت حاصل ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے اور زمین پر حکومت کر کے اپنے اسم جامع کا حق ادا کریں گے۔ اس زمانے کے بعد دجال کی روح جو مجموعۂ شرور کی وحدت تھی، یاجوج ماجوج کی شکل میں ظاہر ہوگی۔ چنانچہ لوگوں کو یہ ہلاک کریں گے اور ان کے اثرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توجہ سے ختم ہوجائیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام رحلت فرمائیں گے، لوگ پھر برائیوں میں مبتلا ہوجائیں گے، دجال کی روح مطروح ان میں سرایت کرتی جائے گی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شر اتنا پھیلے گا جس کے بیان کی تقریر و تحریر قوت نہیں رکھتی، اسی حالت میں قیامت کا ظہور ہوگا جس سے تمام نظامِ عالم درہم برہم ہوجائے گا اور کوئی چیز بھی موجودہ نظام کے مطابق نہیں رہے گی۔'' (۴۳)

اسی طرح زمانہ گزر جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ ایک اور نشاۃ کا آغاز فرمائے گا اور پھر ارواح کو پیش آمدہ معدات کے مطابق اجسام کے ساتھ حاصل وگا اور سب کو مبعوث کیا جائے گا۔ قیامت کے قریب لوگوں کی مختلف قسمیں ہوں گی، بعض ان میں سے کامل ہوں گی اور انہیں کمال حاصل ہوگا اور بعض ناقص ہوں گے اور ان کا ناقص ہونا بھی درجہ تام میں ہوگا اور یہ اس لیے کہ دجال کا ظہور ہے اور خیر کا ظہور بھی درجہ تام پر ہوگا وہ اس لیے کہ مہدی اور مسیح بھی ظاہر ہوں گے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ پر غور کریں:

لان الشر الکامل هنالک للدجال و الخیر الکامل للمهدی
وعیسیٰ علیهما الاالسلام ولذلک یجد هولاء وهولاء وکل
فیما هو تلقاء وجهه (الخیر الکثیر: ص ۳۹۵) (۴۴)

آپ نے المہدی اور عیسیٰ کو تثنیہ کے صیغے میں سلام بھیجا ہے تاکہ معلوم رہے کہ آپ کے عقیدے میں یہ دو شخصیتیں ہیں۔ مہدی اور عیسیٰ ایک نہیں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر یہود پر اس طرح تنقید کرتے ہیں:

ومن ضلالة اولئک انهم یجزمون انه قد قتل عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام

وفی الواقع انہ وقع اشتباہ فی قصتہ فلما رفع الی السماء ظنوا انہ قد قتل ویرون ھذا الغلط کابراً عن کابر فازال اللہ سبحانہ ھذا الشبھة فی القرآن العظیم فقال وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (الفوز الکبیر: ص ۱۱)(۷۵)

ترجمہ: ان کی گمراہی ہے کہ وہ یقین کیے بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (سولی پر) قتل کر چکے اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں ایک اشتباہ واقع ہو گیا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسامان پر اٹھا لیے گئے تو انہوں نے سمجھا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں اور اس غلط بات کو وہ اپنے بڑوں سے اسی طرح سنتے آ رہے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہے کو زایل کیا اور قرآن پاک میں فرمایا: اور انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا ہے، بلکہ وہ ایک اشتباہ میں ڈال دیئے گئے ہیں (کہ ان کی شباہت ان کے ایک حواری پر ڈالی گئی)

پھر آپ ایک اور جگہ قیامت کی علامات کا اس طرح ذِکر کرتے ہیں:

وقد ذکر اشراط الساعة من نزول عیسیٰ وخروج الدجال وخروج الدابة وخروج یاجوج وماجوج ونفخة الصعق و نفخة القیام والحشر والنشر (الفوز الکبیر: ص ۱۵)(۷۶)

ترجمہ: اور قیامت کی علامت اس طرح ذکر کی گئی ہیں؛

① نزول عیسیٰ ابن مریم، ② خروج الدجال،
③ خروج دابۃ الارض، ④ خروج یاجوج وماجوج،
⑤ بے ہوش کرنے والی پھونک، ⑥ پھر ہوش میں لانے والی پھونک،
⑦ پھر سب کا ایک میدان میں جمع ہونا اور پھیلنا۔

ان تصریحات سے اس موضوع پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کھل کر سامنے آتا ہے کہ وہ کس طرح سے رفع عیسیٰ ابن مریمؑ اور نزول عیسیٰ ابن مریمؑ کے قائل تھے، اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان سے کچھ کسی فاصلے پر نہ تھے۔ آپ اپنی اکیس سالہ جلاوطنی کے بعد وطن واپس

آئے تو آپ نے محدثینِ دہلی اور علمائے دیوبند سے پھر اپنی اسی وابستگی کا اظہار فرمایا جسے وہ ساتھ لے کر گئے تھے۔

وطن واپسی پر پھر اپنے اساتذہ کے ماحول میں مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے سالہا سال نئی دنیا کو دیکھا، مختلف اطراف کی گرد پیمائی کی مگر دیوبند سے آپ کی عقیدت وہی رہی اور تصوف میں بھی آپ اسی نسبت میں رہے جسے آپ چھوڑ کر ملک بدر ہوئے تھے۔ حالات کے انقلابات آپ کو سرمو اپنے پہلے دینی موقف سے بدظن نہ کر سکے۔ آپ کا وطن واپسی پر یہ بیان آپ کے رسوخ فی العلم کا واضح طور پر پتا دیتا ہے۔

میں نے اپنی طویل اکیس سالہ جلاوطنی میں ایک دنیا کی خاک چھانی، مگر مجھے اپنے مرشد (حضرت سید العارفین) جیسا کوئی مرشد اور اپنے استاد (حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ) جیسا کوئی استاد نہیں ملا۔'' (ماخوذ: آثار الاحسان: ج ۲)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا دینی مسلک اور روحانی مشرب آخر دم تک وہی ایک رہا جو آپ دیوبند سے لے کر نکلے تھے۔ زمانے کے انقلابات نے اس پر شک اور تردد کا کوئی چھینٹا نہیں پھینکا۔

شیخ التفسیر مولانا محمد طاہر صاحبؒ (۷۷) (مہتمم دار القرآن پنج پیر) کا بیان (۷۸):

سئلت عن نزول عیسیٰ علیہ السلام قرب القیامة

فاقول! نزول عیسیٰ علیہ السلام من موجبات الدین ومن الامور التی دل علیها القرآن والاحادیث الصحیحة وعلی هذا العقیدة کان مشائخنا الذین کانوا من اعلام الدین مثل شیخ المشائخ مولانا حسین علی والعلامة مولانا عبید اللہ السندھی ومایںکر نزوله علیہ السلام قرب القیامة واتیانه من السماء الا الجاهلون بالکتاب والسنة عصمنا اللہ سبحانه من هذه العقیدة۔

ترجمہ: مجھ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کے قریب نزول کے بارے میں پوچھا

گیا تو میں نے جواب دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ضروریات دین میں سے ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جن پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں۔ ہمارے مشائخ کرام جو علم دین کے پہاڑ جیسے حضرت مولانا حسین علی (۷۹)، مولانا عبید اللہ سندھی ہیں ان سب کا یہی عقیدہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کے قریب نزول کا انکار سوائے جاہلوں کے اور کوئی نہیں کرتا جو قرآن مجید اور علوم نبویہ کی نعمت سے محروم ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں آپ کے نزول کے انکار والے عقیدہ سے محفوظ فرمائیں۔

(نوٹ): اس ضمن میں امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی رائے پر بعض لوگوں کو شبہ ہوا تو ان کے شاگرد رشید شیخ التفسیر مولانا محمد طاہر نے ان الفاظ کے ساتھ تردید فرمائی۔

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور وفات کے بارے میں الہام الرحمن میں جو قول مولانا عبید اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ کاتب اور املاء والے کا خود ساختہ قول ہے بندہ نے جو کافی عرصہ تک مولانا کے پاس مکہ معظّمہ میں رہ کر تلمذ کیا ہے۔ مولانا مرحوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل تھے۔ البتہ وہ مسلمانوں پر افسوس اور حسرت کرتے تھے کہ مسلمانوں نے اس کو تکیہ بنا کر جدوجہد اور جہاد چھوڑ دیا ہے اور مولانا کا خود نوشتہ رسالہ ’’عبیدیہ‘‘ بھی الہام الرحمن کی روایت کا رد کرتا ہے۔ بندہ نے کئی مجالس میں اور بارہا مولانا مرحوم سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا امور دین سے ہونا سنا ہے۔

احقر محمد طاہر‘‘
دار القرآن پنج پیر تحصیل صوابی ضلع مردان
مؤرخہ ۲۲ ر ربیع الاوّل ۱۳۸۵ھ
(فتاویٰ ختم نبوت، ج: ۳، ص: ۸۷)

حواشی وحوالہ جات

① ہفت روزہ، خدام الدین لاہور، خصوصی اشاعت، امام الاولیاء حضرت لاہوریؒ نمبر، صفحہ:210-201

② کنز الدقائق فقہ کی ایک اہم کتاب ہے۔اس کتاب کے مصنف علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ (710ھ) ہیں۔ یہ کتاب فصاحت و بلاغت، تعبیر وعبارت اور اعجاز و ایجاز کے لحاظ سے ایک منفرد اور اہم کتاب ہے۔اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ آج تک اسکی کئی شروحات منظر عام پر آچکی ہیں جن میں تبیین الحقائق از علامہ فخر الدین ابومحمد عثمان بن علی الزیلعیؒ (743ھ) اور البحر الرائق از زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف سراج الدین ابن نجیمؒ (970ھ) زیادہ معروف ہیں۔ یہ کتاب آج بھی درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔

③ حاشیہ رد المحتار علی الدر المختار کو فتاویٰ شامی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ درمختار کی شرح ہے۔اس کتاب کے مصنف سید محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی ؒ (1252ھ) ہیں۔اس کتاب کا شمار فقہ حنفی کی جامع ترین کتب میں ہوتا ہے۔ اس لیے فقہ حنفی میں اس کتاب کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

④ الھدایہ فقہ حنفی کی ایک عظیم الشان کتاب ہے۔اس کتاب کے مصنف برہان الدین امام ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانیؒ (593ھ) ہیں۔اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب تقریباً نوسو سال سے نصاب میں شامل ہے۔اس کتاب کی اب تک کئی عربی و اردو شروحات منظر عام پر آچکی ہیں۔

⑤ شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف سراج الدین ابن نجیمؒ (926ھ-970ھ) ایک بلند پایہ محقق اور کثیر التصانیف حنفی عالم دین تھے۔آپ مصر کے شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے علوم عربیہ وعقلیہ شیخ نور الدین دیلمی اور شیخ شقیر مغربی سے حاصل کیے۔علم فقہ آپ نے شیخ امین الدین بن عبد العال الحنفی، شیخ ابو الفیض سلمی، شیخ الاسلام احمد بن یونس اور شیخ شرف الدین سے حاصل کیا۔آپ کی کتاب البحر الرائق اور الاشباہ و النظائر کا شمار مایہ ناز اور شہرہ آفاق کتب میں ہوتا ہے۔

⑥ حاشیة ابن عابدین، رد المحتار ط الحلبي ۳۸۸/۲

⑦ مولانا اشرف علی تھانوی (19 اگست 1863ء-20 جولائی 1943ء): 1280ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ عبد الحق تھا۔فاروقی النسب تھے۔اساتذہ میں شیخ محمد تھانوی، مولانا سید احمد دہلوی، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہم اللہ سرفہرست ہیں۔حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پہنا اور چشتی صابری نسبت

سے ایک دنیائے علم کو مالا مال کیا۔ تربیت وتہذیب زیادہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ رہی۔ تدریس کی ابتداء 1301ھ میں کانپور سے کی۔ چودہ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ مولانا محمد رشید کانپوری، مولانا لطف الرسول اور مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ آپ کے اسی دور کے تلامذہ ہیں۔ پھر آپ نے تھانہ بھون کو اپنا مستقر بنایا اور تصوف میں وہ مجددانہ خدمت کی کہ اس قرن میں اس کا تصور نہ ہوسکتا تھا۔ آپ کے مواعظ اور افاضات یومیہ سے خلق کی عظیم تعداد سعادت اندوز ہوئی، لاکھوں قلوب میں آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بھر دی۔ آپ کی تالیفات ایک ہزار سے زائد ہیں۔ بہشتی زیور کو ہی لیجیے جو دنیا کی 17 زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ آپ کا ترجمہ قرآن نہایت سلیس اور تفسیر بیان القرآن نہایت عمیق ہے۔ کئی برس تک دارالعلوم دیوبند کے سرپرست رہے۔ آپ کے خلفائے کرام میں مولانا شاہ وصی اللہ، مولانا مفتی محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا خیر محمد صاحب بانی خیر المدارس ملتان، مفتی محمد شفیع صاحب بانی دارالعلوم کراچی، مولانا عبدالرحمٰن کیملپوری صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور، حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب شیخ الحدیث جلال آباد، مولانا سید سلیمان ندوی پرنسپل ندوۃ العلماء لکھنو، حضرت مولانا عبدالباری ندوی، خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب، مولانا اطہر علی صاحب بنگال رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر اکابر شامل ہیں۔ (ماخوذ از چارٹ: ''عالم اسلام کی عظیم دینی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند''، مرتبہ: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود ؒ)

⑧ مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی (11 اکتوبر 1887ء – 13 دسمبر 1949ء): آپ ایک بلند پایہ عالم دین، محدث، مفسر، خطیب، مصنف اور تحریک پاکستان کے سرگرم رہنما تھے۔ اصل نام فضل اللہ ہے۔ آپکی جائے پیدائش بجنور، اتر پردیش، ہندوستان ہے۔ والد کا نام مولانا فضل الرحمٰن ؒ ہے۔ شجرہ نسب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور بقیہ تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور مدرسہ فتح پور دلی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم رہے۔ جمعیت علمائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں قانونِ اسلامی کی تجویز قرار دادِ مقاصد پاس کروائی۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ نے حضرت شیخ الہند ؒ کے ترجمہ قرآن پر ایک نہایت شگفتہ پر مغز اور دلکش تفسیری حاشیہ لکھ کر عصر حاضر کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا۔ آپ کے حواشی ایک طرف سلف صالحین کے مسلک کے مطابق ہیں تو دوسری طرف موجودہ ضروریات کے بھی عین مطابق ہیں۔ صحیح مسلم کی بہترین عربی شرح کی جسے علماء از ہر نے احناف وشوافع کی جملہ سابقہ شروح پر فائق تسلیم کیا ہے یہ شرح فتح الملہم کے نام سے کئی ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے مولانا شبیر احمد عثمانی کی یہ عظیم خدمتِ حدیث دیوبند کا مایہ ناز سرمایہ ہے۔

⑨ مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی (25 اکتوبر 1897ء – 6 اکتوبر 1976ء): آپ ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر، فقیہ اور مصنف تھے۔ آپکی جائے پیدائش دیوبند، ہندوستان ہے۔ والد کا نام حافظ محمد یاسین ہے۔ شجرہ نسب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد وہاں ہی تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ تحریک پاکستان میں

شامل رہے۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان دستور ساز اسمبلی کی دینی رہنمائی کے لئے اسلامی مشاورتی بورڈ قائم ہوا تو آپ اس کے پانچ ممبروں میں سے ایک ممبر رہے۔ کراچی میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ کئی کتابیں تصنف فرمائیں۔ آپ نے اپنے شیخ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے قرآن کریم کی آیات احکام کی دو منزلوں کی عربی تفسیر لکھی۔ تفسیر معارف القرآن جیسی مسائل و معارف سے پُر تفسیر رقم فرمائی۔

(۱۰) لارڈ میکالے (25 اکتوبر 1800ء – 28 دسمبر 1859ء): ایک برطانوی مؤرخ، مصنف اور سیاستدان تھا۔ 1834ء میں ہندوستان آیا۔ 1839ء تا 1841ء سیکرٹری آف وار رہا۔ برصغیر میں انگریزی تعلیم اور مغربی خیالات کے فروغ پر زور دیا۔ اس لیے یہ برصغیر میں موجودہ نظامِ تعلیم کی داغ بیل ڈالنے والے کی حیثیت سے معروف ہے۔

(۱۱) مولانا محمود حسن دیوبندی (معروف بہ شیخ الہند: 1851ء – 30 نومبر 1920ء): دیوبند کے مولانا ذوالفقار علیؒ کے بیٹے مولانا محمود حسن دیوبند کے پہلے طالب علم ہیں۔ آپ کی طالب علمی کا آغاز ایک درخت کے نیچے ملا محمود کی تدریس سے ہوا۔ نسباً آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خدمت قرآن میں ممتاز رہے آپ کی اولاد میں ہمارے اس دور میں حضرت مولانا محمود حسن، مولانا شبیر احمد، مولانا ظفر احمد، مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ خدمتِ قرآن میں بہت آگے رہے۔ آپ ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم کی تکمیل حضرت مولانا محمد قاسمؒ اور مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے کی۔ حضرت گنگوہیؒ سے فیض باطنی حاصل کیا۔ ۱۲۹۰ھ میں فارغ ہوئے اور ۱۲۹۱ھ میں دیوبند کے مدرس چہارم مقرر ہوئے۔ حضرت گنگوہیؒ کے ساتھ مدینہ منورہ حاضری دی اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ سے حدیث کی سند لی۔ حضرت حاجی امداد اللہ مکیؒ کے روحانی سلسلے میں داخل ہوئے اور ان سے سلاسل اربعہ میں خلافت پائی۔ آپ ۱۳۰۵ھ میں دیوبند کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس بنے۔ ترمذی شریف پر آپ کی تقریر شرح حدیث میں متن کا درجہ رکھتی ہے اور جامع ترمذی کے ساتھ ہی مدت سے چھپتی آرہی ہے۔ سنن ابی داؤد کے حاشیہ کی تصحیح کی اور صحیح بخاری کے ابواب و تراجم لکھے۔ یہ آپ کی حدیثی خدمات ہیں۔ ایضاح الادلہ اور احسن القری فی توضیح اوثق العری آپ کے گہرے علوم کی ترجمان ہیں۔ آپ کے درس حدیث نے وہ جلیل القدر محدث پیدا کیے کہ تاریخ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بعد ان کی مثال نہیں ملتی۔ تقریباً 40 سال تک دارالعلوم کا احاطہ آپ کے علوم اور باطنی برکات سے جگمگا تا رہا۔ بقول مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ آپ کو علم حدیث سے عشق تھا۔ آپ نے فضلاء دیوبند کو ایک جماعتی فکر پر لانے کے لیے ۱۳۲۹ھ میں ایک تنظیم جمعیت الانصار کے نام سے قائم کی۔ ۱۳۳۲ھ میں دیوبند کا عظیم جلسہ دستار بندی ہوا جس میں علی گڑھ کے وائس چانسلر بھی بلائے گئے، دیوبند اور علی گڑھ کے اس ربط وضبط کا ثمر تھا کہ مولانا محمد علی جوہرؒ جیسے جانباز حضرت شیخ الہندؒ سے آملے۔ مالٹا سے رہائی پر آپ پھر علی گڑھ گئے اور وہاں جلسہ کی صدارت فرمائی۔ آپ نے فرمایا میں اپنی گمشدہ متاع یہاں پانے کا امیدوار ہوں۔ نئے حالات میں آپ نے مسلمانوں کی تعلیم کے دو متوازی سلسلوں کو ایک شاہراہ پر جمع کرنا چاہا۔ آپ نے اس الزام کی سختی سے تردید کی کہ علماء عصری علوم کے

خلاف ہیں۔آپ نے قرآن کریم کی تعلیم عام کرنے پر زور دیا اور قرآن پاک پر اردو میں آسان، پر مغز حواشی لکھے۔ آپ نے علماء سے گزارش کی: ''علماء کرام اہل اسلام کو خاص طور پر ترجمہ کے سمجھنے اور پڑھنے کی ضرورت اور اس کی منفعت دل نشین کرنے میں کوتاہی نہ فرمائیں بلکہ ترجمہ کی تعلیم کے لیے ایسے سلسلے بھی قائم فرمادیں کہ جو چاہے بہ سہولت اپنی حالت کے مناسب اور فرصت کے موافق حاصل کر سکے، واللہ الموفق المعین۔ (مقدمہ ترجمہ قرآن،ص:8)

آپ ہندوستان میں انگریز حکومت کے سخت خلاف تھے۔جیمز مسٹن گورنر یوپی کہا کرتے تھے کہ اگر محمود حسن کو جلا کر راکھ کر دیا جائے تو اس کی راکھ بھی انگریزوں سے ٹکرا کر اڑے گی۔ اسلامی شوکت ابھارنے میں آپ مولانا اسماعیل شہید کے صحیح وارث تھے۔انگریزوں نے خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے کے لیے عربوں کو ترکوں کے خلاف اکسایا۔شریف مکہ پر زبرسرپرستی کا ہاتھ رکھا۔حضرت شیخ الہند نے ہندوستان میں خلافت کی حمایت کا اعلان کر دیا۔آپ تحریک خلافت میں ہندوستان کے مسلمانوں کو ترکی اور افغانستان کے مسلمانوں سے ملا کر ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک بڑی قوم بنانا چاہتے تھے۔اس صورت میں ہندوستان میں ہندو مسلم تصادم کا کبھی کوئی خطرہ نہ رہتا۔آپ نے ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو قومیں کہا۔ یہ دوقومی نظریہ کی ابتدا تھی۔آپ نے یاغستان کے آزاد قبائل میں جہاد کی جو چنگاری سلگا رکھی تھی اس کا پتہ مولانا عبیداللہ سندھی ؒ کو اس وقت چلا جب انہیں ہندوستان سے 1910ء میں جلاوطن کیا گیا۔آپ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ الہند وہاں پچیس سال سے یہ جذبہ قائم کیے ہوئے تھے،جس طرح 1857ء کی تحریک آزادی معرکہ بالاکوٹ کا ہی ایک تسلسل تھا حضرت شیخ الہند کی تحریک خلافت بھی حضرت سید احمد شہید کے اس جذبہ جہاد کا تسلسل تھا۔تفسیر میں شیخ الہندؒ کے جانشین مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ ہوئے۔آپ کے جانشین حدیث مولانا محمد انور شاہؒ بنے اور تحریک آزادی میں آپ کے جانشین حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ رہے۔رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ۔(ماخوذ از چارٹ: ''عالم اسلام کی عظیم دینی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند''،مرتبہ: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ)

⑫ مولانا عبیداللہ سندھی (10 مارچ 1872ء-21 اگست 1944ء): جائے پیدائش موضع چیانوالی، ضلع سیالکوٹ، موجودہ پاکستان ہے۔آپ ایک سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ابتدائی دینی تعلیم حضرت حافظ محمد صدیقؒ (بھرچونڈی،سندھ) اور حضرت مولانا ابوالسراج غلام محمدؒ اور مولانا عبدالقادرؒ سے حاصل کی۔ پھر تکمیل کیلئے دارالعلوم دیوبند پہنچے جہاں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔علمی طور پر امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور اپنے استاذ شیخ الہند مولانا محمود حسن سے بہت متاثر تھے۔ حیدرآباد کے قریب ''پیر جھنڈا'' میں ایک مرکز ''دارالرشاد'' کے نام سے قائم کیا اور ایک ماہنامہ رسالہ ''الاخوان'' بھی جاری کیا۔دہلی میں ''نظارۃ المعارف'' قائم کی۔تحریک آزادی ہند کیلئے اعلیٰ خدمات پیش کیں۔اسی سلسلے میں کابل ہجرت کی، روس سے ہوتے ہوئے ترکی پہنچے، پھر مکہ میں مقیم ہوئے اور بالآخر 1939ء میں آپکو واپس ہندوستان آنے کی اجازت ملی۔آپ کی خدمات کے پیش نظر آپ کو ''امام انقلاب'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

⑬ نظارۃ المعارف القرآنیہ کا قیام حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے حکم سے 1912ء میں مسجد فتحپوری دہلی میں ہوا۔اس علمی مرکز کے قیام کا مقصد نوجوانوں میں قرآن وسنت کی تعلیمات کا فروغ تھا۔اس مرکز کی ذمہ داری مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے سپرد تھی۔مولانا احمد علی لاہوریؒ بھی اس مرکز سے منسلک رہے۔

⑭ اس تحریک کے بارے تفصیلی مطالعہ کے لئے مولانا سید محمد میاں صاحبؒ کی مرتب کردہ کتاب ''تحریک ریشمی رومال'' کی مراجعت فرمائیں۔

⑮ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (21 فروری 1703ء–20 اگست 1762ء): برصغیر پاک و ہند نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسل سے عظیم علمی اور روحانی روشنی پائی ہے۔سیدنا مجدد الف ثانی (1035ھ)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1176ھ) اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (1317ھ) رحمۃ اللہ علیہم اسی خاندان سے تھے۔شاہ ولی اللہ، اورنگزیب کی وفات سے چار سال پہلے 1114ھ میں پیدا ہوئے۔اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم، حضرت شاہ محمد افضل سیالکوٹی، حضرت شیخ طاہر مدنی اور دوسرے کئی فضلاء سے اکتساب علم کیا۔اپنے والد سے روحانی خلافت پائی۔آپ بارہویں صدی کے مجدد تھے۔آپ نے اسلام کے تمدنی اور عمرانی مسائل میں تجدیدی کام کیا۔علماء کو ایک مرکزی سند حدیث پر جمع کیا اور شریعت وطریقت کی یکجا صورت بتلائی۔پاک وہند کی تمام اسلامی درسگاہوں میں آپ کی سند چلتی ہے۔امت نے آپ کے فلسفہ وحکمت سے ایک نئی جلا پائی۔''حجۃ اللہ البالغہ'' اسی فکر کی ترجمان ہے۔''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء'' اور ''قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین'' لکھ کر دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم پر تجدیدی محنت کی۔یہ موضوع آپ کے خاندان اور تلامذہ کی علمی میراث رہا ہے۔بیعت وارشاد میں آپ نقشبندی مجددی تھے۔آپ کی کتاب ''القول الجمیل'' تصوف میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔فقہی مسلک میں آپ حنفی تھے اور حق کو مذاہب اربعہ میں منحصر جانتے تھے (عقد الجید)۔آپ کا فارسی ترجمہ قرآن ''فتح قرآن'' پاک وہند کا پہلا ترجمہ ہے۔آپ کے صاحبزادوں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما نے قران پاک کے لفظی اور بامحاورہ اردو ترجمے لکھے۔یہ تراجم مابعد کے سب اردو ترجموں کی سند سمجھے جاتے ہیں۔''الفوز الکبیر'' علوم قرآنی میں آپ کی بے مثال تالیف ہے۔''الخیر الکثیر'' اور ''بدو بازغۃ'' حقائق ومعارف کے علمی ذخائر ہیں.آپ نے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دوشرحیں ''المصفی'' اور ''المسوی'' بھی تحریر فرمائیں۔(ماخوذ، از، چارٹ: ہندوستان کی قدیم دینی درسگاہ ''دہلی مرحوم'' کے روشن ستارے، مؤلف: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ)

⑯ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (1750ء–1818ء): حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صاحبزادے ہیں۔آپ ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر، محدث اور مصنف تھے۔پورا نام رفیع الدین عبدالوہاب تھا۔جائے پیدائش دہلی ہے۔علوم کی تکمیل کے بعد تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔برصغیر میں پہلا لفظی اردو ترجمہ قرآن پیش کیا۔

⑰ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (1753ء–1814ء): حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صاحبزادے ہیں۔آپ ایک

بلند پایہ عالم دین، مفسر، محدث اور مصنف تھے۔ جائے پیدائش دہلی ہے۔ اپنے والد اور بڑے بھائی سے تحصیل علم کے بعد اکبر آبادی مسجد دہلی میں تدریس کا آغاز کیا۔ آپ نے ''موضح قرآن'' کے نام سے اردو زبان میں پہلا قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ پیش کیا۔

(۱۸) مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیری (26 نومبر 1875ء–28 مئی 1933ء): ایک بلند پایہ متقی اور متبحر عالم دین، محدث، مدرس اور مصنف تھے۔ آپ موضع دودھواں، لولاب، کشمیر، ہندوستان میں مولانا محمد معظم شاہ صاحبؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے والد ماجد کے پاس کیا اور تکمیل کیلئے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد جامعہ امینیہ دہلی کے صدر مدرس رہے۔ ازاں بعد دارالعلوم دیوبند میں بھی صدر مدرس رہے اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت علامہ کو قدرت نے بے نظیر حافظہ عطا فرمایا تھا۔ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کیلئے آپکی علمی و عملی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

(۱۹) مولانا سید حسین احمد مدنی (6 اکتوبر 1879ء–5 اکتوبر 1957ء): آپ بمقام بانگرمیو ضلع اناؤ، اتر پردیش، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت زین العابدین علی بن حسین ﷢ کی اولاد میں سے ہیں۔ شیخ الہندؒ سے دینی علوم کی تکمیل کی۔ حضرت گنگوہیؒ سے خرقۂ خلافت پہنا۔ بیس سال کی عمر تھی کہ اپنے والد کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ وہاں سترہ سال تک حدیث کا درس دیا۔ مدینہ کے نائب قاضی مولانا احمد البساتی اور الخیرائی عالم شیخ بشیر ابراہیمی آپ کے اسی دور کے تلامذہ میں ہیں۔ شیخ الہندؒ تحریک آزادی میں حجاز میں گرفتار ہوئے تو آپ بھی شیخ کی خدمت کے لیے اسیر مالٹا رہے۔ 1919ء میں رہا ہونے پر ہندوستان آگئے اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کے دارالعلوم کلکتہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ 1927ء میں دارالعلوم دیوبند آگئے۔ پانچ، چھ سال بنگال آسام میں رہے۔ سلہٹ میں حدیث پڑھائی اور آخر کار دیوبند میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور 1957ء تک حدیث کا درس دیا۔ آپ کے عہد صدارت میں چار ہزار کے قریب طلبہ نے فراغت لی۔ تحریک آزادی ہند میں آپ نے بہت کام کیا۔ 1921ء میں کراچی خلافت کانفرنس میں ایک قرارداد پیش کی جس پر کراچی کا مشہور مقدمہ چلا۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے عدالت میں آپ کا بیان سن کر آپ کے قدم چوم لیے۔ رہائی کے بعد کوکناڈا میں جمعیت علماء ہند کے جلسہ کی صدارت فرمائی اور ہندوستان کی مکمل آزادی کا مطالبہ پیش کیا۔ کانگرس نے اس کے چھ سال بعد کامل آزادی کی قرارداد پاس کی۔ آزادی کے بعد انڈیا حکومت کی طرف سے آپ کو سب سے بڑا سول اعزاز دیا گیا تو آپ نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے یہ سب کچھ فریضہ سمجھ کر کیا تھا اعزاز کی خاطر نہیں۔ علم الٰہی میں ملک کی تقسیم مقدر تھی اور یہ بھی مقدر تھا کہ ہندوستان میں مسلمان بڑی تعداد میں ہوں گے ان مسلمانوں کے نصرت اور دینی رہنمائی کے لیے اکابر کی وہاں بھی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے ہندوستانی مسلمانوں کو جن حضرات کے ذریعہ سکون اور تسلی بخشی ان میں حضرت مدنیؒ سرفہرست ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد آپ پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لیے دعائیں کرتے رہے اور اپنے عقیدت مندوں کو پاکستان کی خیر خواہی

کی ہمیشہ تلقین کی۔(ماخوذ از چارٹ: ''عالم اسلام کی عظیم دینی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند''، مرتبہ: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ)

(۴۰) علامہ موسیٰ جاراللہ روسی: ماہر فنون عالم، صحافی، سیاستدان اور سیاح، عربی، روسی، فارسی، ترکی اور سنسکرت زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ ۱۲۹۵ء میں روس کے ایک متدین گھرانے میں پیدا ہوئے، چھ برس کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، پھر ان کی والدہ نے تعلیم وتربیت کا بیڑا اٹھایا، ابتدائی تعلیم روسی مدارس میں حاصل کی، ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء میں والدہ نے قازان بھیج دیا، بعد ازاں وسطی ایشیاء کی ریاستوں میں بخارا وسمرقند کے مدارس میں پڑھا۔ دس سال بعد استنبول گئے اور پھر قاہرہ میں شیخ بخیت مطیعی اور شیخ محمد عبدہٗ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ مصر سے حجاز کا سفر کر کے دو سال وہاں گزارے، پھر اتر پردیش، ہندوستان آ کر سنسکرت زبان سیکھی، تاکہ ہندومت کے بنیادی مآخذ کو براہ راست سمجھ سکیں۔ ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۴ء میں واپس روس لوٹ کر رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئے اور قانون کی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء میں برپا ہونے والے روسی انقلاب کے موقع پر تالیفی، صحافتی اور سیاسی سرگرمیاں شروع کیں۔ ۱۳۲۳ھ تا ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۰۵ء تا ۱۹۱۷ء کے دورانیے میں روسی مسلمانوں کی وحدت کے لیے کوشاں رہے۔ اسی دوران مولانا جلال الدین رومیؒ اور ابن عربیؒ کے بعض افکار سے متاثر ہوئے، مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت غیر مسلموں کو بھی شامل ہے۔ مزید براں تقلید اور علم کلام پر تنقیدی تحریریں لکھ ڈالیں، جن پر ترکستان، روس اور ترکی کے معاصر علماء نے رد کیا اور دسیوں تردیدی کتب ومقالات لکھے گئے۔ اس دوران ترکی زبان میں ان کی کئی کتابیں طبع ہوئیں، جنہوں نے روسی وترکی مسلمانوں پر گہرے اثرات مرتب کیے اور خلافتِ عثمانیہ کے وزیر داخلہ نے ان پر پابندی لگا دی۔ رہی سیاسی سرگرمیاں تو ابتدا میں روسی مسلمانوں کے اتحاد کے لیے کوشش کرتے رہے۔ ۱۹۱۷ء میں روسی انقلاب آیا تو آغاز میں وہ اس کے بڑے مؤید تھے، ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو روس کا ساتھ دینا چاہیے، تاکہ برطانوی استعمار کا زور ٹوٹے، اور بوقتِ فرصت روسی مسلمان خلافتِ عثمانیہ کے ساتھ ضم ہو جائیں، اسی بنا پر برطانیہ کے خلاف جدوجہد کرنے والے ہندوستانی علماء مولانا برکت اللہ اور مولانا عبید اللہ سندھی کے ساتھ بھی ان کا تعلق مضبوط ہوا، لیکن انقلابِ روس کے متعلق ان کی یہ خوش فہمی جلد ہی ختم ہو گئی۔ ۱۹۲۱ء کی روسی جنگ کے ساتھ سوشلسٹوں نے غلبہ حاصل کر لیا۔ ستمبر ۱۹۲۰ء میں شیخ موسیٰ نے اعلان کیا کہ روسی مسلمانوں نے عثمانی خلیفہ کی بیعت لی ہوئی ہے، ترکی افواج کے سپہ سالار مصطفیٰ کمال اتاترک کو اس حوالے سے ایک خط بھی ارسال کیا، اور ''الف باء الاسلام'' کے نام سے انقلاب پر تردیدی کتاب بھی لکھی، جس پر روسی ایجنسیوں نے انہیں گرفتار کر لیا، بعد ازاں روس کی مسلم جماعتوں کے دباؤ پر انہیں خلاصی ملی۔ اس کے بعد انہوں نے حجاز، مصر، مشرقی ترکستان (چین) اور افغانستان کے اسفار کیے، نادر شاہ نے ان کا شاندار استقبال کیا اور پاسپورٹ بھی جاری کر دیا، وہاں سے ہندوستان اور پھر دوبارہ مصر، بیت المقدس، ایران اور عراق کے سفر کیے۔ آخر الذکر دو ملکوں میں ایک سال گزارا، شیعہ علماء سے ملاقاتیں کیں

اوران کے مذہب کے مآخذ کا مطالعہ کیا اور ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں مصر جا کر"الوشیعۃ فی نقد عقائد الشیعۃ" سمیت کئی کتابیں شائع کیں۔ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء میں مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور وہاں اپنے قدیم استاذ مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، ان سے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی "العبقات" پڑھیں۔ تفسیر قرآن میں شاہ صاحب کے وضع کردہ اصول کے موافق امالی ترتیب دی، اس عرصے میں وہ "مدرسہ صولتیہ" میں مدرس رہے۔ مولانا سندھی سے تفسیر مکمل کرنے کے بعد ہندوستان آ کر ایک ہندو عالم سے ان کی مذہبی کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء میں جاپان، ہندوستان، انڈونیشیا اور سنگاپور کی سیاحت کی۔ ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمی جنگ کے بادل منڈلانے پر جاپان چھوڑ کر ہندوستان آ گئے۔ یہاں ان کی سرگرمیاں برطانوی سامراج کو کھٹکنے لگیں اور انہیں پشاور میں قید کر دیا، جس سے نواب بھوپال محمد حمید اللہ خان کی سفارش پر نجات ملی لیکن نظر بندی برقرار رہی۔ اس دوران انہوں نے تالیفی کام جاری رکھتے ہوئے کئی کتابیں ترتیب دیں۔ ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء میں بیمار ہوئے اور علاج کرنے کی خاطر ترکی کا سفر اختیار کیا، پھر قاہرہ پہنچے، بیماری کی وجہ سے سفر میں حالت نازک ہوئی تو انہیں "ملجأ ام المحسنین" منتقل کر دیا گیا، وہیں بروز پیر ۳/محرم ۱۳۶۹ء مطابق ۲۵/اکتوبر ۱۹۴۹ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔ علامہ موسیٰ جار اللہ اپنے مختلف افکار و خیالات کی بنا پر متنازع رہے ہیں اور ان کی شخصیت و کردار کے بہت سے گوشے مخفی ہیں، جن پر تحقیقی مقالات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، تاکہ شخصیت و افکار کی حقیقی تصویر سامنے آسکے۔ مزید حالات کے لیے ملاحظہ کیجئے: مقدمۃ "الوشیعۃ" (ص: ۲۲ تا ۲۷)، "الاعلام" زرکلی (۷/ ۳۲۰، ۳۲۱)، "مذکرات محمد کرد علی" (۴/ ۱۲۳۳)، "مجلۃ المجمع العلمی العربی" جلد: ۴، جزئ: ۶، حزیران ۱۹۲۴/شوال وذوقعدہ ۱۳۴۳ھ (ص: ۲۶۶ تا ۲۶۷)} مولانا سید سلیمان بنوری، بینات، اگست 2017ء، ذو القعدۃ 1438ھ، مکاتیب علامہ محمد زاہد کوثریؒ بنام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، پانچویں قسط)

(۲۱) علامہ علاؤ الدین صدیقی (27 دسمبر 1977ء-3 نومبر 1907ء): آپ محلہ شیرانوالہ دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں مولانا احمد علیؒ عرصہ دراز سے جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے اور جمعرات کو مجلس ذکر بھی منعقد کرتے تھے۔ اس مجلس ذکر میں صرف لاہور ہی نہیں، بلکہ گوجرانوالہ، فیصل آباد، شیخوپورہ اور قرب و جوار کے دیگر شہروں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی بڑے ذوق سے شرکت کرتے تھے۔ علامہ علاؤ الدین صدیقیؒ نے شعور کی آنکھ کھولی تو مولانا موصوف سے متاثر ہوئے۔ ان کے درس میں پابندی سے شرکت کرتے، مولانا سے انہوں نے خوب خوب کسب فیض کیا، آپ کے ذہن میں دینی علوم کا بیج مولانا کی صحبتوں سے بارآور ہوا، آپ مروجہ علوم سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ آپ نے اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ سے میٹرک پاس کیا، ایف سی کالج سے انٹر کیا، پنجاب یونیورسٹی سے فارسی میں ایم اے کا امتحان پاس کیا۔ اس دوران مولانا احمد علی سے دینی علوم کے کسب فیض کا سلسلہ مسلسل جاری رہا، پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ مولانا کی عدم موجودگی میں مولانا ہی کے حکم سے علامہ علاؤ الدین صدیقی آپ کی مسند پر درس قرآن دینے

کی سعادت حاصل کیا کرتے تھے۔اسی تسلسل میں آپ نے جامع مسجد آسٹریلیا میں درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔آپ مسجد شاہ چراغ میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے۔یہ تسلسل آپ کی وفات تک جاری رہا۔

آپ نے اپنی جوانی کے ایام میں سیاسی اور سماجی کاموں میں بھرپور حصہ لیا۔مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری بھی رہے اور مسلم لیگ کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر بھی بنے۔خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔تشکیل پاکستان کے وقت جب مہاجرین کے قافلے ہجرت کرکے لاہور کے راستے پاکستان آئے تو ان کی بحالی کے سلسلے میں علامہ صاحب بہت سرگرم رہے۔1948ء میں، یعنی تشکیل پاکستان کے فوری بعد مسلم لیگ صوبہ پنجاب کی صدارت کا الیکشن لڑا۔آپ کا مقابلہ ایک بہت بڑے جاگیردار میاں ممتاز دولتانہ سے تھا۔سیاسی میدان میں اگر صلاحیت اور تمول میں مقابلہ ہو تو صلاحیت ہمیشہ مات کھا جاتی ہے، یہی پاکستان کی جمہوریت کا المیہ ہے۔علامہ صاحب بھی بھرپور صلاحیت رکھنے کے باوجود اس الیکشن میں کامیاب نہ ہو سکے۔جاگیردار صدر مسلم لیگ بنا، صلاحیت مات کھا گئی، وسائل، دھونس، دھاندلی فتح کا پھریرا لے اڑے۔اسی صورت حال کی وجہ سے آپ نے کوچہ سیاست کو خیرباد کہا اور دامن علم میں پناہ لی۔پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ علوم اسلامیہ قائم کیا اور اس کے پہلے صدر نشین مقرر ہوئے۔یونیورسٹی میں تقابل ادیان کا مضمون متعارف کرایا، یہی آپ کا دل پسند موضوع تھا۔پنجاب یونیورسٹی میں اس موضوع کے اجراء کے بعد دیگر جامعات میں تقابل ادیان کو بطور مضمون شامل نصاب کیا گیا۔

صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے آپ کی صلاحیتوں کے پیش نظر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا چیئرمین بھی نامزد کیا۔آپ نے صدر پاکستان کی پیش کش پر کہا کہ مَیں پنجاب یونیورسٹی میں اپنے تعلیمی مشاغل کو نہیں چھوڑ سکتا اور اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے اسلام آباد نہیں جا سکتا۔صدر پاکستان نے کہا ہم نظریاتی کونسل کا دفتر لاہور ہی منتقل کر دیتے ہیں، چنانچہ جب تک علامہ اس کے چیئرمین رہے، یہ دفتر لاہور ہی میں قائم رہا۔اس حیثیت سے آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔علامہ علاؤالدین صدیقی کو انگریزی زبان پر پوری دسترس حاصل تھی۔انگریزی اس روانی سے بولتے کہ سننے والے کو مادری زبان ہونے کا گمان گزرتا۔آپ نے ....The light of Islam .... کے نام سے انگریزی مجلہ بھی جاری کیا، جس کے شمارے اہل علم اور اہل تحقیق کے لئے مآخذ اول کا درجہ رکھتے ہیں۔آپ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر بھی مقرر ہوئے۔سقوط ڈھاکہ کے بعد عوامی مارشل لائی دور میں صاحبان اقتدار نے علامہ صاحب کو اپنی راہ میں رکاوٹ خیال کیا اور آپ کو وائس چانسلر کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔اس طرح پنجاب یونیورسٹی ایک انتہائی عالم شخصیت کی سرپرستی سے محروم ہو گئی....آپ 27 دسمبر 1977ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر، علامہ علاؤالدین صدیقیؒ، روزنامہ پاکستان، 29 دسمبر 2012ء)

(۲۳) ڈاکٹر سید محمد عبداللہ (5 اپریل 1906ء-14 اگست 1986ء): آبائی وطن منگلور ضلع مانسہرہ پاکستان ہے۔ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے علاقہ سے ہی ہوا۔فارسی اور عربی میں ایم اے کیا۔لیکچرر رہے۔اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل

رہے۔اپنی زندگی میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔مارچ 1948ء میں پنجاب یونیورسٹی میں پاکستان کی پہلی اردو کانفرنس کا انعقاد کروایا۔اسی کانفرنس میں اُردو کے دائرۃ المعارف الاسلامیہ کی تیاری کا منصوبہ منظور ہوا اور اسکی صدارت ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کے حصے آئی۔1963ء میں ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی وفات کے بعد ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم اس منصوبہ کے صدر اور مدیر اعلیٰ تفویض ہوئے اور وفات تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔آپ 30 کتابوں کے مصنف تھے۔تحریک خلافت کے بھی سرگرم رکن تھے۔

۴۳ مولانا قاری محمد طیب قاسمی (اپریل 1897ء-17 جولائی 1983ء): ایک بلند پایہ متقی عالم دین، متکلم اور مصنف تھے۔ جائے پیدائش دیوبند موجودہ اتر پردیش انڈیا ہے۔والد کا نام مولانا محمد احمد نانوتوی ہے۔آپ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پوتے ہیں۔صدیقی النسب ہیں۔تاریخی نام مظفر الدین ہے۔دارالعلوم دیوبند سے تعلیم حاصل کی۔فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں ہی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔پچاس سال سے زائد عرصہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے نائب مہتمم اور پھر مہتمم رہے۔دو درجن سے زائد مایہ ناز تصانیف رقم فرمائیں۔

۴۴ مولانا محمد علی جوہر (10 دسمبر 1878ء- 4 جنوری 1931ء): تحریک آزادی کے سرگرم رہنما، صحافی، شاعر اور سیاستدان تھے۔جائے پیدائش رام پور ہے۔آبائی وطن نجیب آباد، بجنور ہندوستان ہے۔والد کا نام عبدالعلی خاں تھا۔ ابتدائی تعلیم رام پور میں ہی پائی۔پھر علی گڑھ سے بی اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ازاں بعد آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ سے آئی سی ایس کی تکمیل کی۔وطن لوٹ کر رام پور اور ریاست بڑودہ میں ملازمت کی۔اخبار ''کامریڈ'' اور ''ہمدرد'' کا اجراء کیا۔جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی۔مسلم لیگ کے صدر رہے۔تحریک خلافت، تحریک ترک موالات اور تحریک عدم تعاون میں بڑھ چڑھ کر خدمات پیش کیں۔گول میز کانفرنس میں شرکت کیلئے لندن پہنچے، وہاں صحت بگڑتی گئی اور خالق حقیقی سے جا ملے۔آپکی تدفین کیلئے آپکے جسد خاکی کو بیت المقدس پہنچایا گیا۔

۴۵ مولانا عبدالشکور لکھنوی (8 جنوری 1877ء-21 مئی 1962ء): ایک بلند پایہ عالم دین، متکلم، فقیہ، مناظر اور مصنف تھے۔جائے پیدائش لکھنؤ کے قریب قصبہ ''کاکوری'' ہے۔والد کا نام حافظ ناظر علی ہے۔فاروقی النسب تھے۔ابتدائی تعلیم کا آغاز ضلع فتح پور سے ہوا اور تکمیل حضرت مولانا سید عین القضاۃؒ سے لکھنؤ میں ہوئی۔فراغت کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء اور مدرسہ فارقیہ میں تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔علماء کرام کی علمی تربیت کیلئے لکھنؤ میں دارالمبلغین کی بنیاد رکھی۔النجم رسالے کا اجراء کیا۔درجنوں لاجواب رسائل وکتب تصنیف فرمائیں۔آپکی دینی خدمات کے پیش نظر آپکو ''امام اہل سنت'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

۴۶ مولانا حسرت موہانی (4 اکتوبر 1875ء-13 مئی 1951ء): آپ کا اصل نام سید فضل الحسن اور والد کا نام سید اظہر حسین تھا۔''حسرت'' آپکا تخلص تھا۔آپکی جائے پیدائش قصبہ موہان ضلع اناؤ، اتر پردیش، ہندوستان ہے۔آپ ایک شاعر، سیاستدان اور تحریک آزادی ہند کے سرگرم کارکنوں میں سے تھے۔1903ء میں علی گڑھ سے ایک رسالہ ''اردوئے

معلی''، کا بھی آغاز کیا۔ نیز آپ کئی کتب و رسائل کے مصنف تھے۔

۲۷ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال (9 نومبر 1877ء-21 اپریل 1938ء): آپ ایک بلند پایہ معروف شاعر، مصنف، فلسفی، سیاستدان، قانون دان اور تحریک پاکستان کی چند اہم ترین شخصیات میں سے تھے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ آپکا آبائی وطن سیالکوٹ (موجودہ پاکستان) ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہی حاصل کی اور عصری اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ نے برطانیہ اور جرمنی کا انتخاب کیا۔ جرمنی کی میونخ یونیورسٹی سے آپ نے فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور برطانیہ کی یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ آپ اُردو اور فارسی میں شاعری لکھا کرتے تھے۔ آپ کے شعری مجموعوں پر مشتمل کئی کتابیں ہیں۔ آپ پاکستان کے قومی شاعر ہیں اور آپ کو شاعر مشرق کے خطاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

۲۸ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری (23 ستمبر 1891ء-21 اگست 1961ء): آپ ایک عالم دین، بلند پایہ خطیب، شاعر، سیاستدان اور تحریک آزادی ہند کے ایک عظیم رہنما تھے۔ آپ کا آبائی وطن موضع ناگڑیاں ضلع گجرات (موجودہ پاکستان) ہے اور آپکے ننھیال پٹنہ انڈیا میں رہائش پذیر تھے۔ 1891ء میں آپکی پیدائش مولوی سید ضیاء الدین احمد کے ہاں بمقام پٹنہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی اور پھر جب امرتسر تشریف لائے تو یہاں بقیہ علوم کی تحصیل کی۔ تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر آپکی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جسکا یہاں احاطہ کرنا آسان نہیں۔ حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیری نے آپکو ''امیر شریعت'' کا خطاب دیا۔

۲۹ مولانا ظفر علی خان (19 جنوری 1873ء-27 نومبر 1956ء): آپ کی جائے پیدائش کوٹ میرٹھ شہر وزیر آباد (موجودہ پاکستان) ہے۔ آپ ایک معروف صحافی، ادیب، خطیب، سیاست دان اور شاعر تھے۔ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی سے گریجویشن کی۔ تحریک آزادی ہند کے ایک سرگرم رکن تھے۔ آپکی شاعری اس دور میں سیاسی اور سماجی سعی کا ایک اہم حصہ تھی۔ اپنے دور کے مشہور اخبار ''زمیندار'' کے مدیر تھے۔ نیز آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔

۳۰ سردار احمد خان پتافی (وفات 25 نومبر 1960ء): جائے پیدائش لنڈی پتافی، جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان ہے۔ بلوچی قبائل میں سے ایک معزز و مشہور قبیلہ ''پتافی'' سے آپکا تعلق ہے۔ سردار صاحب ایک دیندار اور دینی حمیت سے سرشار شخصیت کے مالک تھے۔ تبلیغ اسلام کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مرزائیت، رافضیت اور آریہ سماج سے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کیلئے آپ نے ہر لحاظ سے بھرپور کردار ادا کیا۔ اپنے علاقے میں تعلیمی ادارے قائم کیے اور پورے برصغیر کے مسلمانوں کو مدنظر رکھ کر ''تنظیم اہل سنت'' کی بنیاد رکھی۔

۳۱ مولانا مفتی محمد حسن امرتسری (یکم جون 1961ء-1880ء): آپ ایک عالم باعمل، متقی و پرہیزگار بزرگ شخصیت تھے۔ آپ موضع مل پور نزد حسن ابدال ضلع اٹک (موجودہ پاکستان) کے اتمان زئی قبیلہ کے ایک متقی عالم دین مولانا اللہ داد کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ میں ہی پائی۔ پھر بقیہ تعلیم امرتسر میں اور دورۂ

حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا۔حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے اور حکیم الامت نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی۔مفتی صاحب مرحوم نے قرآن وسنت کی خدمت کیلئے امرتسر میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں آپ نے اڑتالیس سال تک خدمات سرانجام دیں۔تقسیم ملک کے بعد آپ نے لاہور پاکستان میں سکونت اختیار کی اور وہاں جامعہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی جو آج بھی علمی دنیا میں دینی طلبہ کیلئے ایک مستند درسگاہ اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۳۲) سر شیخ عبد القادر (15 مارچ 1872ء-9 فروری 1950ء): ممتاز قانون دان، وکیل اور لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج تھے۔آبائی وطن قصور (موجودہ پاکستان) ہے۔والد کا نام شیخ فضل الدین ہے جو لدھیانہ میں محکمہ مال کے ملازم تھے۔سر عبد القادر لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔پھر انکے والد لاہور منتقل ہو گئے۔ایف سی کالج سے بی اے کیا۔1904ء میں وکالت کی ڈگری حاصل کرنے کیلئے لندن چلے گئے اور پڑھائی مکمل کرنے کے بعد 1907ء میں وطن واپس لوٹے۔آپ انگریزی اخبار "پنجاب آبزرور" کے مدیر اور چیف ایڈیٹر بھی رہے۔مشہور ادبی رسالہ "مخزن" کا بھی اجرا کیا۔انجمن حمایت اسلام کے 1940ء تا 1941ء صدر بھی رہے۔

(۳۳) مولانا سید داؤد غزنوی (1895ء-16 دسمبر 1963ء): ایک نامور عالم دین، خطیب اور تحریک آزادی کے رہنماؤں میں سے تھے۔آپ صوبہ پنجاب کے شہر امرتسر میں مولانا سید عبد الجبار غزنویؒ کے گھر پیدا ہوئے۔علوم اسلامیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور تایازاد بھائی سے کی،ازاں بعد تکمیل کیلئے دہلی پہنچے۔تکمیل کے بعد واپس لوٹے اور امرتسر میں اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔امرتسر سے ہفت روزہ مجلہ "توحید" کا اجراء کیا۔جمعیۃ علماء ہند اور مجلس احرار اسلام کے بانی حضرات میں سے ہیں۔کانگریس میں رہے اور اسکے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے رکن بھی چنے گئے۔ازاں بعد مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے پہلے امیر منتخب ہوئے۔نیز تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لیے قابل قدر خدمات پیش کیں۔

(۳۴) خلیفہ شجاع الدین (1887ء-7 اکتوبر 1955ء): لاہور کے مشہور موچی دروازہ میں آباد ایک معروف علم دوست "خلیفہ خاندان" کے فرد خلیفہ عماد الدین کے گھر پیدا ہوئے۔آپ کے والد محکمہ تعلیم کے آفسر اور دادا قاضی خلیفہ حمید الدین "انجمن حمایت اسلام" کے بانی صدر تھے۔ابتدائی تعلیم کا آغاز لاہور سے ہی ہوا۔قرآن پاک حفظ کیا۔سینٹرل ماڈل سکول، اسلامیہ کالج لاہور، گورنمنٹ کالج لاہور، پنجاب یونیورسٹی، کیمبرج یونیورسٹی، لنکن ان یونیورسٹی اور کینٹربری یونیورسٹی سے قانون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔آپ اسلامیہ کالج کے اعزازی پرنسپل (1942ء-1943ء)، لاہور ہائی کورٹ بار کے صدر (1946ء-1950ء)، انجمن حمایت اسلام کے صدر (1947ء-1955ء) اور پنجاب اسمبلی کے سپیکر (1951ء-1955ء) جیسے عہدوں پر فائز رہے۔(ماخوذ از ماہنامہ سوئے حرم لاہور، خلیفہ شجاع الدین، شمارہ: مارچ 2014ء)

۳۵ آغا شورش کاشمیری (14 اگست 1917ء-25 اکتوبر 1975ء): معروف صحافی، خطیب، سیاستدان، شاعر، مصنف اور تحریک آزادی ہند کے کارکن تھے۔ اصل نام عبدالکریم اور جائے پیدائش لاہور پاکستان ہے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ مجلس احرار اسلام میں شامل رہے اور مجلس کے سیکرٹری جنرل بھی رہے۔ مولانا ظفر علی خان اور مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاری جیسی نامور علمی شخصیات سے متاثر تھے۔ تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت میں ہر لحاظ سے اپنی خدمات پیش کیں۔

۳۶ مولانا شاہ اسمعیل شہید (29 اپریل 1779ء-6 مئی 1831ء): ہندوستان کے نامور عالم دین، مبلغ، مجاہد اور مصنف تھے۔ جائے پیدائش دہلی ہے۔ والد کا نام حضرت شاہ عبدالغنی بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی انکے بعد درسی کتابیں اپنے چچا حضرت شاہ عبدالقادرؒ سے پڑھیں اور سند حدیث حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے لی۔ حضرت مولانا اسمعیل شہیدؒ حضرت شاہ عبدالعزیز کے شاگرد اور اس خاندان محدثین کے مایہ ناز فرد تھے۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کی نواسی ام کلثوم آپ کے نکاح میں تھیں۔ آپ اس عظیم مرتبہ علمی کے حامل تھے کہ شاہ عبدالعزیز نے آپ کے لئے حجۃ الاسلام کا لفظ لکھا۔ آپ اپنے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز کے حکم سے جہاد کے لیے نکلے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس مہم کا سربراہ اپنے خلیفہ حضرت سید احمد بریلوی کو بنایا تھا۔ اسی جہاد کے دوران شاہ اسمعیل شہید بالاکوٹ میں شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ (تفصیل کیلئے کتاب ''شاہ اسمعیل شہید'' مؤلفہ ڈاکٹر علامہ خالد محمودؒ کا مطالعہ فرمائیں۔)

۳۷ سر ولیم ولسن ہنٹر (15 جولائی 1840ء-6 فروری 1900ء): ہنٹر کا تعلق برطانیہ میں سکاٹ لینڈ سے تھا۔ گلاسگو یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ علم شماریات اور تاریخ نویسی کے علاوہ سنسکرت میں بھی ماہر مانا جاتا تھا۔ انڈیا پر برطانوی راج کے دوران اعلیٰ منصب پر فرائض سرانجام دیے۔ متعدد کتب تصنیف کیں اور دفتر مدون کیے، جن میں انڈیا میں انگریزی راج کی کامیابیاں، کارگزاری اور تاریخ محفوظ کی گئی ہے۔

۳۸ راقم الحروف کو اپنی تلاش کی حد تک مولانا فضل الٰہیؒ کے حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

۳۹ مولانا سید تاج محمود امروٹی (8 دسمبر 1944ء-5 نومبر 1929ء): ایک بلند پایہ عالم دین، صوفی بزرگ، سندھی ادیب وشاعر، سیاستدان اور تحریک آزادی کے سرگرم رکن تھے۔ جائے پیدائش روہڑی کے قریب ایک گاؤں دیوانی، صوبہ سندھ ہے۔ والد کا نام مولانا سید عبدالقادر شاہ ہے۔ آپ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور علوم کی تکمیل کیلئے مولانا حاجی عبدالقادر پنہواری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ والد کے انتقال کے بعد انہی کی وصیت کے مطابق میرپور ماتھیلو کے گاؤں بھرچونڈی شریف پہنچ کر حافظ الملت حضرت مولانا محمد صدیق بھرچونڈی شریف کو اپنا روحانی پیشوا مان کر انہی کے پاس رہ گئے، جہاں انہیں ''خلیفہ'' کا لقب بھی دیا گیا۔ اپنے ان روحانی پیشوا کے کہنے پر دین اسلام کی خدمت کی خاطر اپنے گاؤں دیوانی کو چھوڑ کر شکارپور کے قریب گاؤں امروٹ شریف میں سکونت اختیار کی، یہی وجہ تھی کہ ''امروٹی'' ان کے نام کا لازمی جزو بن گیا۔ امروٹ میں ایک دارالعلوم کی

بنیاد رکھی جہاں سے مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا احمد علی لاہوری جیسی نابغہ روزگار شخصیات نے تعلیم حاصل کی۔ مولانا امروٹی کا شمار تحریک آزادی ہند کے سرگرم رہنماؤں میں ہوتا تھا اس لیے تحریک خلافت ہو یا تحریک ریشمی رومال، آپ نے ہر ایک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس لیے امروٹ شریف کو سیاسی سرگرمیوں کے مراکز میں سے ایک مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کا بھی یہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ آپ کا ایک بہت بڑا کارنامہ قرآن پاک کا بامحاورہ سندھی ترجمہ ہے۔ آج تک اس ترجمے کے لاکھوں ایڈیشن آچکے ہیں۔ یہ سلیس ترجمہ ''الہام القرآن'' کے نام سے مشہور ہے۔ مولانا امروٹی مرحوم نے دینی ادب کی اشاعت کے لئے امروٹ میں ایک اشاعتی مرکز ''محمود المطابع'' قائم کرکے وہاں سے ماہانہ سندھی رسالہ ''ہدایت الاخوان'' شائع کیا۔ دینی شاعری میں خاصی دلچسپی رکھنے کے باعث وہ ایک قادر الکلام سندھی شاعر بھی تھے۔ اس لیے سندھ کی ادبی تاریخ میں مولانا تاج محمود امروٹی کا نام ایک معتبر حیثیت رکھتا ہے۔ آپ سندھی زبان کے بہت بڑے ادیب اور شاعر تھے۔ عشق حقیقی کے باریک نکتے بیان کرتے ہوئے ''یوسف زلیخا'' نامی مثنوی لکھی جو ''پریت نامہ'' کے نام سے اشاعت پذیر ہوئی۔ اس کے علاوہ دوہوں کی طرز پر قرآن پاک کی سورتوں کی منظوم تفسیر بھی قلمبند کی۔ سورہ یٰسین اور سورۃ الرحمٰن کی منظوم تفسیر سندھی زبان میں ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کے لکھے ہوئے مولود اور کافیاں سندھی شاعری کے شاہ پارے تصور کئے جاتے ہیں۔ (ماخوذ از جنگ اخبار، 8 اکتوبر 2022ء، غلام مصطفیٰ سولنگی...... 19 مارچ 2019ء، غلام مرتضیٰ ابڑو، تحریک پاکستان کی تاریخ ساز شخصیت ''مولانا تاج محمود شاہ امروٹی'')

(۴۰) مولانا غلام محمد دینپوری (1835ء-24 مارچ 1936ء): جائے پیدائش موضع عالم خان مشرقی ضلع جھنگ ہے۔ والد کا نام سردار نور محمد ہے۔ آپ کا تعلق رند بلوچ خاندان سے ہے۔ دینی تعلیم حاصل کی اور پھر بھرچونڈی شریف سندھ کے ایک بزرگ شیخ طریقت حضرت حافظ محمد صدیق ؒ سے خلافت واجازت پائی۔ اس لیے آپ خلیفہ غلام محمد کے نام سے بھی معروف ہیں۔ آپ کو بانی دینپور کہا جاتا ہے۔ آپ تحریک ریشمی رومال کے بھی ایک اہم اور فعال رکن تھے۔

(۴۱) مولانا عبید اللہ انور (2 اگست 1926ء-27 اپریل 1985ء): پاکستان کے مشہور عالم دین، شیخ طریقت اور سیاسی رہنما تھے۔ آپ پاک وہند کی نامور دینی شخصیت حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کے بیٹے تھے۔ دینی تعلیم کا آغاز اپنے والد مکرم سے ہوا اور تکمیل دار العلوم دیوبند میں ہوئی۔ کچھ سال تدریس کے فرائض کے سرانجام دیئے۔ مولانا لاہوری کی وفات کے بعد اپنے والد کے جانشین قرار پائے۔ انجمن خدام الدین لاہور کے صدر منتخب ہوئے۔ ہفت روزہ خدام الدین کے سرپرست اعلیٰ رہے۔ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور کے مہتمم رہے۔ جمعیت علمائے اسلام کے مختلف بڑے عہدوں پر فائز رہے۔

(۴۲) سر سید احمد خان (17 اکتوبر 1817ء-27 مارچ 1898ء): جائے پیدائش دہلی ہندوستان ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے نانا خواجہ فرید الدین احمد خان سے حاصل کی۔ اپنے خالو سے عدالتی کام سیکھا مختلف جگہ پر بطور سرکاری ملازم رہے۔

1889ء میں انگلستان کی یونیورسٹی آف اڈنبرا نے ان کو ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری دی۔ 1870ء میں رسالہ تہذیب الاخلاق جاری کیا۔کئی مقالات اور کتابوں کے مصنف ہیں۔ 1875ء میں انجمن ترقی مسلمانان ہند نے علی گڑھ میں ایم اے او ہائی اسکول قائم کیا۔ اس ادارے میں جدید اور مشرقی علوم پڑھانے کا بندوبست کیا گیا۔ 1877ء میں اس اسکول کو کالج کا درجہ دے دیا گیا۔اسی کالج کو 1920ء میں یونیورسٹی کا درجہ ملا اور آج اسے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی حیثیت سے عالمی شہرت حاصل ہے۔

(۴۳) مولانا محمد قاسم نانوتوی (1833ء-15 اپریل 1880ء): آپکی جائے پیدائش گاؤں نانوتہ ضلع سہارنپور، ہندوستان ہے۔آپ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی اولاد میں سے ہیں۔اساتذہ میں مولانا مملوک علیؒ والد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ)، مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ شارح صحیح بخاری (۱۲۹۷ھ) اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی الدہلوی المدنیؒ شارح سنن ابن ماجہ (۱۲۹۵ھ) سرفہرست ہیں۔سلوک و احسان کی منزلیں حضرت حاجی امداد اللہ مکیؒ کے ہاں طے کیں۔ 1857ء کی تحریک آزادی میں شریک رہے۔جب ہندوستان پر انگریز چھا گئے تو آپ نے یہاں دین اسلام کی بقاء کے لیے مدارس عربیہ کی راہ اختیار کی اور 1867ء میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے دیوبند کا علمی فیض سارے ہندوستان پر چھا گیا۔مولانا احمد حسن امروہیؒ (۱۳۳۰ھ) اور مولانا محمود حسنؒ دیوبندی (۱۳۳۹ھ) آپ کے خاص طلبہ میں سے تھے۔اس دینی درسگاہ سے وہ جہاندیدہ روزگار محدث پیدا ہوئے جن کی ضیاباریاں اب تک برصغیر پاک و ہند، بنگلہ دیش اور عرب و عجم کو منور کر رہی ہیں۔دیوبند کی بنیاد رکھتے وقت حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ (۱۳۰۲ھ)، مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ (۱۳۲۲ھ)، قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۳۲۳ھ) اور مولانا فضل الرحمن عثمانیؒ (۱۳۲۵ھ) آپ کے ساتھ تھے۔آپ نے صحیح بخاری کے آخری پانچ پاروں کا نفیس عربی حاشیہ لکھا اور حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے حاشیہ صحیح بخاری کی تکمیل کی۔ برصغیر پاک و ہند میں علماء صحیح بخاری کا درس زیادہ تر اس نسخہ سے دیتے ہیں جس پر ان حضرات کا حاشیہ ہے۔آپ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدثین دہلی کے علمی جانشین ہیں، آپ نے ”هدية الشيعه“ اور ”اجوبہ اربعین“ لکھ کر صحابہ کی مخالف ریاستوں پر اہل سنت کی طرف سے حجت تمام کی۔اس دور میں ہندو مذہب آریہ مت کی کروٹ لے رہا تھا۔ پنڈت دیانند بانی آریہ مت اسی دور میں ہوا۔انگلستان اور فرانس سے بڑے بڑے پادری اسی دور میں ہندوستان آئے۔مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس دور انقلاب اسلام کو جس معقول پیرائے میں پیش کیا اس کے لیے آپ کی کتاب ”تقریر دلپذیر“ جو محض ایک تقریر نہیں' 404 صفحات پر پھیلی ایک علمی دستاویز ہے، جو تاریخ کی ایک کھلی شہادت ہے، جس نے تمام مخالفین پر اسلام کی حجت تمام کر دی ہے۔ہندوؤں اور عیسائیوں کے جزئی اعتراضات پر آپ نے ”حجۃ الاسلام“ لکھی۔ہندوؤں نے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کو پتھر پرستی کہا تو آپ نے ”قبلہ نما“ لکھ کر اسلام کے خلاف آریوں کی آگ یکسر ٹھنڈی کر دی۔آپ نے ”اسرار تشریع اسلامی“ کے بیان میں

امام غزالی، امام رازی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ﷫ کی یادیں تازہ کردیں۔ (ماخوذ از چارٹ: ''عالم اسلام کی عظیم دینی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند''، مرتبہ: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود)

۴۴ مولانا ابوالکلام آزاد (11 نومبر 1888ء-22 فروری 1958ء): ہندوستان کے بلند پایہ انشا پرداز، ادیب، خطیب، شاعر، صحافی، مصنف اور سیاستدان تھے۔ جائے پیدائش مکہ معظمہ ہے۔ یہاں ہی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ ماہنامہ ''لسان الصدق''، ماہنامہ ''الہلال''، ''البلاغ'' اور ''اخبار پیغام'' کا اجراء کیا۔ کانگریس کے صدر بھی رہے۔ تقسیم کے بعد انڈیا کے پہلے وزیر تعلیم منتخب ہوئے۔ 20 سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔

۴۵ مولانا سید سلیمان ندوی (22 نومبر 1884ء-23 نومبر 1953ء): ایک بلند پایہ عالم دین، سیرت نگار، مؤرخ اور مصنف تھے۔ اصل نام انیس الحسن اور ابونجیب کنیت تھی۔ آپ صوبہ بہار کے ضلع پٹنہ کے قصبہ دیسنہ میں مولانا حکیم سید ابوالحسن ؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز گھر سے ہوا اور تکمیل ندوۃ العلماء لکھنو سے ہوئی۔ آپ حضرت مولانا شبلی نعمانی ؒ کے علمی جانشین اور تصوف میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے خلیفہ تھے۔ ندوۃ العلماء میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ اسی مدرسہ سے جاری ہونے والے بلند پایہ خالص علمی ماہنامہ ''الندوہ'' کے نائب مدیر مقرر ہوئے۔ آپ نے دارالمصنفین کی بنیاد رکھی۔ ماہنامہ ''معارف'' کا اجراء کیا۔ تقسیم ہند کے بعد 1950ء میں کراچی ہجرت فرما گئے۔ دستور ساز اسمبلی کی دینی رہنمائی کے لئے اسلامی مشاورتی بورڈ قائم ہوا تو اس کے پانچ ممبروں میں سے ایک تھے، نیز حکومت پاکستان کی طرف سے ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' کے صدر مقرر ہوئے۔ 20 سے زائد کتب کے مصنف تھے۔

۴۶ ہفت روزہ ''خدام الدین''، شیخ التفسیر نمبر، صفحہ: ب، ج، 22 فروری 1963ء

۴۷ راقم الحروف کو ڈاکٹر مناظر حسین ؒ (نظر) کے مکمل حالات معلوم نہیں ہو سکے، البتہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے دستیاب رسائل سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کا 1962ء سے ہفت روزہ خدام الدین کی ادارت میں حصہ رہا ہے اور ان کے مختلف موضوعات پر مضامین و تحریرات اس مجلہ کی زینت بنتے رہے ہیں۔

۴۸ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام النمیری الحرانی (661ھ-20 ذوالقعدہ 728ھ): ایک بلند پایہ عالم دین، محدث، فقیہ، فلسفی، مصنف اور جامع العلوم شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ آپ کا نام احمد، لقب تقی الدین اور کنیت ابوالعباس ہے اور ابن تیمیہ کے عرف سے معروف ہیں۔ جائے پیدائش حران ہے، ازاں بعد آپکا خاندان اس دور کے حالات کے پیش نظر دمشق ہجرت کر گیا۔ آپ کی تعلیم کا آغاز ''حران'' ہی میں ہوا لیکن اصل تعلیم کا آغاز دمشق میں ''دارالحدیث السکریہ'' سے ہوا جہاں آپ کے والد عبدالحلیم بن تیمیہ ؒ شیخ الحدیث تھے۔ آپ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ دارالحدیث السکریہ کے علاوہ مدرسہ حنبلیہ میں بھی آپ نے تعلیم حاصل کیا۔ ان دونوں مدرسوں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دیگر علمی مراکز سے بھی استفادہ کیا اور مختلف اساتذہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ

،اسماء الرجال، فلسفہ، منطق وادب اور صرف ونحو کا علم حاصل کیا۔ آپکے اساتذہ میں علامہ ابن الدائم، کمال بن عبد، احمد بن ابی الخیر اور یحیی بن منصور الصیر فی شامل ہیں۔ آپ فقہ حنبلی کے پیروکار تھے۔ آپ اپنے والد کی وفات کے بعد دار الحدیث السکریہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ نے دمشق کی جامع مسجد میں صفر کی دسویں تاریخ سے جمعہ کے دن اپنے والد کی جگہ تفسیری درس دینا شروع کیا اور اس سلسلے کو کئی برس تک جاری رکھا۔ دین اسلام کیلئے آپ نے بڑی منفرد حیثیت کی اور بہت نمایاں خدمات پیش کیں اسی وجہ سے علماء اسلام نے آپ کو شیخ الاسلام، بحر العلوم، سید الحفاظ، قاطع البدعۃ اور ترجمان القرآن والسنہ جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔

(۴۹) وَحَاجَةُ الْأُمَّةِ مَاسَّةٌ إِلَى فَهْمِ الْقُرْآنِ الَّذِي هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِينُ وَالذِّكْرُ الْحَكِيمُ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ الَّذِي لَا تَزِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسُنُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ التَّرْدِيدِ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
(مقدمة في أصول التفسير لابن تيمية ۷/۱—مقدمة / ومجموع الفتاوى ۱۳/۳۳۰)

(۵۰) پارہ:27، القمر:17

(۵۱) پارہ:25، الجاثیہ:23

(۵۲) سلم العلوم: یہ فن منطق کی کتاب ہے جو مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف قاضی محب اللہ ہیں۔ جائے پیدائش بہار انڈیا ہے۔ مغلیہ سلطنت کی طرف سے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز رہے۔ 1709ء میں وفات پائی۔

(۵۳) حسامی: یہ اصول فقہ کی کتاب ہے جو مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف محمد بن محمد بن عمرؒ ہیں۔ آپ کی تاریخ وفات 22 یا 23 ذیقعدہ 644 سن ہجری ہے۔

(۵۴) خطبات حضرت لاہوریؒ، جلد:1، صفحہ:10-7، مرتب: مولانا محمد عباس شاد، ناشر: مجبوب الرحمن انور، مکی دار الکتب اردو بازار لاہور، اشاعت دوم۔

(۵۵) مولوی چراغ علی (1844ء-1895ء): جائے پیدائش میرٹھ ہندوستان ہے۔ سر سید احمد خان کے رفقاء میں سے ہیں۔ مختلف سرکاری محکموں میں ملازمت کی۔ رسالہ تہذیب الاخلاق کے مستقل اور معروف مضمون نگار تھے۔ مختلف موضوعات پر کئی کتابیں تصنیف کیں۔

(۵۶) افسوس! راقم الحروف کو مولانا محمد عباس شاد صاحب کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

(۵۷) بیس علمائے حق، صفحہ:84-82، مرتبہ: حافظ قاری محمد اکبر شاہ بخاری، ناشر: مکتبہ رحمانیہ لاہور، پاکستان۔

(۵۸) مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی (1875ء-30 دسمبر 1952ء): ہندوستان کے مشہور عالم، مفتی، فقیہ، مصنف اور سیاستدان تھے۔ آپکی پیدائش ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے شہر شاہ جہان پور کے محلہ زئی میں شیخ عنایت اللہ کے

گھر ہوئی۔آپ کا سلسلہ نسب شیخ جمال یمنی سے جا کر ملتا ہے۔آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن سرزمین عرب کا جنوبی ساحلی خطہ یمن ہے۔ابتدائی تعلیم کا آغاز شاہ جہان پور سے ہی ہوا اور مدرسہ عربیہ شاہی مراد آباد میں تعلیم کے بعد تکمیل کیلئے دارالعلوم دیوبند پہنچے۔فراغت کے بعد مدرسہ عین العلم شاہ جہان پور میں مدرس مقرر ہوئے اور ازاں بعد مدرسہ امینیہ میں ایک عرصہ تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔انجمن اصلاح الکلام کی بنیاد رکھی۔قادیانیت کی تردید میں ایک رسالہ ماہنامہ ''البرہان'' جاری کیا۔جمعیۃ علماء ہند کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔کفایت المفتی کے نام سے کئی جلدوں پر مشتمل مشہور کتاب آپ کے ہی دیئے گئے فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے۔

۵۹ سنن ابی داؤد، كِتَاب الْأَدَبِ، باب فِي النَّصِيحَةِ، حدیث نمبر: 4944

۶۰ پارہ:21،لقمان:15

۶۱ انوار البیان فی کشف اسرار القرآن، جلد:7،صفحہ:146،ناشر:ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، تاریخ اشاعت:محرم الحرام1424ھ

۶۲ دروس سورۃ التکاثر، صفحہ:49،افاضات:حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ،ترتیب وتخریج:مولانا محمد اقبال رنگونی مظاہری مدظلہ العالی۔

۶۳ میاں ممتاز دولتانہ(20 جنوری 1915ء-30 جنوری 1995ء): نامور مسلم لیگی سیاستدان تھے۔تحریک پاکستان کے سرکردہ رہنماؤں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔قیام پاکستان کے بعد پنجاب مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔اپریل 1951ء تا اپریل 1953ء پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔پاکستان کے وزیر دفاع بھی رہے اور برطانیہ میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے بھی مقرر رہے۔

۶۴ مولانا عبداللہ درخواستی(1890ء-28اگست1994): ایک بلند پایہ عالم دین، حافظ الحدیث اور سیاسی رہنما تھے۔جائے پیدائش بسیت درخواست تحصیل جامپور ضلع رحیم یار خان متحدہ ہندوستان(موجودہ پاکستان) ہے۔والد کا نام حافظ محمود الدینؒ ہے۔ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے والد مکرم سے ہوا اور تکمیل دین پور میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد مولانا عبدالغفور حاجی پوریؒ اور شیخ الحدیث مولانا غلام صدیق حاجی پوریؒ کے پاس ہوئی۔مختلف مدارس میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔مدرسہ مخزن العلوم کی بنیاد رکھی۔آپ کا شمار عالم اسلام کے عظیم حفاظ حدیث میں ہوتا ہے۔مختلف دینی جماعتوں اور تحریکات کے سرپرست رہے۔مولانا احمد علی لاہوریؒ کی وفات کے بعد جمعیت علمائے اسلام کے امیر منتخب ہوئے۔

۶۵ خطبات علم وحکمت، جلد:1،صفحہ:482، افادات:حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ،مرتب:محمد ثقلین جاوید، ناشر:محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ لاہور۔

۶۶ علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ،عبقات، جلد دوم،صفحہ:321-320،ناشر:محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ لاہور۔

(۶۷) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (20 ستمبر 1746ء-5 جون 1823ء): جائے پیدائش دہلی ہندوستان ہے۔ نسباً فاروقی ہیں۔آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند ارجمند ہیں اور اپنے والد کے علمی اور روحانی جانشین تھے۔آپ کے درس وتدریس کی سلطنت سمرقند و بخارا اور مصر و شام تک پھیلی ہوئی تھی۔آپ کی تفسیر فتح العزیز اور فتاویٰ عزیزی علمی حقائق و معارف کا عجیب خزانہ ہیں۔دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم پر آپ نے اپنے والد کے کام کو جاری رکھا اور ''تحفہ اثنا عشریہ'' تالیف فرمائی۔آپ نے بڑی جرات سے فتویٰ دیا کہ انگریز ہندوستان دارالحرب ہے۔(ماخوذ، از، چارٹ: ہندوستان کی قدیم دینی درسگاہ ''دہلی مرحوم'' کے روشن ستارے، مؤلف: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ)

(۶۸) ماہنامہ الفرقان لکھنو، شاہ ولی اللہؒ نمبر، صفحہ:313

(۶۹) مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہؒ، جلد دوم، وصیت نامہ، صفحہ 534۔ناشر شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ دہلی

(۷۰) ماہنامہ نقیب ختم نبوت، ملتان، نومبر ۲۰۱۵ء: صفحہ ۲۱ تا ۲۵۔

(۷۱) مولانا سندھی کی یہ عبارت پروفیسر محمد سرور کی ترتیب و تدوین کردہ کتاب ''شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ'' کے صفحہ 187 پر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

(۷۲) مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہؒ، جلد دوم، وصیت نامہ، صفحہ 534۔ناشر شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ دہلی

(۷۳) مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہؒ، جلد اوّل، صفحہ 619-617

(۷۴) قرب قیامت میں لوگوں کی مختلف قسمیں ہوں گی۔بعض ان میں سے ایسے کامل ہوں گے جن کے کمال میں ذرہ بھی کمی نہیں ہوگی۔اس کے بالمقابل بعض لوگ ایسے ہوں گے جو ناقص ہونے کے لحاظ سے اول نمبر پر ہوں گے (اور ان میں کسی قسم کا کمال نہیں ہوگا) چونکہ دجال ملعون کامل طور سے شر کا مظہر ہے اور امام مہدی اور حضرت عیسیٰ (i) خیر کامل کے مظاہر ہیں، اس لیے ہر ایک کو اس کے موافق پیرو مل جائیں گے۔(مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہؒ، جلد اول، صفحہ 619)

(۷۵) مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہؒ، جلد دوم، صفحہ 264

(۷۶) مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہؒ، جلد دوم، صفحہ 270

(۷۷) مولانا محمد طاہر پنج پیری (1916ء-31 مارچ 1987ء): صوبہ خیبر پختونخوا پاکستان کے نامور عالم دین اور مصنف تھے۔جائے پیدائش پنج پیر ضلع صوابی ہے۔والد کا نام غلام نبی خان ہے۔ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے علاقے کے علماء سے ہوا اور تکمیل کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔تعلیم سے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی تنظیم سازی میں اہم کردار ادا کیا اور 1985ء میں جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے مرکزی امیر منتخب ہوئے۔

(۷۸) ڈاکٹر علامہ خالد محمود، مطالعہ قادیانیت، جلد دوم (عقیدہ خیر الامم فی مقامات عیسیٰ ابن مریمؑ)، صفحہ:517،

ناشر: محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ لاہور۔

٧٩ مولانا حسین علی الوانی (1867-25 جون 1944ء): ایک ممتاز عالم دین، مفسر قرآن، شیخ طریقت اور مصنف تھے۔ جائے پیدائش واں بھچراں ضلع میانوالی ہے۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے والد سے ہوا اور تکمیل کیلئے مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے قصبہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ قرآنی خدمات میں ممتاز ہوئے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور اپنے شیخ سے خلافت و اجازت پائی۔

ہفت روزہ خدام الدین
سے
علامہ صاحبؒ کے تعلق کی
کچھ تاریخی یادیں

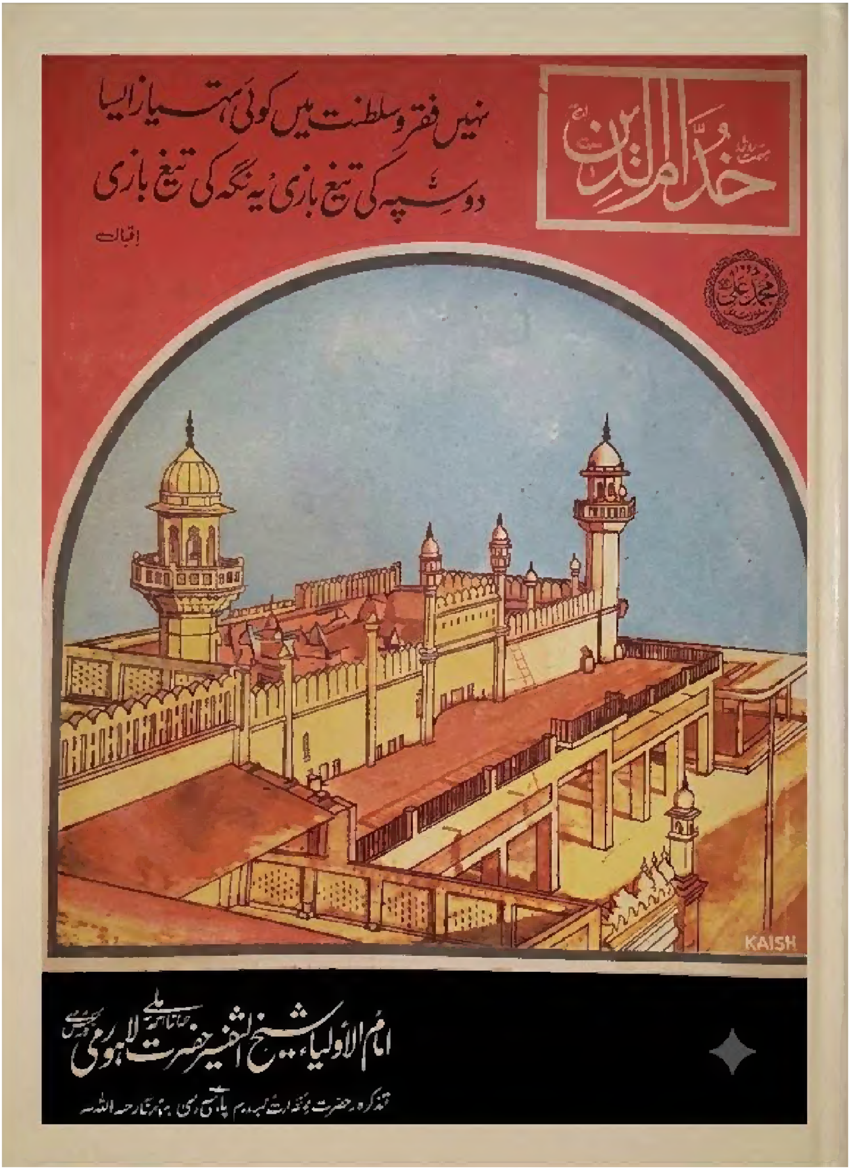
خدام الدین
نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
دو سپہ کی تیغ بازی یہ نگہ کی تیغ بازی
اقبالؔ
KAISH
امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت لاہوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دورِ حاضر میں سوشل میڈیا کو ذرائع ابلاغ میں کلیدی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، اور یہ صورتحال، سمارٹ، موبائل فون کی ایجاد کے مرہون منت اکیسویں صدی کے عشرہ ثانی کے ساتھ ظہور میں آئی ہے۔ اس سے قبل یہ ابلاغی حیثیت ایک طویل عرصہ تک، پرنٹ میڈیا، رسائل وجرائد اور اخبارات کو حاصل رہی جواب ثانوی درجہ میں آنے کے بعد محدود اور کئی جگہ مفقود ہوتی جارہی ہے۔

انیسویں صدی میں مشینی ترقی کی بدولت جب اخبارات کی وسیع اشاعت کا عمل بہت آسان ہوگیا تو معاشرتی اور تہذیبی ارتقاء میں اخبار و جرائد جزو لاینفک بنتے گئے۔ بیسویں صدی میں ہندوستان کی شہری زندگی میں متعدد روزنامے اور رسائل علمی و ادبی حلقوں میں زندگی کے نشان سمجھے جانے لگے۔ مذہبی ذہن سازی میں بھی ان کا ایک اہم اور مؤثر کردار رہا ہے۔ دینی، دنیاوی، تحریکی، سیاسی گویا کہ ہر طرح کے رسائل واخبارات روزانہ، ہفتہ وار یا ماہانہ سطح پر شائع ہوتے تھے جن سے عوام الناس حالات سے باخبر رہتے تھے۔

بیسویں صدی کے وسط پر نظر کی جائے تو متمدن شہروں میں بیسیوں ایسے رسائل و جرائد سامنے آتے ہیں۔ انہی جرائد کی معاونت سے آزادی کی تحریک پھلی پھولی اور شرمندہ تعبیر ہوئی۔ تقسیم ملک کے بعد جب ملک پاکستان معرض وجود میں آیا تو ایک بڑے پیمانے پر آبادی کی نقل مکانی ہوئی، شہروں اور قصبوں میں نئے معاشرے مرتب ہوئے۔ سوان حالات میں پاکستان میں ایسے ہمہ جہت رسائل کی ضرورت محسوس کی گئی جو اس نئے سیاسی منظرنامے پر نمودار ہونے والی اسلامی ریاست کے شہریوں کو باعمل مسلمان بنانے کے لیے ان کے عقیدہ کی درستگی، ان کی فکر کی راستگی، ان کی معاشرت کی اصلاح اور دینی تربیت میں معاون ثابت ہوں۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ایک دینی جریدہ ''ہفت روزہ خدام الدین'' کا اجراء فرمایا، جو اپنے وقت کا ایک معروف اور مستند اصلاحی رسالہ تھا۔ مولانا مرحوم کی یہ ابلاغی محنت ان کی بنیادی علمی ذمہ داریوں؛ مسجد و مکتب، مدرسہ کے درس و تدریس، متعلقین سے مجلس و مشاورت، عمومی وعظ و نصیحت اور عوامی

دعوت وارشاد کے علاوہ تھی تاکہ مولانا مرحوم کی مقامی محنت کا نسب العین ملک گیر مشعل راہ بن جائے، دیگر اہل علم بھی ہمت پکڑیں، اس محنت کا آفاقی استفادہ ہوسکے، اصلاح ملت کی فکرا بھرے اور ایک دینی انقلاب برپا ہوجائے۔

حضرت لاہوریؒ کے جاری کردہ اس جریدہ میں حضرت علامہ صاحبؒ کے فکری مضامین، کتابوں پر تبصرے اور اشتہارات بھی شائع ہوتے رہے اور کچھ ادارت میں بھی آپکا حصہ رہا ہے۔ چونکہ حضرت علامہ صاحبؒ کا شمار شروع سے ہی صف اول کے علماء میں ہوتا تھا اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس جریدے کی جو فائلیں دستیاب ہیں ان میں سے علامہ صاحبؒ کے مضامین، اشتہارات، خبروں اور تبصروں کو الگ سے ایک دستاویزی شکل میں محفوظ کردیا جائے۔ اس سلسلہ میں ہمیں مولانا صلاح الدین فاروقی صاحب حفظہ اللہ کے تعاون سے ہفت روزہ خدام الدین کے 1985ء تک کے شماروں کی فائلیں مل گئیں جو انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر اپلوڈ کررکھی ہیں۔ ہم نے ان فائلوں سے اپنی ہمت وبساط کے مطابق عرق ریزی سے حضرت علامہ صاحب کے تذکرہ وآثار کے عکس لیکر انہیں یہاں یکجا پیش کردیا ہے۔ یہ شواہد تاریخی اور سوانحی اہمیت کے حامل ہیں۔ ممکن ہے ان رسائل میں حضرت علامہ صاحب کے متعلق کوئی اور بھی معلومات ہوں جو ہماری کمی کوتاہی، نقص کاوش کی نظر ہوگئی ہوں، معذرت کے ساتھ انہیں آئندہ ایڈیشن میں شامل کیا جاسکے گا۔

علاوہ ازیں اب تک ہمیں 1985ء تک کی ہی فائلیں مل سکی ہیں اور ان فائلوں میں بھی کچھ رسائل موجود نہیں، اس لیے یہاں تاحال دستیاب رسائل میں سے عکس پیش کرنے پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ مستقبل میں اگر ہمیں خدام الدین کی مزید فائلیں اور رسائل ملے تو ان کے عکس بھی ہم کسی آئندہ ایڈیشن میں شامل اشاعت کرسکیں گے، ان شاء اللہ العزیز۔ واللہ المستعان۔

(ازمرتب)

مدرسہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ

کا

سالانہ جلسہ

مورخہ ۴۔۵۔۶ مئی ۱۹۶۲ء کو مدرسہ احیاء العلوم کا سالانہ اجلاس نہایت تزک و احتشام سے انعقاد پذیر ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل اکابر علماء و صلحائے ملت شریک ہوں گے

۱۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

۲۔ حافظ الحدیث بارگاہ سلف حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی

۳۔ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

۴۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ

۵ علامہ خالد محمود صاحب ایم اے پروفیسر ایم او کالج

۶۔ امام اہلسنت حضرت مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری

۷۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری

۸۔ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی

۹۔ جامع شریعت و طریقت زبدۃ العارفین حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بہلوی شجاع آباد نقشبندی (مولانا) محمد عمر مہتمم مدرسہ احیاء العلوم

(۱)

۱۸

ہفت روزہ "دعوت" کا اجراء

ہفت روزہ دعوت ڈیڑھ سال کی بندش کے بعد پھر سے افق صحافت پر طلوع ہو رہا ہے اور اس کا یہ دَورِ جدید مفکر اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب ایم اے کی ادارت سے شروع ہو رہا ہے۔ پہلا شمارہ اواخر ربیع الاول میں سیرت نمبر کی صورت میں منظر عام پر آ رہا ہے۔ سرورق پر گنبد خضریٰ اور سیدنا صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے مزارات کے نقشے ہوں گے

چندہ سالانہ چھ روپے — فی پرچہ دو آنے

مینجر ہفت روزہ "دعوت" ۱۴۔ بی شاہ عالم لاہور

(۲)

مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام کا سالانہ جلسہ
بتاریخ ۱۴-۱۵-۱۶ ستمبر جب دستور
سابق شان و شوکت سے منعقد ہو رہا ہے،
جس میں
حضرت مولانا غلام غوث مدظلہ ہزاروی، مولانا
محمد علی صاحب جالندھری، علامہ خالد محمود، مولانا
... شاہ ... تشریف لا رہے ہیں۔

(۳)

مدرسہ اظہار الاسلام جامع مدنی چکوال کا

عظیم الشان

سالانہ جلسہ

مؤرخہ ۵، ۶، ۷ اکتوبر بڑی شان و شوکت سے منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے مقتدر علمائے کرام و زعمائے ملت و شعرائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔
چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، ممبر قومی اسمبلی، حضرت مولانا عبد الحنان صاحب امیر جمعیۃ علمائے اسلام راولپنڈی۔ علامہ خالد محمود صاحب ایم۔ اے لاہور، مولانا عبد اللطیف صاحب خطیب جامع مسجد گنبد والی جہلم۔ مولانا حافظ محمد الیاس صاحب لاہور، حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب راولپنڈی سید امین گیلانی و حنیف جالندھری بھی تشریف لا رہے ہیں۔
احباب تاریخیں نوٹ فرمالیں۔

المعلن

قاضی مظہر حسین غفرلہ مہتمم مدرسہ اظہار الاسلام چکوال

(۴)

انجمن اہل سنت والجماعت (رجسٹرڈ) شیخوپورہ
کے زیر اہتمام

تبلیغی کانفرنس

انجمن اہل سنت والجماعت (رجسٹرڈ) شیخوپورہ کے زیر اہتمام سہ روزہ تبلیغی کانفرنس مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ اکتوبر ۶۳ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار گرجاگھر روڈ شیخوپورہ میں منعقد ہو رہی ہے جس سے مندرجہ ذیل اصحاب خطاب فرمائیں گے۔

(۱) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند۔
(۲) حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی۔
(۳) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی
(۴) حضرت مولانا محمد علی جالندھری
(۵) حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
(۶) جناب آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان لاہور
(۷) حضرت مولانا لال حسین اختر
(۸) حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب خدام الدین لاہور
(۹) حضرت مولانا سرفراز احمد خان
(۱۰) مولانا امیر الدین جلال آبادی
(۱۱) مولانا منظور احمد نارووال
(۱۲) مولانا اجمل خان صاحب
(۱۳) مولانا بشیر احمد گنگاڑی
(۱۴) جناب امین گیلانی
(۱۵) جناب سائیں حیات پسروری
(۱۶) حضرت علامہ خالد محمود صاحب
(۱۷) محمد بخش چشتی لکت خان۔

بشیر احمد
سیکرٹری انجمن اہل سنت والجماعت شیخوپورہ

(۵)

جلسہ عام

زیر صدارت: الحاج حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد بلاک گوجرسنگھ
صدر تنظیم اہل سنت والجماعت لاہور
بتاریخ
۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء بروز جمعرات، بعد از نماز عشا بمقام بیڈن روڈ لاہور
جس میں
مفکر اسلام علامہ حضرت مولانا خالد محمود صاحب پی ایچ ڈی، آپ کے محترم المقام آغا شورش کاشمیری اور جانباز مرزا تشریف لا رہے ہیں اہل اسلام سے التماس ہے کہ اس مبارک اجتماع میں شرکت فرمائیں۔
حکیم محمد ذوالقرنین مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن بیڈن روڈ لاہور

(۶)

تنظیم اہل سنت لاہور کا عظیم الشان

تبلیغی اجتماع

۲۴ رفروری ۱۹۶۳ء بروز اتوار ½ ۸ بجے صبح
باغ بیرون موچی دروازہ لاہور
زیر صدارت، میاں محمد شفیع صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور
منعقد ہو رہا ہے

- علامہ دوست محمد صاحب قریشی
- آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان
- خطیب الاسلام مولانا محمد اجمل اور

علامہ خالد محمود تقاریر فرمائیں گے

طالب حق ناظم تنظیم اہلسنت لاہور
اڈیٹر پیام اسلام

(۷)

جذباتِ غم

مصنفہ حافظ نور محمد انور

اس کتابچہ میں حضرت شیخ التفسیرؒ حضرت امیر شریعتؒ حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ حضرت امام اہلسنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ، حضرت مولانا حماد اللہ صاحبؒ ہالیجوی، حضرت مولانا عبدالغفار ولیے پوری، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، حضرت مولانا قاری لطف اللہ صاحبؒ قاضی نور محمد صاحبؒ، پیر غلام دستگیر نامیؒ پیر محمد غنیؒ والد بزرگوار علامہ خالد محمود صاحب بانی تنظیم اہل سنت سردار احمد خاں پتافی اور دیگر بزرگان دین و اکابرین دیوبند کی وفات پر مؤلف نے آج تک جو اپنے دلی جذبات سے درد بھری نظمیں لکھی ہیں۔ سب اس میں تاریخ وار درج ہیں۔ صفحات ۱۶ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت بارہ پیسے محصول ڈاک ۷ پیسے۔ پچاس سے زائد نسخے منگوانے والوں کو ۲۵ فی صد کمیشن دیا جائے گا

(ملنے کا پتہ)

ہفت روزہ "دعوت" 14/B شاہ عالم مارکیٹ لاہور

(۸)

ہفت روزہ "دعوت" لاہور کا
فاروقِ اعظمؓ نمبر

خلیفۂ ثانی حضرت امیر المومنین، امام المتقین والعادلین مقبولِ بارگاہ رب الارباب سیدنا عمر ابن الخطابؓ کو شریعت مقدسہ میں جس غیر فانی عظمت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے وہ اسلام کے ہر فرقہ کی کتب، احادیث و تواریخ میں نہایت جامع حروف میں ثبت ہے۔ تاریخ تنظیم میں یہ نمبر اپنی مثال آپ ہو گا۔

اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۳ ستمبر ۶۳ء کو دعوت کا فاروقِ اعظمؓ نمبر پوری شان و شوکت کے ساتھ انشاء اللہ جلوہ فرمائے آسمانِ صحافت ہو گا۔ ایجنٹ حضرات پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے فوراً آگاہ کریں ــــ

قیمت فی پرچہ آٹھ آنے سالانہ چندہ آٹھ روپے، مستقل خریداروں کو مفت سہ ورقہ رنگین باتصویر گنبد خضریٰ اور حضرات شیخینؓ کے مزارات ہونگے۔ ترسیل زر اور ہر قسم کی خط و کتابت کا پتہ

حافظ نور محمد انور منیجر ہفت روزہ "دعوت"
۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۲

(۹)

گنج مغلپورہ میں دو روزہ
تبلیغی کانفرنس

زیر صدارت ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین مورخہ ۶، ۷ اکتوبر ۶۳ء بروز اتوار، پیر بعد از نماز عشاء گراؤنڈ جامع مسجد نہر والی میں منعقد ہو رہی ہے ــ جس میں خطیب اعظم قاضی احسان احمد شجاع آبادی، علامہ خالد محمود پروفیسر ایم اے او کالج مولانا محمد اجمل خاں صاحب خطیب قلعہ گوجر سنگھ مولانا عبدالحی عابد خطاب فرما رہے ہیں
منجانب اراکین انجمن اسلامیہ گنج مغلپورہ لاہور

(۱۰)

۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۳ء

مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جامع مسجد گنبد والی جہلم

کا

عظیم الشان سالانہ جلسہ

بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار، مورخہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ اکتوبر
کو بڑی شان وشوکت سے منعقد ہو رہا ہے
جس میں ملک بھر کے مقتدر علمائے کرام تشریف
لا رہے ہیں۔ چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔
جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور،
حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی
ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی، شیخ الطریقت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا عبدالمنان
صاحب راولپنڈی، مولانا عبدالحلیم۔ مولانا محمد
اجمل لاہور، مولانا حافظ محمد الیاس صاحب لاہور
مولانا محمد علی جالندھری، مولانا علامہ خالد محمود،
مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی، مولانا حافظ خالد محمود
شعراء۔ سید امین گیلانی اور صوفی حفیظ جالندھری
نوٹ:۔ جلسہ کی آخری نشست جمعیۃ علماء اسلام
کے لئے مخصوص ہے۔
المعلن:۔ عبداللطیف (صاحب) مہتمم مدرسہ حنفیہ جہلم

(۱۱)

خدام الدین لاہور

اعلان

دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی کا سالانہ

جلسہ

دستار بندی وتقسیم اسناد ۲۵، ۲۶ اکتوبر
جمعہ، ہفتہ کو جامع مسجد ورکشاپی میں ہو رہا
ہے۔ جس میں حضرت حافظ الحدیث مولانا
عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام
حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک
حضرت العلامہ مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم
وممبر قومی اسمبلی
حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین،
حضرت مولانا خالد محمود صاحب ایم او کالج لاہور
شاعر اسلام سید امین گیلانی شیخوپورہ [illegible]
شریک ہو رہے ہیں۔
محمد امین ناظم دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی

(۱۲)

دار العلوم عیدگاہ کبیر والا کا سالانہ
جلسہ

حسب دستور سابق مورخہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۷ر ۲۸ر ۲۹ر نومبر ۱۹۶۳ء بروز بدھ، جمعرات، جمعہ ہو رہا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل ممتاز علمائے و مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں۔
(۱) حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی (۲) حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب (۳) حضرت مولانا خالد محمود صاحب (۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب (۵) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور (۶) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری و دیگر علماء ——— محمد منظور الحق نائب مہتمم دار العلوم ———

(۱۳)

دار المبلغین اہل السنت پاکستان کا داخلہ

مرکزی دار المبلغین اہل السنت پاکستان کا داخلہ جس میں حضرت العلام دوست محمد صاحب قریشی اور حضرت مولانا عبدالستار تونسوی حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب پروفیسر حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور ایک علوم جدیدہ کے پروفیسر تعلیم دیں گے اس ادارہ میں تمام سال تعلیم جاری رہے گی۔ متعلمین کو تیس ۳۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا اس ادارہ کا داخلہ ۲۵ شوال سے ۱۵ ذی القعدہ تک رہے گا داخلہ فارغ التحصیل حضرات لے سکیں گے درخواستیں منظور احمد شاہ کہروڑی ناظم دفتر تنظیم اہلسنت اندرون بوہڑ دروازہ ملتان کے نام آنی چاہیئے۔

(۱۴)

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کا
تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی
چودھواں
سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۱-۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء کو

بمقام جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی منٹگمری

حسب روایات سابق نہایت آب و تاب سے منعقد ہوگا
علمائے مدعوین:-

- حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی خانپور
- حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری
- حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری
- حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی
- حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور لاہور
- حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری
- حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی ملتان
- حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رکن قومی اسمبلی ملتان
- حضرت مولانا غلام غوث صاحب ممبر صوبائی اسمبلی
- حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب لاہور
- حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب خطیب لائل پور
- حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری ملتان
- حضرت علامہ خالد محمود صاحب ایم۔ اے

پروفیسر کالج و ایڈیٹر دعوت۔ اور دیگر زعمائے ملت

فاضل رشیدی ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ منٹگمری

(۱۵)

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ کا سالانہ عظیم الشان

جلسہ

بتاریخ ۱۲، ۱۳، ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

۲۷، ۲۸، ۲۹ مارچ ۱۹۶۴ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام عیدگاہ مظفر گڑھ منعقد ہو رہا ہے جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں

(۱) شیخ المحدثین والتفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی

(۲) یادگار سلف شیخ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور

(۳) خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی

(۴) مفسر قرآن حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم

(۵) امیر البیان علامہ خالد محمود صاحب پروفیسر ایم اے او کالج لاہور

(۶) رئیس المبلغین حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی

(۷) استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب — ملتان

(۸) شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری

(۹) مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری

(۱۰) ڈاکٹر مناظر حسین نظر صاحب ایڈیٹر خدام الدین لاہور

(۱۱) مبین الحقائق حضرت مولانا قاری محمد اجمل صاحب — ״

(۱۲) فخر المقررین حضرت مولانا قائم الدین صاحب جتوئی

ان کے علاوہ دیگر علماء کرام و شعرائے عظام بھی تشریف لا رہے ہیں نوٹ:- لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔ (مولانا محمد عمر صاحب) مہتمم مدرسہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ —

۱۶

دار المبلغین اہلسنت پاکستان (ملتان)

مرکزی دار المبلغین اہل سنت پاکستان (ملتان) جس میں حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی حضرت مولانا عبدالستار تونسوی حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر حضرت مولانا خالد محمود صاحب پروفیسر حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور ایک ماہر علوم جدیدہ تعلیم دیں گے یہ ادارہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ سے پوری شان و برکت سے کام شروع کر رہا ہے خواہشمند حضرات جلدی ملتان پہنچنے کی کوشش کریں۔

الداعی منظور احمد شاہ ناظم دفتر تنظیم اہلسنت پاکستان ملتان

۱۷

حسن ابدال میں جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس

مورخہ ۷، ۸ جولائی ۱۹۶۴ء بروز منگل و بدھ حسن ابدال میں زیر سرپرستی بقیۃ السلف شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتی ایک عظیم الشان کانفرنس ہوگی جس میں مندرجہ ذیل اکابر علماء شریک ہوں گے۔

۱- حافظ الحدیث والقرآن الحاج مولانا محمد عبداللہ صاحب

۲- حضرت مولانا الحاج عبیداللہ صاحب انور

۳- حضرت مولانا مفتی محمود صاحب

۴- حضرت مولانا غلام غوث صاحب

۵- حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب

۶- حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب

۷- حضرت مولانا نیاز احمد شاہ صاحب

۸- جناب مرزا غلام نبی صاحب جانباز

الداعی:- شعبہ تبلیغ اہلسنت، جمعیۃ علماء اسلام حسن ابدال ضلع کیمبل پور

۱۸

ہفت روزہ

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

خدام الدین
لاہور

سالانہ چندہ
۱۱ روپے
ششماہی
۶ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۹ر اکتوبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۲۲

پنجاب یونیورسٹی کا افسوسناک کردار

خالد محمود

ہمارا ملک سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل کیا تھا کہ غیر مسلم اکثریت سے علیحدہ رہ کر ہم ایک آزاد اسلامی ریاست میں اسلامی تہذیب کی آبیاری کر سکیں، جہاں تعلیماتِ اسلام کو فروغ حاصل ہو اور کتاب و سنت کے احکام کو ہر شعبۂ حیات میں سربلندی حاصل ہو۔ اسلام کو عملی نمونہ میں دیکھنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دی گئیں۔ ہزاروں ماؤں کی گودیں خالی ہو گئیں، لاکھوں بچے یتیم ہو گئے۔ اور سینکڑوں دلہنوں کے سہاگ لٹے عصمتیں لٹیں، جانیں قربان ہوئیں اور عزیز و اقارب بچھڑ گئے اور اس آزاد اسلامی مملکت کے لئے تن من اور دھن کی وہ عظیم قربانی دی گئی جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ یہ سب کچھ کس لئے تھا؟ یہ کن جذبات کا عملی مظاہرہ تھا؟ اس کا جواب اس وقت کا یہی نعرہ ہے کہ مسلمان اسلامی تہذیب و ثقافت کے احیا، اور اپنے علیحدہ کلچر اور تمدن کے ابقا کے لئے ایک ایسے خطۂ زمین کے طلبگار تھے، جہاں قرآن و سنت کے مطابق حکومت ہو اور جہاں عوامی زندگی اسلامی کردار کی ترجمان ہو۔

اپنے ملک کے شہریوں کو اسلامی قدروں کا حامل بنانے اور اس کے لئے انہیں ذہنی نشو و نما دینے کی سب سے بڑی ذمہ داری ملک کے تعلیمی اداروں پر عائد ہوتی ہے۔ درسگاہیں ہی وہ تربیت گاہیں ہیں جہاں ملی تصورات اور قومی جذبات کے پھول کھلتے ہیں۔ ہمارے صوبے (مغربی پاکستان) کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ پنجاب یونیورسٹی ہے۔ جس کو صوبہ کی دوسری یونیورسٹیوں پر تاریخی اور عملی فوقیت حاصل ہے نظریۂ پاکستان اور اسلامی تصورِ حیات کو فروغ دینے کی سب سے زیادہ توقعات اسی ادارہ سے وابستہ تھیں۔ اور اب جب کہ پروفیسر حمید احمد خاں جیسے عمیق الفکر اور معاملہ فہم قومی دماغ وائس چانسلر کے عہدے پر فائز ہیں۔ عوامی نظریں ان توقعات کو واقعات میں بدلتے دیکھنے کی منتظر تھیں لیکن حیرانگی کی حد نہیں رہتی جب ہم پاکستان کے کثیر الاشاعت روزنامہ "پاکستان ٹائمز" کی یہ خبر نہایت دُکھے دل کے ساتھ پڑھتے ہیں ہے۔

"پنجاب یونیورسٹی کے تدریسی شعبہ میں تین لڑکیوں کو داخلہ دینے سے اس لئے انکار کر دیا گیا کہ وہ برقع پہنتی تھیں۔ ان میں سے دو لڑکیوں نے بی اے میں فرسٹ ڈویژن اور ایک نے انگریزی (جس میں انہیں داخلہ لینا مطلوب تھا) میں فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ اور انہوں نے داخلہ کا تحریری امتحان بھی پاس کر لیا تھا۔ بعد میں شعبہ انگریزی کے سٹاف نے ان کا انٹرویو لیا۔ جب کامیاب امیدواروں کے نام کی لسٹ شائع کی گئی تو ان کا نام اس میں نہ تھا۔ اس پر وہ صدر شعبہ (Head of the department) کے پاس گئیں۔ تو صدر شعبہ نے ان کے بیان کے مطابق ان کو بتایا کہ ان کو داخلہ دینے میں سوائے پردہ کے اور کوئی چیز حائل نہ تھی۔

(پاکستان ٹائمز ۲۵ر ستمبر ۱۹۶۴ء)

یہ خبر ایک ایسے وقت میں شائع ہوئی ہے جب پورے ملک میں ہر جگہ بحثیں سنی جا رہی ہیں کہ اسلامی مملکت کے کلیدی سربراہوں کے لئے کیا شرائط ہیں، کیا عورت کسی کلیدی عہدے کی سربراہ ہو سکتی ہے؟ کیا اسلام عورت کو بحیثیت صدر مملکت تسلیم (Recognise) کرتا ہے انہیں؟ ان مباحث اور (Table talk) نے ایسی ملک گیر صورت اختیار کر رکھی ہے کہ ہر نووارد یوں سمجھتا ہے جیسے پورا ملک اسلامی روایات کا آئینہ دار بن چکا ہو۔ ملک کے تمام معاملات کتاب و سنت کے مطابق ہی چل رہے ہوں۔ اور سماجی اور سیاسی امور سب اسلامی اصولوں کی ہی ترجمانی کر رہے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ پچھلے دو ہفتوں سے ہر جگہ اور ہر محفل میں اسلام ہی اسلام سنا جا رہا ہے۔ حقیقت شناس نگاہیں منتظر ہیں کہ اسلام "سُنے جانے" سے آگے بڑھ کر "دیکھے جانے" کے قالب میں کب ڈھلتا ہے۔ یہی منتظر نگاہیں جب پاکستان ٹائمز کی مذکورہ بالا خبر دیکھتی ہیں تو

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

اوپر کے طبقے کی اصولی روش اگر تہذیب اسلام کو اپنانا اور قوم کو ملی ثقافت کی طرف لانا ہو تو اس شجرِ فکر کے برگ و بار ہر دائرہ حیات میں نظر آنے چاہئیں یہ کہاں کا تدبر ہے کہ ایک مسئلے پر تو اسلام ہی اسلام کے نعرے لگ رہے ہوں اور دوسری طرف اسی وادی کی کئی دیواریں اسلامی روایات کے خون سے لت پت ہوں۔ ملک کے ہر شعبہ حیات اور ملت کے ہر زاویہ فکر میں ایک مناسب تناسب لازمی ہے کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اسلام کا استقبال صرف اسی وقت ہوتا ہے۔ جب یہ اپنے پروگرام کی تکمیل میں معاون نظر آتے اور یہی روشن تعلیمات جب اپنے رستے میں آڑے آئیں تو بقائے دوام کے یہی مضمرات وہ قصۂ پارینہ بن جاتے ہیں جنہیں عصرِ حاضر کے دلدادہ مادہ پرست چودہ سو سال پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ اور پھر یہاں تک سنا جاتا ہے کہ پرانا اسلام ہمارے عصری رجحانات کا ساتھ نہیں دے سکتا وغیرہ وغیرہ

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے لائق احترام گورنر جناب نواب صاحب آف کالا باغ نے ابھی تک اپنی قومی تہذیب اور مشرقی روایات کا پورا تحفظ فرمایا ہے اور حسن اتفاق یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے موجودہ چانسلر آپ ہی ہیں ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں تحقیقات کا حکم صادر فرمایا جائے۔ اور مذکورہ بالا خبر اگر واقعی صحیح ہو تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے خلاف نظریہ پاکستان کی مخالفت کرنے کے الزام میں مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے ہم اس بات کے بھی منتظر ہیں کہ دیکھئے پنجاب یونیورسٹی کا شعبہ اسلامیات اس سلسلہ میں کہاں تک اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا

کا سالانہ اجلاس

۱۰/۱۱/۱۲ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ مطابق
۱۷/۱۸/۱۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء

اسمائے گرامی علمائے کرام

۱۔ جامع شریعت وطریقت حضرت الحاج حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ ۲۔ خطیب امت حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی۔ ۳۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور جانشین حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ مفسر لاہوری ۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد سرگودھا ۵۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ملتان ۶۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری خانپور ۷۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی پاکستان ۸۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب ایم اے پروفیسر لاہور۔ ۹۔ جامع المعقول والمنقول مناظر اسلام حضرت مولانا خدا بخش صاحب دہلوی رئیس المدرسین مدرسہ ہذا ۱۰۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب قلعہ گوجر سنگھ لاہور ۱۱۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب خطیب راولپنڈی کرتار پورہ ۱۲۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب خطیب ساہی وال۔ ۱۳۔ شاعر ختم نبوت الحاج سید امین گیلانی صاحب ۱۴۔ شاعر احرار حافظ محمد یوسف آزاد سرگودھا۔

ناظم اجلاس:۔ مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم رجسٹرڈ
سرگودھا مغربی پاکستان

۱۸

تنظیم اہلسنت لاہور کا سالانہ انتخاب

۲۱ اکتوبر بروز منگل تنظیم اہلسنت لاہور کی سالانہ میٹنگ بصدارت مولانا محمد طفیل صاحب جامعہ مسجد متصل جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں منعقد ہوئی۔ مندرجہ ذیل عہدے داروں کا انتخاب بالاتفاق عمل میں آیا۔

سرپرست:۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی اور حضرت مولانا محمد طفیل صاحب۔

صدر:۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ لاہور۔

نائب صدر:۔ صاحبزادہ مولانا عبدالرحمن صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

ناظم:۔ خواجہ ابوبکر اولیں احمد شبلی (کرشن نگر لاہور)

نائب ناظم:۔ مولانا مولوی محمد نذیر صاحب مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

خازن:۔ حضرت مولانا محمد طفیل صاحب سرپرست تنظیم ہذا

ناظم اعلیٰ کا انتخاب آئندہ کسی میٹنگ پر ملتوی رکھا گیا کیونکہ سابق ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس صاحب اسلامی یونیورسٹی بہاولپور تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ صدر محترم نے حضرت علامہ خالد محمود صاحب سے گذارش کی کہ جب تک ناظم اعلیٰ کا انتخاب عمل میں نہیں آتا ناظم اعلیٰ کے اختیارات علامہ صاحب ہی سنبھالیں اسے حضرت علامہ صاحب نے اس عبوری دور کے لئے قبول فرمایا۔ میٹنگ کے بعد صدر محترم نے راقم محمد صدیق کھوکھر نائب مدیر ہفت روزہ دعوت کو ناظم نشر و اشاعت نامزد فرمایا۔

محمد صدیق کھوکھر
ناظم نشر و اشاعت تنظیم اہلسنت لاہور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز اتوار - پیر - منگل

تحفظ ختم نبوت

۱۳ویں سالانہ کانفرنس چنیوٹ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان
جس میں مندرجہ ذیل علمائے ملت و شعرائے کرام خطاب فرمائیں گے

مقررین

• حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی • حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی صدر جمعیۃ علماء اسلام • حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ مرکزیہ • قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی صدر مرکزیہ • حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ایم این اے • حضرت مولانا غلام غوث صاحب ایم پی اے • جناب شیخ حسام الدین صاحب صدر مجلس احرار پاکستان • حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور جانشین حضرت لاہوری • حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی ناظم اہل حدیث • پروفیسر علامہ خالد محمود صاحب • سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری امام اہلسنت • حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھری • حضرت مولانا تاج محمود صاحب لائل پوری • مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری • جناب ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری • حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری • حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب میانوی • ڈاکٹر مولا بخش صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں • حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر

شعراء: (۱) مرزا غلام نبی صاحب جانباز ماہنامہ تبصرہ لاہور (۲) الحاج سید امین گیلانی شیخوپورہ (۳) سائیں محمد حیات صاحب پسروری (۴) قاری محبوب سلیم صاحب گوجرانوالہ (۵) جناب محمد بخش صاحب جانگ

اطلاعات:- کانفرنس کے اجلاس لیل و نہار منعقد ہوں گے۔ خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا مہمان موسم کے مطابق اپنے بستر ہمراہ لائیں۔ منجانب:- مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ

(۲۲)

ضروری تصیح

"مودودی جماعت اور عورت کی صدارت"
گذشتہ سے پیوستہ شمارہ میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے علامہ خالد محمود صاحب کی کتاب "مودودی جماعت اور عورت کی صدارت" کے بجائے "مودودی جماعت اور عورت کے فرائض" لکھ دیا گیا۔ قارئین تصیح فرمالیں۔

ملنے کا پتہ
مکتبہ تعمیر حیات
۲۲۔ حبیب بنک بلڈنگ۔ اردو بازار ۔۔۔ لاہور

(۲۳)

جلسہ

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم، عیدگاہ مظفر گڑھ کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۹، ۳۰ ذیقعد و یکم ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲، ۳، ۴ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام عیدگاہ مظفر گڑھ منعقد ہوگا جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرمائیں گے۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب ملتان۔ حضرت مولانا حامد میاں صاحب (جامعہ مدنیہ لاہور) مناظر حسین نظر صاحب ایڈیٹر خدام الدین لاہور۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب۔ حضرت مولانا علامہ محمد شریف صاحب۔ حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب ایم اے او کالج لاہور۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب۔ ملتان۔ حضرت مولانا خدا بخش صاحب مولانا محمد شریف صاحب بہاولپور اور دیگر۔

(۲۴)

مدرسہ حنفیہ تعلیم اسلام جہلم کا چودھواں سالانہ عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۲، ۳، ۴ اپریل ۱۹۶۵ء مطابق ۲۹، ۳۰، یکم ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو مقام میدان مدرسہ نیا محلہ جہلم منعقد ہو رہا ہے، جس میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب (ملتان) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری (ملتان) حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب ایم۔ اے (لاہور) حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب (جہلم) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب (سرحد) کے علاوہ متعدد علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

مولانا عبداللطیف مہتمم مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام
جامعہ مسجد گنبد والی جہلم

(۲۵)

جلسہ

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ کا سالانہ عظیم الشان تبلیغی جلسہ بتاریخ ۲۹، ۳۰ ذیقعدہ یکم ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲، ۳، ۴ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام عیدگاہ مظفر گڑھ منعقد ہو رہا ہے جس میں:

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمدؒ صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس (ملتان) جامع اوصاف حمیدہ رئیس المتکلمین حضرت مولانا حامد میاں صاحب خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ و مہتمم مدرسہ جامعہ مدنیہ (لاہور) شیخ المعقول والمنقول حضرت علامہ محمدؐ شریف صاحب کشمیری صدر المدرسین خیر المدارس (ملتان) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث،

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم (ملتان) امیر البیان حضرت علامہ خالد محمود صاحب پروفیسر ایم اے او کالج (لاہور) رئیس المبلغین حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی (کوٹ ادو) مرجع الخلائق یادگار اسلاف حضرت مولانا خدا بخش صاحب (ملتان) جناب ڈاکٹر مناظر حسین صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین (لاہور) فخر المقررین حضرت مولانا قائم الدین صاحب مرکزی مبلغ تنظیم اہلسنت و مہتمم مدرسہ صدیقیہ شہر سلطان (مظفر گڑھ) فخر الواعظین حضرت مولانا محمدؐ شریف صاحب مبلغ تحفظ ختم نبوت (بہاولپور) رئیس الواعظین حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹی مبلغ تنظیم اہلسنت (ضلع میانوالی)، عمدۃ المقررین حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی مدرس مدرسہ قاسم العلوم (ملتان) کے علاوہ بہت سے علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

مولانا محمد عمر صاحب مہتمم مدرسہ احیاء العلوم "رجسٹرڈ"
عیدگاہ، مظفر گڑھ

(۲۶)

۱۱ رجون ۱۹۶۵ء

مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا سالانہ جلسہ

مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا چودھواں سالانہ جلسہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ رجون کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرات مولانا درخواستی مدظلہ، مولانا عبید اللہ انور جانشین شیخ التفسیرؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی علامہ خالد محمود ایم۔اے و دیگر مقتدر علماء شرکت فرما رہے ہیں۔

نوٹ: حضرت مولانا درخواستی و حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہما جلسہ کے پہلے دن تشریف لا رہے ہیں احباب مطلع رہیں

(مولانا) عبد اللطیف مہتمم مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم

(۲۷)

تبصرہ

★ —— حافظ نور محمد انور

نام کتاب: عبقات من باب الاستفسارات
تصنیف: حضرت علامہ خالد محمود صاحب ایم اے
ضخامت: ۴۰۰ صفحات سائز: ۱۸×۲۲/۸
کاغذ سفید، کتابت و طباعت اعلیٰ سرورق خوبصورت
قیمت مجلد: پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک۔
ملنے کا پتہ: دار التصنیف والاشاعت ۱۴ ایل شاہ عالم لاہور

عبقات من باب الاستفسارات ان استفسارات کا مجموعہ ہے جو مرکز تنظیم اہلسنت پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ "دعوت" لاہور میں دو سال تک مسلسل شائع ہوتے رہے۔ قارئین "دعوت" کے اصرار پر حضرت علامہ صاحب نے ان تمام استفسارات کو یکجا جمع کرکے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے کتاب کے آغاز میں مرکز تنظیم اہل سنت پاکستان کے پلیٹ فارم کا مختصر تعارف اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا علامہ عبدالکبیر صاحب شیخ الحدیث حضرت بل، حضرت مولانا اطہر علی صاحب کشور گنج، حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک اور حضرت مولانا شمس الحق صاحب جیسور کی آراء درج ہیں۔

حضرت علامہ صاحب کی ذات گرامی علمی اور دینی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اور باب الاستفسارات کا ایک ایک لفظ حضرت علامہ صاحب کی ذہانت کا آئینہ دار اور ان کے تبحر علمی کا ترجمان ہے اس کو پڑھ کر الجھے ہوئے مسائل کا قدرتی اور علمی و تحقیقی سلجھاؤ سامنے آ جاتا ہے۔ اہل ذوق حضرات آج ہی خط لکھ کر مندرجہ بالا پتہ سے منگوا لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

(۲۸)

بہترین علمی تحفہ

تصانیف مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری

الاصحاب فی الکتاب

(صحابہ کرامؓ قرآن کریم میں) اس کتاب میں صحابہ کرام کے فضائل و محاسن قرآنِ کریم کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد قسم اعلیٰ چھ روپے پچاس پیسے قسم دوم مجلد پانچ روپے پچاس پیسے

سیرت سیدنا عثمانؓ

ارشادات رسولؐ اور روایاتِ حدیث کے بعد تاریخ و طبقات کی نہایت قدیم اور معتبر ترین کتب سے منقول سیدنا عثمانؓ کی مفصل و مکمل سیرت و تاریخ ہے۔ قیمت مجلد ۵ روپے

شہادت سیدنا عثمانؓ

یہ کتاب سیرت عثمانؓ کا دوسرا حصہ ہے آج تک سیرت و شہادت پر اتنی مفصل کتاب کسی نے نہیں لکھی قیمت مجلدہ ۵ روپے

نبی و صدیق: نبی کریمؐ اور صدیق اکبرؓ کی سیرت طیبہ و طاہرہ میں کامل اتحاد و تشابہ کے پورے دو سو ایمان افروز و دلنواز جلوے قیمت تین روپے۔

مصائب الصحابہ: صحابہ کرامؓ پر کفار و مشرکین کے مظالم و شدائد کی داستانِ خونچکاں قیمت دو روپے۔

بشریت النبی: کتاب و سنت کی روشنی میں بشریت انبیاء پر مفصل و مدلل اور معقول و معتدل بحث۔ قیمت ۲۵ر۱ روپیے

عبقات من باب الاستفسارات

مؤلفہ: علامہ خالد محمود صاحب ایم اے۔ ہفت روزہ دعوت میں شائع شدہ تمام استفسارات کا مجموعہ قیمت مجلدہ ۵ روپے

عقیدہ الامت فی معنی ختم نبوت

مؤلفہ: علامہ خالد محمود صاحب ایم اے۔ مسئلہ ختم نبوت پر علمی، تحقیقی اور بلند پایہ فاضلانہ کتاب قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

مسلمان خاوند مسلمان بیوی

مؤلفہ: مولانا محمد ادریس انصاری۔ ازدواجی زندگی پرسکون ماحول گزارنے کیلئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں تمام مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے قیمت تین روپے

تنویرات: مولفہ حافظ نور محمد انور حمد باری تعالیٰ۔ نعت رسول اکرمؐ۔ اور مناقبِ آلؓ و اصحابِؓ رسولؐ کا ایمان افروز مجموعہ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

نغمات جہاد: اس مجموعے میں شعرائے کرام کی وہ تمام ایمان افروز قومی رزمیہ نظمیں ترانے اور گیت وغیرہ درج ہیں۔ جو حالیہ جنگ کے موقع پر شعراء نے مجاہدین اسلام کو نذرانہ عقیدت کے طور پر پیش کئے ہیں۔ سرورق خوبصورت قیمت مجلد ۳ روپے علاوہ محصول ڈاک

دارالتصنیف والاشاعت ۱۴ اے بی شاہ عالم لاہور

سالانہ جلسہ

مدرسہ احیاء العلوم عید گاہ مظفر گڑھ کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۸
۱۹-۲۰ مارچ ۶۶ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار منعقد ہو رہا ہے جس
میں جانشین حضرت لاہوریؒ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور
شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بہلول شریف
حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب علامہ خالد محمود صاحب
بخاری۔ مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین وغیرہ ھم۔ حضرات
علمائے کرام۔ مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں۔ نوٹ
خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آباد
مورخہ ۱۸ مارچ بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ خطاب فرمائیں گے۔

ایڈیٹر خدام الدین

ڈاکٹر مناظر حسین نظر مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۶ء کو عازم
اوکاڑہ ہوں گے۔ وہاں سے صبح بذریعہ بس مدرسہ جامعہ عربیہ
صدیقیہ منڈی صادق گنج تشریف لے جائیں گے۔ جمعہ کو اجلاس
سے خطاب کرتے کے بعد ہفتہ کو واپس لاہور پہنچ جائیں گے۔

(۳۰)

جامعہ حمیدیہ سرائے مغل ضلع لاہور
کا
دوسرا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء بروز اتوار ۹½ بجے صبح
زیر صدارت فضیلت مآب جناب ملک خدا بخش صاحب بچہ
وزیر معارف حکومت مغربی پاکستان

دوسرا اجلاس: زیر صدارت حضرت مولانا محمد ادریس صاحب
کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات تقاریر فرمائینگے

- خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی
- مولانا امین احسن صاحب اصلاحی
- مولانا علامہ خالد محمود صاحب
- حسان پاکستان سید امین گیلانی صاحب

نوٹ: بھائی پھیرو سے جامع تک پہنچانے کیلئے بسوں کا انتظام ہے
الداعی الی الخیر
اراکین مجلس استقبالیہ جامعہ حمیدیہ سرائے مغل ضلع لاہور

(۳۱)

نام کتاب۔ حدیث ثقلین
تصنیف ۔۔۔ مولانا محمد نافع صاحب فاضل دیوبند
ضخامت ۲۶۴ صفحات سائز ۳۰×۲۰/۱۶ لکھائی
چھپائی بہترین قیمت تین روپے علاوہ محصول
ڈاک
ملنے کا پتہ۔ دار التصنیف و الاشاعت ۱۴- بی
شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔
اس کتاب میں واضح کیا ہے کہ شریعت
کے ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول ہی ہیں۔
سنت کو نکال کر اس کی بجائے مرکز ملت کی

پرویزی تجویز یا مرکز امامت کی عجمی سازش ہر
دو غلط راہیں ہیں۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل
ہے!

اس کا مقدمہ پروفیسر علامہ خالد محمود صاحب
ایم اے نے لکھا ہے۔ پہلے باب میں روایت
من کنت مولاہ ضعیف، دین اور شریعت کی
اصطلاحات میں اسلام کی اصولی ہدایت، مسٹر پرویز
کے ہاں حدیث کا مقام، حجیت پیغمبر کا قرآنی
نظریہ، امام حضرات کی حدیث ثقلین اہلسنت
کے ہاں اہل بیت کا مقام، حضرت علامہ افغانی
کی رائے۔ دوسرے باب میں دس ضروری
تمہیدات، مسند احمد کی آٹھ روایات، ترمذی شریف
کی روایات، نوادر الاصول حکیم ترمذی کی روایات،
روایات صحیفۂ امام علی رضا، اور دیگر روایات
پر مکمل بحث، اور تیسرے باب میں تشریحات
سند، قرآن کے عمومی ماخذ ہونے کی ۱۲ روایات
حاصل مقصد اور اولی الامر کے معنی کی تفصیل
درج ہے فتنۂ انکار حجیت پیغمبر کے سدباب
کے لئے یہ ایک علمی اور تحقیقی پیشکش ہے۔

(۳۲)

یکجا منگوانے پر ۳۳ فیصد رعایت

عبقات بڑا سائز مجلد مع گرد پوش
صفحات ۴۰۰ قیمت ۴/-
علامہ خالد محمود ایم۔ اے کے قلم حقیقت رقم سے ڈیڑھ صد سے زائد مختلف فیہ سوالات کا مسکت، مدلل محقق جواب۔

فلسفۂ دعا بڑا سائز مجلد مع گرد پوش رنگین آرٹ پیپر سفید کاغذ صفحات ۱۸۴ قیمت ۴۔۰۰
از پروفیسر فضل احمد عارف ایم اے عربی و اسلامیات فلسفۂ دعا اور اس کے مختلف موضوعات پر سیر حاصل تبصرہ اپنے عنوان پر تاریخ کی اتنی بڑی پہلی کتاب۔ دیباچہ مولانا غلام رسول مہر اور پیش لفظ ڈاکٹر احسان الٰہی پی۔ ایچ ڈی۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی کے قلم سے کتاب کی تقریظ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے فرمائی ہے

نمازِ جنازہ کے بعد دعائیں کتابی سائز صفحات ۱۷۶ قیمت ۱/۵۰
اس مسئلہ پر اس سے زیادہ جامع، مفصل اور محقق کتاب اس سے پہلے بازار میں نہیں آئی۔ اندازِ بیان سلیس و سادہ اور شگفتہ، دس ہزار سے اوپر کے انعامی چیلنج کے ساتھ۔

مسلکِ علماءِ دیوبند ماہنامہ سائز سفید کاغذ قیمت ۱/۱۲
از حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کتاب کی اہمیت و افادیت اور عظمت کے لیے عنوانِ کتاب اور صاحبِ کتاب کا اسم گرامی کافی شافی ہے۔

حکمتِ استخارہ صفحات ۴۰ کتابی سائز قیمت ۲۰، پیسے
از پروفیسر فضل احمد عارف استخارہ کب اور کیوں کرنا چاہیئے حضور علیہ السلام، صحابہؓ اور بزرگوں کے مجرب استخاروں کا مجموعہ۔

حیات الیاسؒ و یوسفؒ
حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور حضرت مولانا محمد یوسفؒ کے ایجاز کے ساتھ جامع حالات۔ ان کا سیرتی خاکہ۔ جہد و عمل کی داستان کئی ایک کتابوں کا نچوڑ اور خلاصہ۔ از مولانا ابو الحسن علی ندوی۔ مولانا محمد حسین للّٰہی ایم۔ اے۔
کتابت شگفتہ۔ طباعت عمدہ (آفسٹ) سفید کاغذ، ٹائیٹل سہ رنگ قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ ایک روپیہ منی آرڈر آنے پر روانہ ہوگی۔

نغماتِ جہاد مجلد سہ رنگا گرد پوش آرٹ پیپر
عمدہ سفید کاغذ آفسٹ طباعت صفحات ۷۰، قیمت تین روپے ایک تاریخی و تادیر ستمبر ۶۵ کے ولولہ انگیز حالات میں کہی ہوئی نظموں ترانوں کا یہ مجموعہ توحید و رسالت اور حبِ وطن کا شاہکار ہے۔ چند سال کے بعد یہ کتاب نوادرات کا درجہ رکھے گی اور یہ نظمیں کسی بھی قیمت پر دستیاب نہیں ہو سکیں گی۔ کل قیمت ۱۴۔۹۹ رعایتی ۱۰۔۰۰ محصول ڈاک بذمہ خریدار

علیحدہ علیحدہ منگوانے پر پوری قیمت ۔۔ رعایت سے فائدہ اٹھائیے

مکتبہ رشیدیہ، میاں چنوں ضلع ملتان

سید نور الحسن بخاری ملتانی

فتنۂ انکارِ حدیث کی کتاب و سنّت سے مُدلّل تردید

حُجیّتِ حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عہد نبوّت اور قرونِ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے جوں جوں بعد ہوتا جاتا ہے خیر و ہدایت اُٹھتی جاتی ہے۔ اور شر و ضلالت پھیلتی جا رہی ہے۔ فتنوں کا دور دورہ ہے۔

فتنہ و فساد کا یہ طوفان و طغیان فطری اور لازمی ہے۔ اس دنیا کا خاتمہ اور قیامت کا قیام یقینی ہے اور جب تک دنیا میں خیر و صلاح کا نام و نشان باقی ہے۔ دنیا باقی ہے جب دنیا فتنہ و فساد سے بھر جائے گی۔ اور رُوئے زمین پر ایک بھی اللہ کا بندہ اللہ کا نام لیوا باقی نہ رہے گا۔ تب قیامت آئے گی۔

تو جس طرح دریاؤں کا بہاؤ نشیب کی سمت فطرتی اور قدرتی ہے۔ انہیں جانبِ فراز نہیں چلایا جا سکتا۔ اسی طرح فتنوں کا طوفان بھی فطرتی ہے۔ ان کے آگے بند تو باندھا جا سکتا ہے۔ ان کا سدِ باب نہیں کیا جا سکتا۔

یہ زمانہ فتنہ و فساد کا زمانہ ہے۔ ایک فتنہ ابھی فرو نہیں ہو پاتا کہ دوسرا برپا ہو جاتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کی دینی خدمات

خلّاقِ کریم و رحیم کی رحمت نازل ہو، علماء دیو بند کی قبور و مزارات پر! کہ وقت کا جو بھی فتنہ اُٹھا ان اکابر نے اس کی تردید و مدافعت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی، شدھی اور عیسائیت کی یلغار ہو یا نیچریت کی تحریک! ختم نبوّت کے خلاف سازش ہو یا حدیث کے خلاف فتنہ! صحابہ کرامؓ کے خلاف طعن و تبرا کی تحریک ہو یا تحقیق و تنقید کا طوفان! الحاد و بے دینی کا طغیان ہو۔ یا تحریف و تجدد کا سیلاب! ہر دشمنِ دین و ایمان فتنہ تحریک کی سرکوبی و بیخ کنی کے لئے سر دھڑکی بازی لگا دی تو فرزندان و متعلقین دیو بند نے!

اگر ماضی میں ان فتنوں کے خلاف بانیٔ دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری امام اہلسنّت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی۔ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ کی علمی و تبلیغی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان حضرات کے مدافعانہ مجاہدانہ کارنامے تاریخ نظر انداز کر سکتی ہے۔ تو عہدِ حاضر میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب۔ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہما العالی، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر حضرت علامہ خالد محمود صاحب۔ حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی اور حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مولانا عبدالعلی آزاد کی دفاعی مساعیٔ حسنہ کے بارِ گراں سے ملّتِ اسلامیہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

فتنۂ انکارِ حدیث

دوسرے فتنوں کے ساتھ فتنۂ انکارِ حدیث کی تردید و مدافعت کا فریضہ بھی بحمد اللہ ابنائے دارالعلوم دیوبند نے انجام دیا۔

چودھویں صدی نے جن فتنوں کو جنم دیا، ان میں ایک بڑا فتنہ انکارِ حدیث ہے۔ اس فتنہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ پڑھے لکھے جاہلوں کا فتنہ ہے۔ یہ ادیبوں۔ امیروں کا فتنہ ہے، یہ شہروں کا فتنہ ہے یہ کراچی۔ لاہور۔ پنڈی۔ پشاور کا فتنہ ہے۔ یہ کوٹھیوں بنگلوں کا فتنہ ہے۔ یہ دفتروں کا فتنہ ہے۔ یہ میزوں کرسیوں، کوچوں اور صوفوں کا فتنہ ہے۔ یہ کھاتے پیتے آسودہ حال اور متمول لوگوں کا فتنہ ہے۔

الصادق والمصدوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کی پیشگوئی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

۱۔ اَلَا یُوشِکُ رجلٌ شَبعَانُ علیٰ اریکته یقولُ علیکم هٰذا القرآن فما وجدتم فیه من حلالٍ فاحلوه وما وجدتم فیه من حرامٍ فحرموه [1]

خبردار! عنقریب ایک شکم سیر آدمی اپنے آراستہ و مزین پلنگ یا صوفے پر بیٹھ کر کہے گا تم پر اس قرآن کا (اتباع) فرض ہے۔ اس میں جو حلال ہے تم اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے تم اسے حرام جانو۔

اس روایت کو حضرت مقدامؓ بن معدیکرب سے امام ابوداؤد، دارمی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے علاوہ ازیں

۲۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو رافعؓ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا الفین احدکم متکئًا علیٰ اریکته یاتیه الامر من امری مما امرت به او نهیت عنه فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناه [2]

میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں۔ کہ وہ اپنے آراستہ و مزین پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو۔ اس کے سامنے میرا حکم۔ از قسم امر و نہی پیش ہو اور وہ کہے میں اسے نہیں جانتا ہم تو جو کچھ کتاب اللہ میں پائیں گے۔ اس پر عمل کریں گے۔

۳۔ حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

اَیَحْسَبُ اَحَدُکُمْ مُتَّکِئًا علیٰ اَرِیکَتِه یَظُنُّ اَنَّ اللہ لم یحرم شیئًا اِلّا ما فی هٰذا القرآن۔ رواہ ابوداؤد [3]

کیا تم میں سے کوئی یہ گمان کر سکتا ہے کہ وہ مزین مسند پر تکیہ لگائے یہ خیال کرے کہ اس قرآن میں حرام کردہ امور کے سوا اللہ نے کسی چیز کو حرام نہیں کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تینوں ارشادات میں اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ کہ منکرین حدیث خوشحال، اور سامانِ عیش و عشرت سے مالا مال ہوں گے۔ پُر تکلف امیرانہ زندگی گزارتے ہوں گے اور خوب پیٹ بھر کر آراستہ و پیراستہ تختوں، مسندوں مزین صوفوں، پلنگوں اور مسہریوں پر نرم و نازک تکیوں سے ٹیک لگا کر احادیث

شیخ حسام الدین مرحوم کی وفات پر
پیغامِ تعزیت

علامہ خالد محمود ایم اے نے انگلستان سے ادارہ خدام الدین کے نام رئیس الاحرار شیخ حسام الدین مرحوم کی وفات پر پیغام تعزیت ارسال کیا ہے آپ نے شیخ صاحب مرحوم کو تحریک آزادی ہند کا صفِ اول کا جانباز سپاہی قرار دیتے ہوئے ان کی تمام سیاسی، ملی، دینی خدمات کو خراج تحسین ادا کیا ہے جو مرحوم نے استخلاصِ وطن استحکام پاکستان اور تحفظ ختم نبوت کے لئے سرانجام دیں آپ نے شیخ صاحب کی وفات کو پاکستان کے تمام حق پسند حلقوں کے لئے ایک عظیم صدمہ قرار دیا ہے شیخ صاحب مرحوم اس پیرانہ سالی کے باوجود اپنے حلقے کے نوجوانوں کے لئے ایک بہت بڑا سہارا تھے۔ اور قافلہ حریت کی ایک بہترین یاد تھے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمادیں علامہ صاحب نے اس سانحہ پر مرحوم کے تمام متعلقین، عقیدتمندوں اور عزیزوں سے اظہار تعزیت فرمایا ہے (نور محمد انور)

ملت کی دیرینہ آرزو کی تکمیل

عظیم اشاعتی و نشریاتی ادارہ

"مکتبہ رشیدیہ" کا قیام

اعزازی سرپرست	اعزازی مجلس ادارت	مجلس انتظامیہ
حضرت مولانا شمس الحق عثمانی مدظلہ	مولانا حافظ سید رشید احمد ارشد ایم اے	مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی
حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ	لیکچرار شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی	ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال
حضرت مولانا محمد علی جالندھری	مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری	میاں نثار اللہ بودلہ سابق ایم پی اے
حضرت مولانا عبید اللہ انور	علامہ خالد محمود، ایم۔ اے	مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی
حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب	پروفیسر فضل احمد عارف ایم۔اے	خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری
حضرت مولانا دوست محمد قریشی	صوفی محمد اشرف ایم اے	مولانا مقبول احمد صاحب نائب
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب	قاری نور الحق قریشی ایم اے ایل ایل بی	مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال
	چوہدری مشتاق احمد ایم اے انگلش (لندن)	عبدالرشید ارشد، ناظم
	حافظ عبدالرشید ارشد	مکتبہ رشیدیہ

مجلسِ احباب

"مجلس احباب" کے ممبروں کو ادارے کی تمام مطبوعات ۳۳ فیصد رعایت پر پیش کی جائیں گی اور ہر سال کے شروع میں آرٹ پیپر پر رنگین کیلنڈر جو مسلکِ حق کا آئینہ دار ہوگا مفت ارسالِ خدمت ہوگا نیز ملکی مطبوعات، نصابی کتب کے علاوہ، خاصی رعایت سے مہیا کی جائیں گی —— "مجلسِ احباب" کا ممبر بننے کے لئے ایک روپیہ بھیج کر قواعد و ضوابط کی کاپی —— اور "بیس بڑے مسلمان" نامی عظیم کتاب کا جزو نمونۃً منگوائیے۔

"مجلسِ احباب" کی آراء کو ادارہ وقعت کی نظر سے دیکھے گا لہٰذا ان کی حیثیت مشیر ادارہ اور لائق ممبر کی ہوگی۔

۸ر نومبر ۱۹۶۸ء ۱۷

علامہ خالد محمود صاحب بدستور برمنگھم یونیورسٹی میں ریسرچ بھی کر رہے ہیں

اور جامع مسجد برمنگھم کی خطابت اور تبلیغ کے فرائض بھی حسب سابق ادا کر رہے ہیں

بخدمت مدیر محترم ہفت روزہ خدام الدین لاہور

السلام علیکم - نوائے وقت کے ۲۰ر اکتوبر کے شمارے میں مکتوب انگلینڈ کے تحت یہ غلط خبر ہزاروں مسلمانوں کے دکھ اور افسوس کا موجب ہوئی کہ علامہ خالد محمود کو امامت کے منصب سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خبر غلط ہے اور میں بحیثیت جمیعت المسلمین برمنگھم اس خبر کی پر زور تردید کرتا ہوں علامہ خالد محمود صاحب برمنگھم یونیورسٹی میں پارٹ ٹائم پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہاں کے بعض انگلش سکولوں میں بھی وہ ہفتہ وار کلاسیں لیتے ہیں جمیعت المسلمین کے مسلم سکول میں وہ روزانہ بچوں کو اسلامی تعلیم دیتے ہیں جمعہ کی خطابت کے علاوہ یہاں اتوار کو بھی مسلمانوں کا ایک بڑا اجتماع ہوتا ہے جس میں برمنگھم کے علاوہ اطراف و جوانب سے بھی کئی لوگ علامہ صاحب کی تقریر سننے کے لئے آتے ہیں انگریزوں کے اجتماعات میں کئی دفعہ علامہ صاحب کو خطاب کرنے کا موقع ملتا ہے اپنی دینی خدمات کے عوض جمیعت ان کی خدمت کرتی ہے یہ بات صحیح نہیں کہ صرف امامت ان کا ذریعہ معاش ہے جمیعت کی طرف ان کا عہدہ منسٹر آف ریلیجس آفیئرز ہے ان کی علمی شخصیت سے نہ صرف برمنگھم بلکہ پورے انگلینڈ کو فائدہ پہنچ رہا ہے آپ کی تقریریں لندن سے لے کر گلاسگو تک تقریباً ہر بڑے شہر میں ہوتی رہتی ہیں۔

علامہ صاحب کے خلاف یہاں وہی لوگ پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور پاکستان میں بھی اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ خطوط بھجوا رہے ہیں جو علامہ صاحب کی معتدل اعتقادی روش کے باعث اپنی سرد بازاری کا شکار رہیں علامہ صاحب جب سے یہاں آئے ہیں انہوں نے کسی فرقے کو اکھاڑہ قائم کرنے کی گنجائش نہیں دی یہاں کا غیر ملکی ماحول بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ دین کی خدمت کرنے والے فرقوں اور پارٹیوں کے نام پر یہاں کام نہ کریں علامہ صاحب کے آنے سے اس قسم کے فرقہ پرستوں کے سب بازار ٹھنڈے پڑ چکے ہیں اور اب وہ جمیعت المسلمین کے سابق ان پڑھ صدر کو جو اس سال صدر نہیں بن سکے اور تحریری طور پر وہ موجودہ صدر (راقم الحروف) کے حق میں دستبردار بھی ہو گئے ہوئے ہیں بطور تفنن صدر صدر کہہ کر یہاں کی دینی فضا کر رہے ہیں۔

علامہ صاحب کا ہمارے اختلافات میں کوئی دخل نہیں انہوں نے ہمیشہ ہمیں جوڑنے اور ملانے کی کوشش کی ہے۔ نوائے وقت کے مکتوب نگار کی یہ رپورٹ کہ علامہ صاحب ہم میں اختلاف پیدا کر رہے ہیں سراسر غلط ہے ہم برمنگھم کے مسلمان اتنے بے وقوف نہیں کہ کسی کے کہنے پر یونہی لڑنے لگیں ہمارے مخالفین اگر یہ غلطی کر رہے ہوں تو میں انہیں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ وہ اپنی سمجھ سے کام لیں اور کسی شخص کے اکسانے پر ہم سے نہ الجھیں۔ مجھے اس امر کا بہت افسوس ہے کہ علامہ خالد محمود جیسی علمی اور دینی شخصیت کا اس انداز میں ذکر جیسا کہ مذکور مکتوب نگار نے کیا پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں پر کیا گراں گزرا ہوگا پاکستان کے تقریباً تمام علمی اور دینی حلقے علامہ صاحب سے بخوبی متعارف ہیں اور پاکستان سے اس سلسلے میں متعدد خطوط بھی ہمیں موصول ہو رہے ہیں۔ خدام الدین لاہور پاکستان کا ایک بلند پایہ کثیر الاشاعت اور ثقہ پرچہ ہے اس لئے میں بطور صدر جمیعت المسلمین برمنگھم علامہ صاحب کی خدمات کا پورا اعتراف کرتے ہوئے مکتوب نگار موصوف کی غلط رپورٹ سے دکھے ہوئے دلوں کو بذریعہ خدام الدین پورے وثوق و اطمینان سے علامہ صاحب کی خیر و عافیت کا یقین دلاتا ہوں۔ خدا کا کام کرنے والوں کو اس قسم کے غلط لوگوں سے واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے جس کا جواب پریشانی نہیں حق تعالیٰ سے ثابت قدمی اور استقامت کی استدعا ہے۔

آنجناب سے درخواست ہے کہ اس بیان کو خدام الدین کی اولین اشاعت میں جگہ دے کر ہماری پوری جمیعت کو شکر گزاری کا موقعہ دیں۔ دستخط :- قاسم خان صدر جمیعت المسلمین برمنگھم

(۳۷)

پانچ بہترین کتابیں

النبیّ الخاتم
صلی اللہ علیہ وسلم
سیّد مناظر احسن گیلانیؒ
عکسی طباعت، سنہرا گلیز ورق
قسم اول ٢/٥٠ قسم دوم ٣/٠٠

مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، سید سلیمان ندویؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سید محمد داؤد غزنویؒ، سید ابوالحسنات قادریؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، سید ابوالحسن علی ندویؒ اور عبد الماجد دریابادیؒ اس بارے میں متفق ہیں کہ "النبی الخاتم" سیرۃ النبیؐ پر تاریخ کی جامع ترین لیکن مختصر کتاب ہے اور سیرت کی لائبریری میں اس سے عمدہ کوئی کتاب نہیں اور دریا بکوزہ کی مثال دنیا کی کسی کتاب پر اس سے بہتر طور پر صادق نہیں آتی اور پریس کی رائے یہ ہے کہ مکتبہ رشیدیہ نے کتابت طباعت کا حق ادا کر دیا ہے

مسائل بہشتی زیور
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

اردو زبان کے ذخیرہ کتب میں فقہی مسائل پر سب سے زیادہ مستند اور معتمد کتاب نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، بیع، شراء وغیرہ پر مشتمل مکمل فقہی کتاب، ہر مسلم گھر میں اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ قسم اول ٦/٠٠ قسم دوم ٤/٠٠

آثار القرآن
بشیر احمد خاور ایڈووکیٹ

کتاب مقدس کی عہد بعہد تاریخ مختلف زبانوں میں تراجم و تفاسیر معلومات و تعلیمات وغیرہ اہم عنوانات پر دل کش انداز میں بہترین کتاب۔
پیش لفظ — چودھری محمد علی
قسم اول ٣/٠٠
قسم دوم ٢/٠٠

عبقات
علامہ خالد محمود ایم اے

شیعہ سُنّی، سنت و بدعت، ایمان و عمل، شان صحابہؓ، محبت اہل بیت کرامؓ اور ایسے ہی دو صد سوالات کا شافی جواب آپ کے ذہن میں بھی اشکالات و سوالات ابھرتے ہوں گے، ان کے لیے عبقات کا مطالعہ کیجئے۔ قسم اول ٦/٠٠ قسم دوم ٤/٠٠

نغماتِ جہاد
عکسی طباعت، سہ رنگا ورق

آغا شورش کاشمیری اور ملک کے دیگر بڑے بڑے شعراء کا منتخب کلام۔ عسکری ادب پر بہترین کتاب۔ رجزیہ و رزمیہ شاعری کا نادر مجموعہ
اس کتاب کا ایک ہزار نسخہ مسلح افواج میں حفتہ تقسیم کیا گیا۔ مجلد ٣/٠٠

محصول ڈاک بذمہ خریدار

پانچوں کتابیں یکجا منگوانے پر: قسم اول ٢٠/٠٠، قسم دوم ١٤/٠٠ محصول ڈاک معاف

مکتبہ رشیدیہ ○ ٣٢ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

(٣٨)

علامہ خالد محمود کی تشریف آوری

پاکستان کے ممتاز عالم دین علامہ خالد محمود صاحب ایم اے، چند سال انگلستان میں قیام کر کے واپس پاکستان تشریف لے آئے ہیں۔ آپ سنت نگر لاہور میں قیام پذیر ہیں۔

(٣٩)

خدام الدین لاہور

جامعہ مدنیہ کے سالانہ جلسہ کا پروگرام

پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ، جامعہ مدنیہ کریم پارک کا سالانہ جلسہ حسب ذیل پروگرام کے تحت ہوگا۔

۳ر اکتوبر (قبل از نماز جمعہ)

تلاوت:- قاری رشید احمد سرگودھوی۔ تقریر:- حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری (بعد عشاء) صدارت:- حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہم امیر انجمن خدام الدین لاہور۔ تلاوت:- قاری محمد علی صاحب مدنی۔ قاری محمد صدیق صاحب لاہور۔ نعت:- شاعر اسلام سید امین گیلانی۔ تقریر:- مولانا علامہ خالد محمود صاحب لاہور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری۔

۴ر اکتوبر (صبح ۸½ بجے تا ۱۱½ بجے) جامعہ ہذا کے طالب علم مولوی حبیب الرحمٰن اشرف کی صدارت میں تقاریر کریں گے (بعد عشاء) صدارت۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ، تلاوت: قاری محمد علی صاحب مدنی۔ نعت۔ جناب غلام نبی جانباز صاحب لاہور۔ تقریر: حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری ملتان۔ ۵ر اکتوبر:- (صبح ۸½ تا ۱۱½ بجے) صدارت:- حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ تلاوت:- قاری محمد علی صاحب مدنی نعت: مولوی محب اللہ صاحب۔ تقریر۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا عبدالقادر آزاد (بعد ظہر) صدارت۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب خوشاب تقریر:- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی خطیب بادشاہی مسجد لاہور۔ پروفیسر مولانا خالد علوی صاحب لاہور (بعد عشاء) صدارت:- شیخ المحدثین حضرت مولانا رسول خاں صاحب مدظلہ۔ تقریر۔ حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب لاہور۔ حضرت مولانا مجاہد الحسینی صاحب مدیر ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔ نعت جناب سید امین گیلانی۔ (نوٹ) مفصل پروگرام جامعہ مدنیہ کے دفتر سے حاصل کریں۔

(مولانا) محمد ظہور الحق غفرلہ منتظم جلسہ جامعہ مدنیہ لاہور

(۴۰)

پروگرام میں معمولی تبدیلی

قبل ازیں خدام الدین میں یہ اعلان کیا تھا کہ جامعہ مدنیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی ۵ر اکتوبر کے صبح کے اجلاس کی اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک ۴ر اکتوبر کی شب کے اجلاس کی صدارت فرمائیں گے اور مولانا عبدالقادر آزاد ۵ر اکتوبر کی صبح کے اجلاس میں تقریر کریں گے۔ مگر اب ۴ر اکتوبر بعد نماز عشاء حضرت مولانا رسول خاں مدظلہ اور ۵ر اکتوبر کی صبح کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب صدارت کریں گے اور مولانا آزاد ۳ر اکتوبر بعد عشاء تقریر کریں گے ـــ واضح ہو کہ نماز جمعہ سے پہلے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری تقریر کریں گے اور بعد عشاء حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب، حضرت مولانا عبدالقادر آزاد اور حضرت مولانا دین پوری تقریریں کریں گے! اور آخری رات صدارت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کی ہوگی و رسا آپ ہی کی دعا پر جلسے کا اختتام ہوگا۔

(مولانا) محمد ظہور الحق

(۴۱) 3 اکتوبر 1969ء، ص: 15

● مدرسہ عربیہ قاسمیہ رحمان پورہ لاہور کا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۰ر۲۱ر اکتوبر بروز سوموار، منگل منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا قاضی مظہر حسین چکوال، پروفیسر علامہ خالد محمود مولانا جمیل احمد میواتی شرکت فرما رہے ہیں۔

(مہتمم مدرسہ) (۴۹۶۶۱)

(۴۲)

موضع بھئین میں دو روزہ سنی کانفرنس

۱۴ر مارچ و یکم اپریل سنہ کو موضع بھئین تحصیل چکوال میں دو روزہ عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ملک کے متعدد علماء کرام تشریف لائے اور خدام اہلسنت کے سٹیج سے عوام کی عظیم اکثریت سے خطاب فرمایا۔ بھئین کی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع کبھی نہیں ہوا تھا قریباً ۴۰ قصبات کے لوگ دو روز کے لئے اپنے تمام مشاغل ترک کر کے جلسہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ فی الحقیقت یہ عظیم مسلکی بیداری اور علماء حق کی آواز پر والہانہ لبیک کہنے کا جذبہ پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی انتھک شبانہ روز مساعی جمیلہ کا ثمرہ تھا۔

مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب

کی تقریر سے عوام و خواص مسرور ہوتے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے امیدوار جو کہ ایم اے پاس اور نہایت دیندار آدمی ہیں انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور عوام نے بار بار ہاتھ اٹھا کر جمعیۃ علماء اسلام کو کامیاب کرانے کا وعدہ کیا۔ — کانفرنس میں مولانا عبدالقیوم صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا سید مسعود احمد صاحب کبیر والا۔ مولانا سید علی شاہ صاحب ڈوبیل۔ مولانا عبدالرحمن صاحب۔ حضرت مولانا نذیر اللہ خاں صاحب۔ مولانا حافظ خالد محمود صاحب۔ حافظ مولانا محمد طیب صاحب و دیگر علماء نے شرکت فرمائی اور بعض نے خطاب فرمایا۔ آخر میں حضرت قاضی صاحب مدظلہم کے ارشاد پر ۲۵ دیہات و قصبات کے نمائندہ افراد پر مشتمل میٹنگ ہوئی۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندہ کو انتخابات میں کامیاب کرانے کی تدابیر پر غور و خوض کیا گیا۔

سیدۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تصنیف: چودھری محمد صدیق کمرکوساله لڈنڈ جوت لاہور

مقدمہ: علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی برمنگھم یونیورسٹی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا کی سیرت

ایک علمی و تحقیقی پیشکش

جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ... اہل ذوق حضرات آج ہی خط لکھ کر منگوالیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ — کتابت ... قیمت ایک روپیہ ... علاوہ محصول ڈاک

مکتبہ حافظ خیر محمد نور محمد ۱۴ اربی شاہ عالم لاہور۔

عرق النسا یا لنگڑی کا درد

یہ ایک موذی مرض ہے جس میں ساری ٹانگ میں درد ہوتا ہے مریض لنگڑا کر چلتا ہے۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ اس مرض میں پانچ سال مبتلا رہا۔ سینکڑوں روپے خرچ کئے بیکار گولی سے مجھے آرام ہوا۔ مکمل کورس ... روپے

الحاج حکیم محمد عبداللہ فاضل طب ... پنڈی ... فون

دہلی فولاد

جسم میں جتنا چاہیں خون بڑھائیں۔ کمی خون، ضعف جگر ضعف معدہ و طاقت کیلئے بہترین ٹانک ہے

دہلی مصلح

تبخیر معدہ سوء مزاج معدہ قبض دائمی کیلئے بہترین دوائی ہے۔ ہر اسٹاکسٹ سے طلب فرمائیے۔

دہلی دواخانہ رجسٹرڈ، بیرون لوہاری انارکلی لاہور

خلافتِ راشدہ کانفرنس

مرکزی تنظیم اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام ۹،۱۰ مارچ
جمعہ ہفتہ انوار کو باغ لانگے خاں ملتان شہر میں ایک
عظیم الشان خلافت راشدہ کانفرنس ہو رہی ہے جس میں
مرکزی مبلغین و شعراء تنظیم اہلسنت پاکستان کے
علاوہ حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا مفتی
محمود صاحب، حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب، حضرت
مولانا عبیداللہ صاحب انور، علامہ خالد محمود، مولانا
عبدالستار خان نیازی، حضرت مولانا محمد صدیق امیر جمعیت
لائلپور کی شرکت متوقع ہے۔ (غلام قادر سربراہ)

(۴۴)

خدام الدین لاہور ۱۷ ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وسط رجب المرجب ۱۳۹۰ھ میں

ماہنامہ **انوارِ مدینہ** لاہور

اپنے دامن میں گرانقدر اور پر مغز نگارشات لیے ہوئے

۸۰۰۰

کی تعداد میں شائع ہو رہا ہے

جو

- حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند
- شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی
- شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانی
- استاذ العلماء حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور
- امام اہل سنت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری ملتان
- حضرت علامہ مولانا خالد محمود صاحب لاہور
- حضرت مولانا محمد ظہور الحق صاحب مدرس جامعہ مدنیہ لاہور
- جناب پروفیسر سلیم چشتی صاحب لاہور

کے بصیرت افروز علمی و تحقیقی مضامین

اور

حضرت مولانا عبدالمنان صاحب دہلوی ● جناب احسان دانش لاہور ● حضرت سید انور حسین صاحب نفیس رقم ● مولانا عبدالواحد صاحب دیوبند

وغیرہم کے روح پرور منظومات سے مزین ہوگا

بدل اشتراک: سالانہ ۵ روپے (طلباء کے لیے ۴ روپے) ششماہی: ۳ روپے

مشتہرین سے درخواست ہے کہ انوار مدینہ میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

نوٹ: سابقہ اعلان کے مطابق انوار مدینہ کو جمادی الثانیہ کے آخری عشرہ میں شائع ہو جانا چاہیے تھا لیکن بعض اہم مضامین کے بروقت نہ پہنچنے کی وجہ سے یہ معمولی تاخیر کرنی پڑی

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور فون نمبر ۶۲۹۳۲

(۴۵)

دارالعلوم اسلامیہ اشاعت القرآن ڈگری شہر کا پندرھواں سالانہ

جلسہ

بتاریخ ۹، ۱۰، ۱۱ اکتوبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ہو رہا ہے جس میں ۹ اکتوبر کو مولانا لال حسین صاحب اختر، قاری نورالحق صاحب، ۱۰ اکتوبر کو مولانا عبدالقادر صاحب آزاد، علامہ خالد محمود صاحب، مولانا محمد علی صاحب، اور جناب ابن گیلانی، حافظ محمد شریف نعت خواں، مولانا عبدالرحمن جامی مولانا امیرالدین، ۱۱ اکتوبر کو قاری محمد حنیف صاحب مولانا اشرف ہمدانی تقاریر فرمائیں گے۔

(حافظ محمد شفیع مہتمم دارالعلوم ہذا)

(۴۶)

حلقہ لاہور

پروفیسر علامہ خالد محمود مدظلہ العالی

جمعیۃ علماء اسلام لاہور نے اس نازک صورت حال سے نپٹنے اور قومی اسمبلی میں سرمایہ پرستی، سامراج اور سوشلزم کی علمی اور قانونی کمزوریاں ظاہر کرنے اور اسلامی نظام حیات کا سکہ جمانے کے لیے علامہ خالد محمود صاحب کو میدان انتخاب میں آنے کے لیے مجبور کیا ہے۔ قومی اسمبلی کو ایسے فکر انگیز اور بلند پایہ عالم دین و خطیب اسلام کی ضرورت ہے جو اسلام کی پوری طرح وکالت کر سکے۔

(۱) ایم۔ اے علوم اسلامی فسٹ
(۲) ایم۔ اے (تاریخ ادیان) برمنگھم یونیورسٹی آف انگلینڈ۔
(۳) پی۔ ایچ۔ ڈی کے رجسٹرڈ ریسرچ سکالر برمنگھم۔
(۴) مولوی فاضل (پنجاب یونیورسٹی) اور مولوی فاضل کے سالہا سال کے صدر ممتحن۔

علامہ صاحب حضرت شاہ رحمن دیوانؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ خاندان عرصہ دراز سے قادری سلسلے کے مطابق پنجاب میں روحانی فیوض کا مرکز رہا ہے۔ قیام پاکستان پر یہ خاندان امرتسر سے سیالکوٹ آباد ہوا۔ علامہ صاحب کی اپنی پیدائش لاہور کی ہے۔ ان کے والد پیر محمد غنی (بی۔ اے بی ٹی) ان دنوں ضلع لاہور میں گورنمنٹ سروس میں رہے آپ ان دنوں ایم۔ اے۔ او کالج لاہور میں صدر شعبہ فارسی کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور جامع مسجد سول سیکرٹریٹ کے مایۂ ناز خطیب ہیں جو دس سال سے اس غیر ذمہ دارانہ ماحول میں ہر مکتب فکر کے مسلمانوں کی علمی اور روحانی پیاس بلا معاوضہ بجھا رہے ہیں۔

علامہ صاحب قیام انگلستان کے دوران QUEEN BRIDGE سکول میں بھی تعلیم دیتے رہے ہیں اور بارہا انگلستان کے PANELS میں اسلام کی نمائندگی کی ہے۔ مسلمانوں کے معاملات میں وہاں کی عدالتوں میں آپ کو اسلام پر ایک AUTHORITY کی حیثیت سے دعوت دی جاتی رہی ہے۔

علامہ خالد محمود صاحب حلقہ ۳ قومی اسمبلی کے واحد امیدوار ہیں جن کا انتخاب عوامی پنچایتوں اور محلہ وار اجتماعات کے مشورہ سے ہوا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اسی تجویز کی تائید کی ہے۔

(۴۷)

خدام الدین لاہور ۱۷ ۲۰ نومبر ۱۹۷۰ء

جمعیۃ علماء اسلام کے نامزد امیدوار برائے قومی اسمبلی

جمعیۃ علماء اسلام کے انتخابی بورڈ کا اجلاس ۷ ستمبر ۱۹۷۰ء مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں زیر صدارت حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام کی صدارت میں ہوا۔ جس میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے امیدوار نامزد کئے گئے۔

(ناظم انتخابات دفتر جمعیۃ علماء اسلام)

نمبر شمار	حلقہ نمبر	اسم گرامی
۱	این ڈبلیو ۱ پشاور ۱	مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب
۲	〃 〃 ۲ 〃 ۲	میاں محمد جان صاحب
۳	〃 〃 ۳ 〃 ۳	صاحبزادہ عبدالباری صاحب
۴	〃 〃 ۴ 〃 ۴	مولانا عبدالحق صاحب
۵	〃 〃 ۵ ہزارہ ۱	مولانا عبدالحکیم صاحب
۶	〃 〃 ۶ 〃 ۲	حضرت مولانا غلام غوث صاحب
۷	〃 〃 ۷ 〃 ۳	قاضی محمد نواز صاحب
۸	〃 〃 ۸ 〃 ۴	حکیم عبدالسلام صاحب
۹	〃 〃 ۹ مردان ۱	مولانا سید گل بادشاہ صاحب
۱۰	〃 〃 ۱۰ 〃 ۲	مولانا حمداللہ صاحب
۱۱	〃 〃 ۱۱ مردان و ہزارہ	مولانا عبدالہادی صاحب
۱۲	〃 〃 ۱۲ ضلع کوہاٹ سالم	مولانا نعمت اللہ صاحب
۱۳	〃 〃 ۱۳ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں سالم	حضرت مولانا مفتی محمود صاحب
۱۴	〃 〃 ۱۴ ضلع بنوں سالم	مولانا صدرالشہید صاحب
۱۵	〃 〃 ۱۶ سوات نمبر ۱	مولانا عزیزالرحمٰن صاحب
۱۶	〃 〃 ۱۷ 〃 نمبر ۲	محمد افضل خاں صاحب
۱۷	〃 〃 ۱۸ دیر	قاضی عبدالسلام صاحب
۱۸	〃 〃 ۲۶ راولپنڈی ۱	مولانا محمد فاروق صاحب
۱۹	〃 〃 ۲۷ 〃 ۲	مولانا حکیم داؤد صاحب
۲۰	〃 〃 ۲۸ 〃 ۳	چوہدری مراد علی صاحب ایڈووکیٹ
۲۱	〃 〃 ۳۰ کیمبلپور ۱	حضرت مولانا پیر محمد کامران صاحب
۲۲	〃 〃 ۳۲ جہلم ۱	حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب
۲۳	〃 〃 ۳۹ سرگودھا ۱	مولانا قاری عبدالسمیع صاحب
۲۴	〃 〃 ۴۰ 〃 ۲	صوفی احمد یار صاحب
۲۵	〃 〃 ۴۲ 〃 ۴	مولانا شیر محمد صاحب اعوان
۲۶	〃 〃 ۴۵ میانوالی ۲	حافظ سراج الدین صاحب
۲۷	〃 〃 ۴۹ لائلپور ۱	حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب
۲۸	〃 〃 ۵۸ لاہور ۱	حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب
۲۹	〃 〃 ۶۲ 〃 ۵	چوہدری نور محمد عرف نتھی خاں میواتی
۳۰	〃 〃 ۶۵ 〃 ۸	حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی
۳۱	〃 〃 ۶۸ شیخوپورہ ۳	ڈاکٹر عبدالحق صاحب تارڑ
۳۲	〃 〃 ۷۰ گوجرانوالہ ۱	مولانا عبدالواحد صاحب
۳۳	〃 〃 ۸۱ ملتان ۳	مولانا سید پیر خورشید احمد شاہ صاحب
۳۴	〃 〃 ۸۲ 〃 ۴	قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ
۳۵	〃 〃 ۸۳ 〃 ۵	مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب
۳۶	〃 〃 ۸۵ 〃 ۷	مولانا فیض احمد صاحب
۳۷	〃 〃 ۸۶ 〃 ۸	صوفی محمد یار صاحب
۳۸	این ڈبلیو ۸۷ ملتان ۹	مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی
۳۹	〃 〃 ۸۸ ڈیرہ غازیخاں ۱	مولانا عبدالستار صاحب تونسوی
۴۰	〃 〃 ۸۹ 〃 ۲	مولانا غلام محمد صاحب
۴۱	〃 〃 ۹۰ مظفرگڑھ ۱	مولانا عبدالحمید صاحب
۴۲	〃 〃 ۹۱ 〃 ۲	مولانا دوست محمد صاحب قریشی
۴۳	〃 〃 ۹۲ 〃 ۳	مولانا محمد لقمان صاحب
۴۴	〃 〃 ۹۴ ساہیوال ۲	پیر ریاض الدین صاحب
۴۵	〃 〃 ۹۶ 〃 ۴	مقبول حسین شاہ صاحب ایڈووکیٹ
۴۶	〃 〃 ۱۰۰ بہاولپور ۱	سیٹھ عبدالخالق صاحب
۴۷	〃 〃 ۱۰۱ 〃 ۲	مولانا حبیب اللہ صاحب
۴۸	〃 〃 ۱۰۲ بہاولپور و بہاولنگر	حاجی میاں فیض احمد صاحب سقیانہ
۴۹	〃 〃 ۱۰۳ بہاولنگر ۱	حضرت مولانا محمد شریف صاحب
۵۰	〃 〃 ۱۰۵ رحیم یارخاں ۱	مولانا سراج احمد صاحب
۵۱	〃 〃 ۱۰۶ 〃 ۲	حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب
۵۲	〃 〃 ۱۰۸ ضلع جیکب آباد	مولانا سید احمد شاہ صاحب
۵۳	〃 〃 ۱۰۹ سکھر ۱	مولانا سید محمد شاہ صاحب
۵۴	〃 〃 ۱۱۰ 〃 ۲	حضرت مولانا عبدالکریم صاحب آف بیر شریف
۵۵	〃 〃 ۱۱۱ 〃 ۳	مولانا حافظ محمد اسعد صاحب ہالیجی شریف
۵۶	〃 〃 ۱۱۲ نوابشاہ ۱	پیر سید علی احمد شاہ صاحب
۵۷	〃 〃 ۱۱۳ 〃 ۲	مولانا عبداللطیف صاحب
۵۸	〃 〃 ۱۱۴ خیرپور ۱	مولانا بدرالدین صاحب
۵۹	〃 〃 ۱۱۸ حیدرآباد ۱	حاجی کرامت اللہ صاحب
۶۰	〃 〃 ۱۱۹ 〃 ۲	مولانا پیر عبدالقدوس صاحب
۶۱	〃 〃 ۱۲۰ 〃 ۳	حاجی محمد ابراہیم صاحب
۶۲	〃 〃 ۱۲۲ تھرپارکر ۱	حاجی محبوب علی خاں صاحب
۶۳	〃 〃 ۱۲۶ سانگھڑ سالم ضلع	مولانا حاجی عبدالمجید صاحب
۶۴	〃 〃 ۱۲۷ ٹھٹھہ سالم ضلع	مولانا نور محمد صاحب سجاول
۶۵	〃 〃 ۱۳۰ کراچی ۳	مولانا حافظ محمد اسمٰعیل صاحب
۶۶	〃 〃 ۱۳۴ 〃 ۷	حاجی دل مراد صاحب
۶۷	〃 〃 ۱۳۵ کوئٹہ ۱	مولانا عبدالحق صاحب
۶۸	〃 〃 ۱۳۶ 〃 ۲	مولانا عبدالغفور صاحب
۶۹	〃 〃 ۱۳۷ قلات ۱	مولانا محمد عمر صاحب
۷۰	〃 〃 ۱۳۸ 〃 ۲	قاضی عبدالحلیم صاحب
۷۱	〃 〃 ۳۸ گجرات ۴	میاں بشیر احمد سلیمی
۷۲	〃 〃 ۶۱ لاہور ۴	پروفیسر علامہ خالد محمود ڈبل ایم اے
۷۳	〃 〃 ۶۳ 〃 ۶	خواجہ محمد اسلم صاحب
۷۴	〃 〃 ۸۴ ملتان ۶	حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب

کل پاکستان نظام شریعت کنونشن منعقدہ ۱۲، ۱۳ شوال بمقام گوجرانوالہ

کے موقع پر

ہفت روزہ خدام الدین

نظام شریعت نمبر

کی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے

جس میں

اسلام کے عادلانہ نظام کے سیاسی، اقتصادی، قانونی، تعلیمی، معاشرتی اور دیگر پہلوؤں پر

ملک کے سربرآوردہ علماء کرام، وکلاء اور اہل قلم حضرات کی گرانقدر نگارشات شامل کی جائیں گی

(انشاء اللہ تعالیٰ)

چند لکھنے والے

- مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ
- حضرت مولانا محمد اسحاق سندیلوی کراچی
- حضرت علامہ خالد محمود لندن
- قاضی محمد سلیم صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
- جناب ارشد میر ایڈووکیٹ، گوجرانوالہ
- جناب ظفر علی ڈار ایم اے اقتصادیات گوجرانوالہ
- جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
- حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی
- مولانا سمیع الحق، اکوڑہ خٹک
- قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ
- حافظ عزیز الرحمٰن ایڈووکیٹ گوجرانوالہ
- جناب عبدالمتین چوہدری لاء کالج لاہور

اور دیگر حضرات

نمبر کی ضخامت اور قیمت کے بارہ میں اعلان بہت جلد کر دیا جائیگا

منجانب

ادارہ ہفت روزہ خدام الدین، اندرون شیرانوالہ گیٹ — لاہور

حضرت شیخ التفسیر کا منہاج درس تفسیر

مفکر اسلام علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی۔ فاضل دیوبند

مجتہد لوگ مر نہیں سکتے — وہ فقط راستہ بدلتے ہیں
انکے نقشِ قدم سے صدیوں تک — منزلوں کے چراغ جلتے ہیں

اس نازک دور میں جب کہ الحادی نظریات اور مادی قدروں کا سیلاب ہر مضبوط بند کے نیچے بھی اپنی راہیں نکال رہا ہے۔ ایسی ہستیاں تعداداً بہت کم ملیں گی جنہوں نے قرآن عزیز کو شاہراہ اسلام یعنی سنت اور سلف صالحین سے حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہر طبقے کے مسلمانوں کو کتاب اللہ سے وابستہ کرنے کی کوشش کی ہو اور اس آسمانی ہدایت نامہ کے درس و تفسیر کے لیے ایک ایسا منہاج قائم کیا ہو جس سے زیادہ سے زیادہ مسلمان اپنی زندگیوں کی تاریکیوں میں شمع فروزاں حاصل کر سکیں۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ اصولِ تفسیر میں لکھتے ہیں

"امت کے لیے فہم قرآن ازبس ضروری ہے کہ قرآن ہی خدا کی مضبوط رسی ہے وہی ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے اس میں نہ خواہشیں کچھ پیدا کر سکتی ہیں نہ زبانیں کچھ شک ڈال سکتی ہیں۔ بار بار دہرانے سے وہ پرانا نہیں ہوتا۔ اس کے عجائبات کبھی ختم ہونے کے نہیں۔ علماء کو اس سے سیری نہیں ہوتی۔ جو کوئی اس کے بموجب کہتا ہے سچ کہتا ہے جو کوئی اس پر چلتا ہے اجر پاتا ہے اور جو کوئی اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ عدل برتتا ہے۔ جو کوئی اس کی طرف بلاتا ہے۔ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔"

قرآن پاک کی تبلیغ و اشاعت جب تک عرب ہاتھوں میں رہی۔ اس کے معنی و موضوع اور مقاصد و مطالب سب وہی رہے جو دین فطرت کے صحیح ترجمان تھے اور ہمارے ان اسلاف نے جہاں تک ہو سکا قرآن فہمی میں تاویل و تکلف سے بچتے ہوئے ایسی دعوت فکر پیش کی جو دلوں کو اللہ کی عظمت اور اس کے تقویٰ سے بھر دے اور آخرت کی صحیح فکر پیدا کر کے انسانوں کو اسلام کی شاہراہ مستقیم پر ڈال دے۔

ان بزرگوں کا طریق یہی تھا کہ قرآن کریم کے سمجھنے میں جہاں مشکلات یا متشابہات پیش آئیں۔ صحابہ کرامؓ اور حضرات تابعینؒ کے فیصلوں کا احترام کیا جائے اور ان کی تفسیر کی روشنی ہی میں مرادات کلام باری کا تعین ہو اور آیات احکام میں خود مجتہد بننے کی بجائے مجتہد صحابہ اور آئمہ دین پر پورا اعتماد کیا جائے۔ اس انداز فہم سے قرآن پاک ان کے لیے ایک نہایت آسان کتاب تھی جو اپنے مطالب و مقاصد کے اعتبار سے دین فطرت کی صحیح ترجمان تھی ان کی نظر و فکر وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ کا۔۔۔۔ پوری طرح انجذاب کر چکی تھی۔

جب قرآن عرب سے باہر عجمی ممالک میں پہنچا تو یہ علاقے پہلے سے یونانی معیار دانش ہندی تفلسف مجوسی اوہام اور رومی نظریات حیات سے کافی حد تک متاثر تھے۔ جب اسلام کے فطری اصولوں کی ان انسانی فکروں سے ٹکر ہوئی جو محدود دستور و تجربہ کی حامل تھیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان مخالفین کی مدافعت انہی کے معقولی ہتھیاروں سے کی جائے تاکہ قلعہ اسلام کا ہر ممکن حملے سے پورا تحفظ ہو۔ اس موقع پر متکلمین سامنے آئے جنہوں نے بحمداللہ ہر محاذ کا پوری کامیابی سے سدباب فرمایا۔ جزاہم اللہ۔

لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی تھا اور اس انداز فکر سے کچھ بے جا تاویلات کا دروازہ بھی کھلنے لگا یہاں تک کہ تفسیر قرآن تکلفات کی ایک آماجگاہ بن گئی۔ آیات قرآنیہ سے ایسے دلائل لائے جاتے جن کی متحمل وہ آیتیں ہرگز نہ ہوتیں اور پھر اپنے مسلک کے خلاف پڑنے والی آیات پر تحریف کے ہاتھ اس طرح صاف کئے جانے لگے کہ خوارج و روافض جہمیہ و معتزلہ و مرجیہ جیسے فرقوں کے ہاتھوں قرآن پاک ایک انتہائی مظلوم و مجبور کتاب بن کر رہ گیا۔

یہ لوگ قرآنی مرادات کو سلب کر کے ان آیات کو ایسے معنی پہناتے جن پر نہ الفاظ دلالت کرتے اور نہ ہی ان معانی و مفاہیم کا ہی وہاں کچھ دخل ہوتا وہ دلیل اور مدلول دونوں میں عموماً غلطی کرتے اور اگر کہیں حکم صحیح بھی ہوتا تو مدلول میں نہ سہی دلیل میں غلطی ضرور ہو جاتی تھی۔

آپ کو ایسے علماء اسلام بھی ملیں گے جنہوں نے اس غلط انداز فکر پر تنقید کی اور ان شبہات کا پوری تحقیق سے ازالہ فرمایا لیکن وہ خود بھی لاشعوری طور پر ایسی لاطائل بحثوں کے عادی ہو گئے کہ مقصود قرآن نظروں سے اوجھل ہو گیا اور قرآن عزیز عملی زندگی میں روشنی پیدا کرنے اور فکر آخرت کو بیدار کرنے کی بجائے محض علمی ورزش اور اظہار قابلیت کا ایک ذریعہ بن کر رہ گیا۔ اس انداز بیان میں اگرچہ اسلام کے

ٹیلیفون نمبر ۶۲۵۳۵ — خدام الدین — لاہور

ماہنامہ الرشید ساہیوال لاہور کا

دارالعلوم دیوبند نمبر

مضامین کی اجمالی جھلک

● اسلامی مدارس ● دارالعلوم کے بانی ● دارالعلوم کے سرپرست ● دارالعلوم کے مہتمم ● دارالعلوم کے صدر مدرسین ● دارالعلوم کے شیوخ حدیث ● دارالعلوم کے اساتذہ ● دارالعلوم کی تفسیری خدمات ● دارالعلوم کی حدیثی خدمات ● دارالعلوم کی فقہی خدمات ● دارالعلوم کی تبلیغی خدمات ● دارالعلوم کی تصنیفی خدمات ● دارالعلوم کی ادبی خدمات ● دارالعلوم کی سماجی خدمات ● دارالعلوم کی تہذیبی خدمات ● دارالعلوم اور سیاسی تحریکیں ● دارالعلوم اور دینی تحریکات ● دارالعلوم کی فنی خدمات ● دارالعلوم کا مسلک اعتدال ● دارالعلوم اور فقہ ● دارالعلوم اور مشاہیر عالم ● دارالعلوم اپنوں کی نظر میں ● دارالعلوم غیروں کی نظر میں ● دارالعلوم کا ماضی و حال ● دارالعلوم کے طلبہ کا کردار ● دارالعلوم اور سلوک و تصوف ● دارالعلوم کے مشائخ ● دارالعلوم کے اکابر مشائخ ● دارالعلوم کی خصوصیات ● دارالعلوم اور تحفظ ختم نبوت ● دارالعلوم اور عشق رسالت ● دارالعلوم اور میدان خطابت ● دارالعلوم کے مناظر ● دارالعلوم کے منکر ● دارالعلوم اور فرق باطلہ ● دارالعلوم کی عمارات ● دارالعلوم اور عیسائیت ● دارالعلوم مرکز رشد و ہدایت ● دارالعلوم اور حنفی فقہ ● دارالعلوم اور تحفظ قرآن ● دارالعلوم اور تجوید و قراءت ● دارالعلوم اور مسند تفسیر ● دارالعلوم سے متاثرہ اکابر ● دارالعلوم اور تدریس ● دارالعلوم کے اشاعتی ادارے ● دارالعلوم کا پاکستان میں فیضان ● دارالعلوم کا فیضان عالم میں

اور اسکے علاوہ دیگر کئی عنوانات، قصائد، منظومات، خطوط

انشاء اللہ یہ نمبر عظیم تاریخی دستاویز ہوگا جس سے اصحاب علم و فضل ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے۔ اس ایک نمبر میں اتنا اور ایسا مواد مہیا ہوگا جو صد ہا کتب میں بھی شاید میسر نہ آسکے۔ دارالعلوم دیوبند اس برصغیر پاک و ہند کا ایسا مینارہ نور ہے کہ جس کی روشنی کی کرنیں شرق و غرب میں پھیلی ہوئی ہیں اور جس کا اعتراف اپنے پرائے سبھی کرتے ہیں۔ ابھی سے دارالعلوم دیوبند نمبر کا آرڈر بک کرا لیجیے۔ سائز ۲۰×۳۰، صفحات کم از کم ۵۰۰۔ قیمت: سفید کاغذ مع پیکنگ و رجسٹری خرچ ۱۸/- روپے۔ اخباری کاغذ ۱۵/- روپے ... علی الترتیب ۱۵/- روپے اور ۱۲/- روپے ...

جس کے بانیوں اور سرپرستوں

شاہ ولی اللہؒ کا تفکر، شاہ عبدالعزیزؒ کا تقویٰ، شاہ عبدالقادرؒ کی قرآن فہمی، سید شہیدؒ کا جذبہ جہاد، شاہ محمد اسحاقؒ کی جانبازی، حضرت مجدد الف ثانیؒ ... اور مولانا روم کا سوز و گداز تھا، اور جس نے امام ابو حنیفہؒ کی فقاہت، محدثین ... کے ذوق حدیث، صوفیائے عظام کے احوال و کیفیات ... جذبہ اتباع سنت کے امین و وارث تھے۔

دارالعلوم دیوبند جس نے

برصغیر میں کتاب و سنت کی شمع کو روشن رکھا، سنن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء کرکے بدعات و رسوم کو ختم کیا ... مسلمانوں کو بیدار کرکے ... مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرکے جابر انگریز کے خلاف ... تاریخ میں ... باب کا اضافہ کیا ... امام احمد بن حنبلؒ، مجدد الف ثانیؒ ... اور روشن عنوان بنایا۔

دارالعلوم دیوبند جو اس برصغیر میں

اسلامی غیرت و حمیت کا نشان اور ترجمان دین، خالص توحید، عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت صحابہ، احترام اسلاف اور علم و عمل کا ایک صد سال سے علمبردار ہے۔ اس کی صداقتوں ... اور دارالعلوم کے علمی و عملی کارناموں کو تاریخ سے متعارف کرانے کیلئے ماہنامہ الرشید ... ربیع الاول ۱۳۹۶ھ، مارچ ۱۹۷۶ء کو یکجا کرکے پیش کر رہا ہے۔

چند لکھنے والے

مجلس ادارت: فاضل حبیب اللہ جالندھری، عبدالرشید ارشد — معاونین: حافظ عتیق الرحمن، مولانا سعید الرحمن علوی ...

شعبہ کتابت: خطاط اعلیٰ سید نفیس رقم، عبدالرشید ...

اس کے علاوہ دیگر ... قلم ... کا ... جاری ہے ... اکابر مشاہیر ... اور مختلف ممالک اور ... کے تاثرات

مراسلت کا پتہ: فاضل حبیب اللہ ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ساہیوال ۔ عبدالرشید ارشد ایڈیٹر "الرشید" ساہیوال لاہور

مولانا عبیداللہ انور پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس لاہور ... چھپوا کر ... شائع کیا

علامہ خالد محمود کی تشریف آوری

جمعیۃ علماء اسلام جو تبلیغی وفد حضرت مولانا یوسف بنوری مدظلہ کی ہدایت کے مطابق جنوبی افریقہ کے دورہ پر گیا ہوا تھا۔ اپنا دورہ مکمل کرنے کے بعد رمضان کے دوسرے عشرے میں پاکستان آرہا ہے۔

اس وفد میں ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم اے، پی ایچ ڈی برمنگھم اور مولانا منظور احمد چنیوٹی شامل ہیں ان حضرات کا قیام ایک ہفتہ ہوگا۔ علامہ خالد محمود سے رابطہ اور ملاقات کے لیے حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ امیر انجمن خدام الدین اور مکتبہ رشیدیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے رابطہ قائم کریں۔

۵۲

میدانِ مناظرہ سے مرزائیت کا فرار

اہل اسلام کی شاندار کامیابی

پیش لفظ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین الذین ... امابعد

تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ افریقہ کے مغربی ساحل پر ختم نبوت کا قافلہ اترا۔ قادیانی برسوں پہلے یہاں آئے تھے اور یہاں کے عام لوگوں کی علمی بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے جا بجا ارتداد کے نشتر لگائے تھے۔ مرزا ناصر احمد نے ۱۹۷۰ء میں یہاں کا دورہ کیا اور "افریقہ بول رہا ہے" (AFRICA SPEAKS) کے نام سے اس نے اپنے اس دورے کی روئیداد شائع کی اس سے بات کھلی اور افریقہ کے مسلم حلقوں کو پہلی بار پتہ چلا کہ یہ لوگ اسلام کے نام سے کتنے سادہ دلوں کو ارتداد کی گود میں کھینچ چکے ہیں۔

شاہ فیصل مرحوم کو ان حالات سے بہت تعلق تھا۔ رابطہ عالم اسلامی اور دارالافتاء سعودی کی نظر اس حقیقت کا پوری طرح احاطہ کر رہی تھی۔ شیخ عبدالعزیز بن باز کا درد مند دل ارتداد کی ان اٹھتی لہروں سے تڑپ رہا تھا۔ پاکستان میں مغربی افریقہ کی یہ تحریریں ... دلوں پر ... کر رہی تھیں اور ختم نبوت پر کام کرنے والے علماء مغربی افریقہ میں ختم نبوت کا وفد بھیجنے کے لئے مضطرب تھے۔ محدث جلیل شیخ محمد یوسف بنوری صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے دل سے اخلاص سے بھرپور دعا نکلی اور ختم نبوت کا پہلا قافلہ علامہ خالد محمود صاحب اور مناظر اسلام مولانا منظور احمد چنیوٹی پر مشتمل ۳۱ راگست ۱۹۷۶ء کو نائیجیریا کی لاگوس ایئرپورٹ پر اتر گیا۔

۲ راگست کو ختم نبوت کا یہ وفد لاگوس سے آبادان پہنچا۔

مدیر المعہد العربی شیخ مرتضیٰ مالکی نے مع اپنے عملہ کے وفد کا استقبال کیا اور مدیر ... ابادان شیخ ... کے ہاں قیام پذیر رہے۔

ابادان کی مرزائی عبادت گاہ ... واقع اڈیکان کے اردگرد مسلمانوں کو ... سے مرزا غلام احمد کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ شیخ مرتضیٰ نے ... ٹیلیفون کیا تو ... ابادان کے دو معتبر آدمیوں کو ان کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہم ... میں بات کر لیتے ہیں لیکن بات غیر جانبدار جگہ میں ہونی چاہیئے۔

مرزائی امام نے کہا کہ ہم اس کے لئے تیار نہیں البتہ اگر تم ہماری مسجد میں آؤ تو ہم مناظرہ کے لئے تیار ہوں گے۔

۳ راگست کو شیخ مرتضیٰ اور شیخ عبدالوہاب خود ان کے پاس گئے اور بہت کہا کہ مناظرہ ہمیشہ غیر جانبدار جگہ پر ہوتے ہیں ہم اپنی مسجد کے لئے اصرار نہیں کرتے ... مگر انہوں نے ایک نہ مانی اور ہر طرح سے پہلوتہی کی۔ اب اس لئے کہ ان پر حجت پوری کی جائے ہم نے ان کے مرزائیت میں جانا منظور کر لیا اور اس کے ساتھ مرزائی امام نے تحریر دے دی تین موضوع قرار پائے (۱) ختم نبوت (۲) ظہور مہدی (۳) نزول مسیح۔ طے پایا کہ ۶ راگست کو ۳ بجے ان کی عبادت گاہ میں مناظرہ ہوگا جو ۶ بجے تک جاری رہے گا۔

مسلمان، علامہ خالد محمود صاحب اور مولانا منظور احمد صاحب کو لے کر دس منٹ پہلے ہی اڈیکان کے مرزائیت جا پہنچے ان کے ساتھ سعودی عرب کے علماء مبعوثین نائیجیری علماء و مبلغین اور بہت سے مسلمان زعماء بھی تھے۔ مرزائیت کا ہال مرزائیوں سے بھرپور تھا۔ اہل حق کتابوں کا صندوق لئے آپہنچے ... جا بیٹھے علماء اسلام کی تشریف آوری مرزائیوں کے لئے مصیبت اور پریشان دلوں کے لئے ایک ربانی سہارا تھی۔ اس وقت مسلم نوجوانوں کے ... اس حقیقت کا پتہ دے رہے تھے۔

۵۳

دو روزہ ختمِ نبوّت کانفرنس

منعقدہ شاہجہان مسجد ووکنگ

قادیانیوں کی بین الاقوامی وفات مسیح کانفرنس کے جواب میں انگلستان کے طول و عرض میں اسلامی کانفرنسوں اور جلسوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ووکنگ مسجد میں ختمِ نبوّت پر دو روزہ کانفرنس کا آغاز مورخہ ۵ راگست ۱۹۷۸ء ۶ بجے شام ہوا۔ کانفرنس کی یہ نشست ۹ بجے تک جاری رہی۔ صدارت حافظ محمد یعقوب صاحب سابق سیکرٹری تعلیم گورنمنٹ آزاد کشمیر نے کی۔ کانفرنس کی کاروائی قاری بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد ووکنگ کی تلاوت قرآن سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد مولانا محمود احمد صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی نے ایک گھنٹہ تک ختمِ نبوّت کے عنوان پر بیان کیا۔ ان کے بعد مولانا قاری بشیر احمد صاحب نے مرزا غلام احمد کی تحریکِ انتشار اور تکفیرِ ملّتِ اسلامیہ پر مدلل تقریر کی اور قادیانی لٹریچر سے اس کے حوالے پیش کئے۔ ان کے بعد ڈاکٹر علامہ خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر نے نہایت بلیغ اور عالمانہ انداز میں ختمِ نبوّت کی اہمیت کو سامعین کے سامنے پیش کیا اور ساتھ ہی مرزائیوں کے دجل اور فریب اور ریشہ دوانیوں کی نہایت مدلل انداز میں نقاب کشائی کی۔ جلسہ گاہ کے باہر قادیانی عامۃ المسلمین کو مغالطہ دینے کے لیے ختمِ نبوّت پر ایک پمفلٹ تقسیم کر رہے تھے۔ پمفلٹ اسی وقت جلسہ گاہ میں لایا گیا جس کے علامہ موصوف نے مسکت جوابات دیتے اور قادیانیوں کی دلفریب تحریروں کا ایسے انداز میں پردہ چاک کیا کہ سامعین ایسا محسوس کر رہے تھے کہ علم و عرفان کی بارش ہو رہی ہے، اور قادیانیوں کی تحریفات اور تلبیسانہ مکرو فریب کا کوئی ایسا گوشہ نہ چھوڑا جو کہ عامۃ المسلمین کے لیے عقدہ بنا رہے۔

آخر میں جناب ہاشمی صاحب نے آج کے اجلاس کے لیے اختتامی خطاب کیا اور ختمِ نبوّت کے پروانوں کے لیے عقیدت کے پھول برسائے۔ آپ نے ختمِ نبوّت کی خدمات میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ صاحبؒ بخاری، مولانا حبیب الرحمن صاحبؒ لدھیانوی، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ قادیانیوں نے سایہ تلاش کر کے انگریزی میں مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ موجبِ حیرت ہے۔ مرزا غلام احمد نے باوجود انگریزی نبی ہونے کے انگریزی میں کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اب قادیانیوں کا انگریزی زبان کے سایہ میں پناہ تلاش کرنا معنی خیز اور مغالطہ انگیز ہے۔ ہاشمی صاحب نے قادیانیوں کو مرزا غلام احمد کی سیرت پر انگریزی میں تقریری مناظرے کی دعوت دی اور فرمایا کہ تحریرات تو دونوں طرف سے لاتعداد موجود ہیں۔ تحریری مناظرے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ان میں جرأت ہے تو تقریری مناظرے میں سامنے آئیں۔ قادیانی جماعت کے ڈائری نویس نمائندے اس وقت مجلس میں شریک تھے۔

منتظمین کی طرف سے سب حاضرین کے لیے افطاری اور کھانے کا انتظام تھا۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر سب حاضرین لائبریری میں تشریف لے گئے اور وہاں دو نشستوں میں کھانے کی مجلس ہوئی۔

نشستِ دوم بروز اتوار ۶ راگست

ختمِ نبوّت کانفرنس کی دوسری نشست

کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس نشست کے صدر جناب قطب الدین عزیز وزیر تعلقات عامہ سفارت خانہ پاکستان تھے۔ شاہ جہاں مسجد ووکنگ سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ سب سے پہلے مناظرِ اسلام، فاتح ربوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تاریک زندگی کے اوراق اُلٹے۔ اس کی بناسپتی نبوت کو طشت از بام کیا۔ اور ختم نبوت کی حقانیت و اہمیت کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی گھناؤنی سیرت اس کی اصل کتب کے حوالہ جات سے پیش کی اور دلائل کا انبار لگا دیا۔ مولانا چنیوٹی نے مرزا قادیانی کو حدیث نبویؐ کا مصداق (کذاب) ثابت کرنے کے لیے اس کی کتابوں سے بیشمار جھوٹ اور بہتان جو اس نے انبیاءؑ پر لگائے ہیں، بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیے۔ آخر میں مولانا نے بتایا کہ چودھویں صدی کے متعلق جو مشہور ہے کہ یہ آخری صدی ہے یہ قرآن و حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ یہ کفریہ عقیدہ ہے اور یہ جھوٹ مرزا قادیانی نے گھڑ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ مہدی اور مسیح چودھویں صدی میں آئے گا۔ مولانا چنیوٹیؒ نے فرمایا کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ اور بہتان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی حدیث میں چودھویں صدی کا ذکر نہیں کیا۔ اگر کوئی قادیانی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایک حدیث بھی پیش کر دے جس میں چودھویں صدی کا ذکر ہو تو اسے مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ ان کے بعد علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے ختم نبوت اور خلافتِ راشدہ کا اعتقادی اور تاریخی رشتہ نہایت فاضلانہ انداز میں پیش کیا اور لوگوں کے بہت سے شبہات کا بڑے احسن طریق سے ازالہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفۂ اوّل ہونا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سامعین کے سامنے ایک حقیقت بن کر آ گیا۔ علامہ موصوف نے خلفاء کے چناؤ کا شرعی طریقہ بھی عالمانہ انداز میں حاضرین کو سمجھایا۔

علامہ خالد محمود کے بعد صاحبزادہ امداد حسین نے مرزا غلام احمد کی سازشی نبوت سے پردہ سرکایا۔ آپ کے بعد صدر محترم قطب الدین عزیز نے علماءِ اسلام کی شاندار خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ جو یہ حضرات انگریزوں کے خود کاشتہ نبوت کو بے نقاب کرنے کے لیے عمل میں لا رہے ہیں۔ آپ نے پاکستان میں قادیانیوں کے اقلیت قرار دیئے جانے پر تفصیلی تبصرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ یورپ میں اسلامی تبلیغ کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کو پورے نظم و فکر سے عمل میں آنا چاہیئے۔ آپ کے بعد مولانا حبیب الرحمان نے سورت کوثر پر تقریر کی اور ان کے بعد مولانا فضل کریم عاصم صدر جمعیۃ اہلِ حدیث نے اسلامی اتحاد پر مختصر تقریر فرمائی۔ آخر میں جناب حافظ یعقوب ہاشمی نے علامہ ڈاکٹر اقبال اور ختم نبوت کے موضوع پر ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی یہ نشست دعائے خیر سے عصر کی نماز پر ختم ہوئی۔ دعائے خیر مولانا قاری بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد ووکنگ نے کی۔

* * * *

نائیجیریا کی فضاؤں میں

علامہ خالد محمود اور مولانا منظور احمد کے تبلیغی دورہ کی رپورٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ط

۱۹۷۹ء کے بعد مغربی افریقہ میں ختم نبوت کی تبلیغ اور ردّ قادیانیت کا یہ دوسرا دورہ ہے اس کی ابتدار سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رئیس ادارت البحوث العلمیہ والافتار والدعوۃ والارشاد کی مساعدت سے ہوئی۔ دارالافتار نے راقم الحروف منظور احمد چنیوٹی اور فضیلۃ الشیخ دکتور علامہ خالد محمود دائرکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر انگلستان کے لیے اتر ٹکٹوں کا انتظام فرمایا۔ یہ ۱۹ ستمبر کا واقعہ ہے ۲۲ ستمبر کو علامہ خالد محمودؒ صاحب کو انگلستان تار دیا گیا کہ وہ جلد مکہ مکرمہ تشریف لے آئیں۔ موصوف ۲۹ ستمبر کو تشریف لے آئے۔ ۳۰ ستمبر کو ہم نے نائیجیریا کے ویزا کے لیے جدہ فارم داخل کر دیئے۔ یکم کو مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ ۲ اکتوبر کو ویزے مل گئے۔ دارالافتار کے مبعوثین جو افریقہ میں ہیں ان کے نام توصیات پہلے سے لے چکے تھے۔

پروگرام کے مطابق سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز کی خدمت میں حاضر ہونا اور وہاں ان کی دعا سے آغاز سفر کرنا تھا۔ شیخ ان دنوں طائف میں تھے۔ ۳ اکتوبر کو ہم دونوں طائف روانہ ہوئے رستہ میں معلوم ہوا کہ میرا سعودی عرب کا ویزا اس دن ختم ہو چکا تھا۔ مجبوراً رستہ سے واپس ہوتے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر رابطہ عالم اسلامی کے دفتر میں پہنچے۔ الامین العام شیخ محمد علی الحرکان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ان کے مساعد شیخ سفوت سقا الامینی اور دکتور فواد فخرالدّین سے ملاقات کی۔ مغرب کی نماز کے بعد الوداعی طواف کیا۔ جناب یوسف بٹ جدہ سے ٹکٹوں کو کنفرم کرا لاتے۔ ان کے مطابق ۴ اکتوبر ۷ بجے صبح مصری ائر لائن سے قاہرہ پہنچنا تھا۔ مکہ معظمہ سے جناب یوسف بٹ کی گاڑی پہ الوداعی سفر کیا۔ قاہرہ کی پرواز وقت کے مطابق تھی۔ ۹ بجے ہم قاہرہ پہنچ گئے۔ وہاں اس وقت ۸ بجے تھے۔ ساڑھے تین گھنٹے قاہرہ قیام رہا اور پھر مصری ائرلائن سے ہی نائیجیریا محمد مرتالا ائرپورٹ پر لاگوس اُترے۔

نائیجیریا میں سعودی سفارت کے ملحق دینی جناب شیخ عبدالرحمٰن بن عوین کو بذریعہ تار اس وفد کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ آپ نے ائر پورٹ پہ کنزالدین خریج معھد عربی ابادان کو ائرپورٹ پہ بھیج دیا تھا۔ اُترتے ہی ان سے ملاقات ہوئی اور ہم سیدھے شیخ موصوف کے دفتر مغرب کے وقت پہنچے۔ ائر پورٹ لاگوس پر ہمیں بفضلہ تعالیٰ کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ ہم

دورۂ گھانا کا عمومی تاثر

رپورٹ: مولانا منظور احمد چنیوٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ ۔

١ :- گھانا قادیانی جماعت کا مغربی افریقہ میں مضبوط ترین مرکز ہے ۔ گھانا میں مسلمان ۴۵ فیصد، عیسائی ۲۲ فیصد، قدیم مشرک قبائل ۳۰ فیصد اور باقی کچھ اور اقلیات ہیں ۔ قادیانی اقلیت تعداد میں بہت کم لیکن سماجی اثرات میں بہت زیادہ ہیں ۔ گھانا میں ۱۹۷۱ء کی رپورٹ کے مطابق ان کے ۳۱ سیکنڈری سکول ہیں ۔ ان میں سے کسی میں قادیانی طلبہ کی تعداد ۱۵ و ۲۰ سے زیادہ نہیں ۔ باقی طلبہ زیادہ تر مسلمان ہیں ۔ لیکن قادیانی اساتذہ اور منتظمین کی وجہ سے سکول کا عمومی اثر دینیات کا پیریڈ ارتداد کی کھلی دعوت ہے ۔ ان کی محنت جدید تعلیم یافتہ طبقے میں زیادہ ہوتی ہے ۔ عوام انہیں مسلمانوں کا ترقی یافتہ طبقہ سمجھتے تھے ۔ لیکن اب ان سے خاصے متنفر ہو رہے ہیں ۔

۲ :- دارالحکومت اکرا میں جہاں ہمارے خطابات ہوئے ۔ وہاں خطابات کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ بھی ہوتا تھا ۔ سوالات سے پتہ چلتا تھا کہ عوام بھی کسی حد تک قادیانیوں کے موقف اور استدلال سے واقف ہیں ۔ اس سے عیاں ہے کہ قادیانیوں کو یہاں کام کرنے کا بہت طویل اور موثر موقعہ ملا ہے ۔

۳ :- یہاں تعلیمی ادارے وہی لوگ قائم کرنے کے مجاز ہیں جنہیں حکومت کا محکمۂ تعلیم پہلے ایجوکیشن یونٹ کے طور پر تسلیم کر چکا ہے ۔ برطانوی عہد میں قادیانیوں کے کثیر تعداد ایجوکیشن یونٹ تسلیم ہوتے اور اسی راہ پر لوگ سکول کھولتے گئے ۔ بعد کے اخراجات سب حکومت دیتی رہی اور انگریز اس طرح یہاں پر قادیانیت کو کاشت کرتے رہے ۔ مسلمان جب اپنے ایجوکیشن ٹرسٹ کی درخواست دیتے اسے منظور نہ کیا جاتا ۔ تاکہ مسلمان بچے قادیانی سکولوں میں جانے پر مجبور ہوں ۔ قادیانی سکولوں میں تعلیم کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور وہاں زیادہ تر مسلمان بچے ہی پڑھتے ہیں ۔ اسی طرح عیسائی مشنری سکولز ہیں ۔ مسلمانوں کے سکول بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ مسلمان سفارتی سطح پر یہاں کی حکومت سے سکول کھولنے کی اجازت مانگیں تو ہو سکتا ہے کہ اجازت مل جائے ۔ لیکن مقامی مسلم جماعتیں کہیں بھی یہ اجازت نہیں لے سکیں ۔

۴ :- سعودی عرب کی حج پالیسی سے قادیانیت کو بہت دھچکا لگا ہے ۔ ان پر حرم کے دروازے بند ہونے سے ان کا غیر مسلم ہونا اب ہر شخص پر آشکارا ہو رہا ہے ۔ ہماری معلومات کے مطابق سعودی سفارت نے اس سلسلہ میں مخلصانہ مساعی سرانجام دی ہیں ۔ پاسپورٹوں کی چھان بین پر مراقبہ

ہفت روزہ خدّام الدّین لاہور کا

اپنے عظیم بانی شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

کے حضور

نذرانۂ عقیدت

یہ عظیم و ضخیم نمبر جو خدّام الدّین کی اعلیٰ ترین روایات کا علمبردار ہوگا حضرتؒ کے یوم وصال کے موقعہ پر ۲۳ فروری ۱۹۷۹ء کو پوری آب و تاب کے ساتھ منصۂ شہود پر آرہا ہے

چند لکھنے والے

- مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی ● مولانا محمد منظور نعمانی ● مولانا شمس الحق افغانی ● علامہ خالد محمود
- ڈاکٹر سیّد عبد اللہ ● سیّد محمد ازہر شاہ ● سیّد محمد انظر شاہ ● خان غازی کابلی
- مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی ● حافظ ریاض احمد اشرفیؒ اور متعدد دوسرے حضرات

کتابت اور طباعت کے اعتبار سے بھی یہ نمبر اپنی مثال آپ ہوگا اور صفحات ۴۰۰ سے زائد!

۱۰ فروری ۱۹۷۹ء تک سالانہ چندہ ساٹھ روپیہ ارسال کرنے والے حضرات کو یہ نمبر اسی قیمت میں پیش کیا جائے گا۔ اپنی ضرورت سے فوراً آگاہ کریں۔

اجمل قادری مدیر منتظم ہفت روزہ خدّام الدّین شیرانوالہ دروازہ لاہور

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۲۵ ٭ شمارہ ۴۹
۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ ۷ جون ۱۹۸۰ء

حی و قیوم اک فقط ہے ذاتِ ربِّ ذوالجلال

راولپنڈی کے قدیم علمی و دینی مرکز دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار کے بانی و مہتمم شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب کے سانحۂ ارتحال سے قارئین واقف ہو چکے ہوں گے۔ مولانا المحترم مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے اجتماع صد سالہ میں شریک ہوئے اور وہاں آپ کو اپنی مادرِ علمی کے فیضان کے عنوان پر خطاب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دیوبند کے بعد دہلی وغیرہ تشریف لے گئے اور واپس جو آئے تو حضرت المخدوم مولانا درخواستی زید مجدھم کی طرف سے خانپور میں ایک ایسے اجتماع کا اعلان ہو چکا تھا جس میں اکابرین دیوبند کثر اللہ سوادھم کے سبھی نام لیواؤں کو دعوت شرکت دی گئی تھی موصوف اپنے احباب و رفقاء سمیت وہاں بھی تشریف لے گئے اور ملی و مسلکی اتحاد کے لیے ہر قسم کی قربانی و ایثار کا کھلے بندوں اور خصوصی میٹنگ میں اعلان فرمایا۔ اس کے چند دن بعد وہ سعودی عرب تشریف لے گئے جہاں عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ حرمین شریفین زادھما اللہ تعالیٰ کرمًا کی عطر بیز اور روحانی فضاؤں سے قلب و نظر کو معمور کر کے شاگردانِ عزیز کی دعوت پر متحدہ عرب امارات تشریف لائے۔ یہاں ان کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ دوبئی کے ایک ہسپتال میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

یہ ۲۶ رمئی کا قصہ ہے۔ اسی دن رات گئے ان کی نعش راولپنڈی پہنچی۔

قریباً چالیس برس سے مرحوم کی علمی و دینی سرگرمیوں کا مرکز راولپنڈی تھا۔ پنڈی کے مرکزی بازار کی وسیع و عریض مسجد اور دارالعلوم ان کی مساعی کا ثمرہ اور ان کی محنتوں کے شجر

اس شمارہ میں

حی و قیوم اک فقط ہے . . . . (اداریہ)
تاکید ذکر اللہ (مجلس ذکر)
خلیفہ اول کے فیصلے (خطبہ جمعہ)
السلام علیکم
دارالعلوم دیوبند
وقف لازم
وغیرہ

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم : میاں محمد اجمل قادری
مدیر : محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ ۶۰/- روپے ششماہی ۳۰/- روپے
	سہ ماہی ۱۵/- روپے، فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ

سایہ دار کے سطور پر موجود ہے۔

اس مسجد و دارالعلوم میں وقت کے اکابر علماء و صلحاء تشریف لائے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا قاضی نور محمد، مولانا نصیر الدین غورغشتوی، مولانا ولی اللہ صاحب انہی شریف، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، متکلم اسلام مولانا محمد علی جالندھری اور محدث عصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اعیانِ ملت نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے بارہا اس مرکز کو نوازا۔ زندہ اکابر میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب، فدائے ملت مولانا سید محمد اسعد مدنی، حضرت مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر، مولانا مفتی محمود، علامہ خالد محمود وغیرہ حضرات نے یہاں کے پروگراموں میں شرکت کی۔

یوں یہ جگہ ہر قومی و ملی تحریک کا مرکز رہی اور یہ سب کچھ مرحوم کی جرأت و بے باکی، حوصلہ مندی اور مہمان نوازی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

فقیہ عصر قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے خصوصی شاگرد مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ موصوف کے خصوصی اساتذہ میں شامل تھے حضرت شاہ صاحب سے آپ نے ڈابھیل (گجرات) کے زمانہ تدریس میں استفادہ کیا اور پھر محدود عرصہ تک مختلف مقامات پر خدمت تدریس کے بعد پنڈی ڈیرہ ڈال لیا۔ مختلف قومی و ملی تحریکوں میں انہیں جیل جانے کا بارہا اتفاق ہوا اور ان تمام مراحل کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر صبر و استقامت سے سر کیا اور کبھی کسی قومی معاملہ میں پیچھے نہیں رہے۔ وہ پورے ملک اور بالخصوص راولپنڈی، اسلام آباد میں اہل حق کا مرکز اجتماع اور ان کی آبرو تھے۔

جس مدرسہ و مسجد کو انہوں نے خونِ جگر سے سینچا تھا اس کی آغوش میں ان کی نعش پہنچی، ہوائی اڈہ سے راجہ بازار تک سسکیوں اور آہوں کا طوفان تھا۔ ہر فرد اشکبار اور غمزدہ تھا کاروبار لپیٹ دیا گیا اور لوگ باگ اپنے مرحوم قائد کو آخری سلام کرنے کے لیے دھڑکتے دل کے ساتھ مرکز میں اکٹھے ہو گئے۔ پنڈی کے علاوہ دور دراز مقامات سے علماء صلحاء اور عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں پہنچے۔ اور پھر اسی لیاقت باغ میں جہاں ربع صدی سے زائد آپ نے عیدین کی امامت کرائی اس میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

جنازہ میں علماء و صلحاء، تاجر، طلبہ، وکلا اور ہر طبقہ کے افراد نے شمولیت کی۔ صدر پاکستان اپنے متعدد رفقاء سمیت شریک جنازہ ہوئے۔ جنازہ دیکھ کر حضرت امام الاحرار احمد بن حنبل قدس اللہ سرہ العزیز یاد آ گئے جو فرماتے تھے کہ ہمارا اور اہل بدعت کا فیصلہ جنازوں سے ہوگا۔

ان سطور کے راقم نے اپنے متعدد بزرگوں کے جنازہ میں شرکت کی، کسی قسم کا اہتمام نہیں، پروپیگنڈہ نہیں، اس کے باوجود ربِّ کائنات اپنے مخلص و صالح بندوں کے لیے رحمت کے دروازے وا کر دیتے ہیں۔ اور اس کا نظارہ ایسے مواقع پر ہوتا ہے۔ جنازہ میں وقار و سکون کا عنصر غالب تھا سسکیوں اور آہوں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی گئی اور پھر نعش اٹک لے جائی گئی جہاں چند سال قبل مرحوم نے جامعہ اشاعت الاسلام کے

خدام الدین لاہور ۹ ۱۷ اپریل ۱۹۸۱ء

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مانچسٹر

ایک اہم علمی استفتاء اور اس کا جواب

یہ استفتاء رنگون (برما) کے ایک عالم دین مولانا حافظ ابراہیم محمد ڈنکا نے جو ان دنوں ندوۃ العلماء لکھنو میں مزید تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسلامک اکیڈیمی مانچسٹر حضرت علامہ خالد محمود صاحب کی خدمت میں بھیجا ہے۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے اس کا جواب لکھا ہے۔ اسے نفع عام کے لیے خدام الدین لاہور میں شائع کر رہے ہیں ——— دفتر خدام الدین میں بھیجنے کی سعادت مجھے مل رہی ہے۔ محمد اقبال رنگونی ——— اسلامک اکیڈیمی مانچسٹر (انگلینڈ)

(۱) اُمتی کی صحیح تعریف کیا ہے؟

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ امتی ماننا جزو ایمان ہے یا نہ۔؟

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی رہیں گے یا نہ؟ اگر کوئی ان کو نبی نہ مانے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہوگا؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئے گی یا نہیں؟ اگر آئے گی تو وحی نبوت ہوگی یا وحی الہامی۔؟

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول مثل دیگر انبیاء کے معصوم رہیں گے یا نہیں؟

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسب سابق نبی کی حیثیت سے مانتے ہیں اور ان پر وحی کے آنے کے قائل ہوتے ہیں ختم نبوت کے مسئلہ پر اثر پڑنے کا اشکال صحیح ہے یا غلط؟

(۷) جو یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ ہی کا اتباع کریں گے مگر امتی نہ ہوں گے تو وہ اسلام سے خارج ہوگا یا نہیں۔؟

(۸) حضرت ابوبکر صدیق افضل الامۃ ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(۹) امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہوں گے یا یہ دو علیحدہ علیحدہ اشخاص ہیں۔

(۱۰) حضرت مسیح کا قبلہ تو بیت المقدس تھا۔ آپ نازل ہونے کے بعد کیا حج کریں گے اور مکہ آئیں گے۔

(۱۱) کیا یہ حدیث صحیح ہے۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما إلا اتباعی۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو کیا اس میں صاف مذکور نہیں کہ حضرت عیسیٰ اب زندہ نہیں ہیں۔؟

(۱۲) حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے پر یہود ونصاریٰ کی ملتیں ختم ہو جائیں گی تو کیا حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے فقہی امتیازات باقی رہیں گے یا سب کا فقہی مسلک ایک ہو جائے گا۔ بینوا توجروا

ابراہیم محمد ڈنکا عفرلہٗ

الجواب

حامداً ومصلیاً ومبسملاً اما بعد آپ کے سوالوں کے جوابات عرض خدمت ہیں:

(۱) امت سے مُراد مقتدی ہیں جو لوگ کسی ایک مقتداء کی اقتداء پر جمع ہوں وہ اس کی امت ہوں گے جس طرح نخبہ کے معنی منتخب کے اور رحلہ کے معنے مرحول الیہ کے ہیں اسی طرح لفظ امت فُعلۃ کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے جس کی امامت کی گئی وہ امت ہے۔

اقتداء کرنے والے جب کسی مقتداء پر اتفاق کرلیں تو جماعت بنتی ہے اس پہلو سے امت جماعت اور الجیل من الناس کو کہا جاتا ہے حق پر جمع ہونے والے افراد بھی اُمت شمار ہوتے ہیں کما نصّ علیہ صاحب القاموس لیکن یہ معنی مجازی ہوں گے۔

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر B.C.T.۰ ۲۳۶۷-۲۳۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۶/۲۰۷۶-۰۹-D.O.D مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲۰۶۱/۹/۴۰ - ۳۱۵۴۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء

مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور کا

جلسہ

تقسیم اسناد و تقریب ختم قرآن کریم

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۸۳ء بروز جمعہ
بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

صدارت

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور زید مجدہم

خطاب
ڈاکٹر علامہ مفکر اسلام خالد محمود

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان مدظلہ

خطیب العصر مولانا سید محمد عبدالقادر آزاد

جمعۃ الوداع

خطاب و نماز

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

ابتدائے خطبہ ۱- بجے
نماز ۲- بجے
بمقام جامع مسجد شیرانوالہ

عید الفطر

وقت پونے سات بجے
بمقام باغ شیرانوالہ
(بصورت بارش مسجد)

نوٹ: مستورات کیلئے پردہ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہوگا۔

ناظم انجمن خدام الدین لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷ — ہفت روزہ خدام الدین لاہور — ٹیلیفون نمبر

حبیب احمد

کراچی میں تدریبی دورۂ تفسیر

جامعہ انوار القرآن کراچی میں علامہ خالد محمود صاحب کا درس قرآن

جامعہ انوار القرآن کراچی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کی سرپرستی میں نارتھ کراچی کا مرکزی ادارہ ہے۔ موقوف علیہ تک دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ امسال مدرسہ ہذا میں مندرجہ ذیل عناوین کی روشنی میں تفسیر قرآن کا اہتمام کیا گیا:

۱۔ قرآن کریم اور بائبل کا تقابلی جائزہ ۲۔ قرآن کریم اور اہمیت ختم نبوت ۳۔ قرآن کریم اور مطالعہ حدیث ۴۔ قرآن کریم اور مسئلہ خلافت و امامت ۵۔ قرآن کریم اور شرح توحید و سنت ۶۔ تاریخ النبی الکریم ۷۔ سیرت النبی الخاتم ۸۔ تاریخ خلفائے راشدین ۹۔ تاریخ اکابر بنی امیہ ۱۰۔ خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھانے کے لئے دیوبند کی عظیم شخصیت علامہ خالد محمود صاحب کو انگلینڈ سے دعوت دی گئی۔ آپ نے تیس درسوں میں اس دورۂ تفسیر کو ختم فرمایا۔ ۹ جون ۱۹۸۳ء بروز جمعرات مندرجہ ذیل علماء اور طلباء اس سے فارغ ہوئے۔

۱۔ محمد اسماعیل فیض ولد حافظ فیض بخش صاحب : ایجنٹ مرچنٹ ٹمبر مارکیٹ جہانیاں منڈی، ضلع ملتان تحصیل خانیوال

۲۔ عبدالرحمن ساجد ولد حافظ عبدالرحمن صاحب : بمقام و ڈاکخانہ فتح پور، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی معرفت رنواز گلشن ٹیلر ماسٹر

۳۔ عبداللہ بیر ولد بشیر محمد صاحب : بمقام کوٹلہ جاکر ڈاکخانہ خاص براستہ جلال پور پیروالا تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

۴۔ تاج محمد ولد عبدالخالق صاحب : شہر مستونگ معرفت حاجی محمد ایوب دکاندار شاہوانی روڈ ضلع قلات، بلوچستان

۵۔ عبدالعزیز ولد عبدالاحد صاحب : حال مقیم جامعۃ الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

۶۔ محمد رمضان بابر ولد مولانا عبدالحق صاحب : چودھوان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، سرحد

۷۔ محمد فیاض ولد حاجی نیاز محمد صاحب : " " " " " " "

۸۔ عبدالمنان ولد امام بخش صاحب : " " " " " " "

۹۔ عبدالجبار ولد رحیم بخش صاحب : مدرسہ اسلامیہ صدیقیہ، معرفت حاجی محمد احمد صاحب، ڈاکخانہ جتوئی تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ

۱۰۔ محمد اشرف ولد میاں عبدالعزیز صاحب : بستی جاگروالی، ڈاکخانہ اسٹیشن ڈھاب ستیکا تحصیل و ضلع بہاولنگر معرفت مولانا عبدالغفار صاحب

۱۱۔ محمد اسلم ولد دلدار صاحب : چک $\frac{9-ج}{R\cdot B}$ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع فیصل آباد

۱۲۔ عبدالرؤف ولد درویش محمد صاحب : ایران، خراسان، تنشیغان، بائین خواف

۱۳۔ بشیر محمد ولد محمد عمر نیک کردہ : " " " " "

۱۴۔ ذوالفقار ولد نیاز احمد صاحب : جامعہ فاروقیہ ڈرگ کالونی کراچی ۲۵

۱۵۔ حبیب الرحمن راہیں ولد حاجی غلام رسول صاحب : معرفت حاجی غلام رسول آئرن اسٹور، میرواہ روڈ ڈگری شہر، ضلع میرپور خاص سندھ

۱۶۔ عبدالمتین قریشی ولد عبدالشکور قریشی : اسلامک ڈیکوریشن، گورنمنٹ کالج روڈ حیدرآباد سندھ

۱۷۔ فیض الحق ولد حافظ ملا الحق صاحب : دارالعلوم جامعہ اشرفیہ حقانیہ برمی کالونی G/36 لانڈھی کراچی نمبر ۳۶

۱۸۔ خالد محمود شہزاد ولد فضل احمد صاحب : معرفت ماسٹر برکت اللہ گورنمنٹ ہائی اسکول ڈہراں والا بمقام چک ۲/Z ۱۶۵ تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر

۱۹۔ محمد خان ولد عبدالرؤف صاحب : مدرسہ تعلیم الاسلام تبلیغی کالج، حب ریور روڈ مجاہد آباد کراچی نمبر ۱، درجہ دوم کمرہ نمبر 25

۲۰۔ عزیز احمد ولد مولانا منظور الٰہی صاحب : مدرسہ احیاء العلوم، ظاہر پیر تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان

۲۱۔ ظفر احمد ولد مولوی فضل حق صاحب : " " " " " "

۲۲۔ محمد حنیف ولد منظور احمد صاحب : " " " " " "

۲۳۔ عبدالسلام ولد مولوی محمد قاسم صاحب : " " " " " "

۲۴۔ محمد طیب ولد مولوی ضیاء الدین صاحب : " " " " " "

۲۵۔ عطاء المحسن ولد حافظ الٰہی بخش صاحب : " " " " " "

۲۶۔ عبدالرزاق ولد غلام سرور صاحب : بمقام چورکن ڈاکخانہ تنکانی تحصیل تونسہ شریف، ضلع ڈی۔جی خان

۲۷۔ فضل اکبر سواتی ولد نصر محمد صاحب : مدرسہ عربیہ اسلامیہ فیوچر کالونی سی ایریا لانڈھی، کراچی نمبر ۲۲

۲۸۔ حامد حسین بلوچ ولد عبدالکریم خان : بمقام نوروالا معرفت قاری محمد عبداللہ کلاتھ ہاؤس ترنڈہ محمد پناہ ڈاکخانہ خاص ترنڈہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

۲۹۔ عبدالسلام قریشی ولد ولی محمد قریشی : دوقبہ پکا قلعہ اشرف شاہ کا تکیہ مکان نمبر 786، حیدرآباد سندھ

۳۰۔ محمد اسماعیل انصاری ولد محمد ادریس انصاری : اکالی بھونگالین خواجباری روڈ مکان نمبر 1743، 8/2 حیدرآباد سندھ

۳۱۔ عبدالغنی بن یوسف، از تھائی لینڈ : GHANI YUSOF 166/4 PAKH BANG SEKHAM SHANAKH SONGKLA THAILAND

۳۲۔ محمد عبداللہ بن حبیب دوست : " " " "

۳۳۔ محمد اسماعیل ولد غلام قادر : بدین کھوسکی، سنگائل چک نفائلی چک

۳۴۔ محمد جمیل معاویہ ولد خان بہادر : 56—5/15/33 نئی کراچی

۳۵۔ رؤف عالم ولد حاجی محمد حسین صاحب : مدرسہ دارالعلوم جامعہ انصاریہ معرفت مولانا محمد اسماعیل صاحب برمی کالونی 36/3 لانڈھی گلی ۹ کراچی ۳۶

۳۶۔ محمد افضل رحمانی ولد حافظ شیر محمد صاحب : بمقام جھیلن والی ڈاکخانہ خاص سعد چنی گوٹھ تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

۳۷۔ محمد طاہر ولد اشرف علی صاحب : مدرسہ رشیدیہ قاسم العلوم معرفت فینسی ٹیلر اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۲، کراچی ۴۱

۳۸۔ نور کمال ولد صدیق احمد صاحب : مدرسہ عزیزیہ قاسم العلوم معرفت مولانا ابوبکر صدیق صاحب اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۲/۶ کراچی ۴۱

۳۹۔ محمد زکریا ذوقی ولد مشتاق احمد صاحب : معرفت مولانا نور الاسلام صاحب، مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ لودھی بستی کورنگی ۵ کراچی ۳۱

۴۰۔ نور عالم جوہری ولد بیت العالم صاحب : معرفت مولانا روح الامین صاحب، مدرسہ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ حقانیہ برمی کالونی لانڈھی

۴۱۔ محمد اشرف ولد محمد حسین صاحب : محلہ پرانی بھینڈی خانہ مسجد نزد شیرانوالہ باغ متصل اختر منزل گوجرانوالہ شہر

۴۲۔ عبدالستار حامی ولد صدرل صاحب : ضلع سبی تحصیل بہنانی، ڈاکخانہ کھوسٹہ معرفت حاجی عبدالحق جنرل اسٹور

۴۳۔ ابوالکلام ولد حاجی الو میاں صاحب : معرفت عبدالمجید دکاندار مارکیٹ احمد زمزمی، گدی قدیم محلہ شعلہ مکۃ المکرمہ، المملکۃ السعودیہ

مرزائیوں کے روزنامہ الفضل اور ہفت روزہ لاہور کی حیرت انگیز خیانت

حضرت مولانا تھانویؒ کی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں

ڈاکٹر خالد محمود از مانچسٹر

روزنامہ الفضل ربوہ کی ۵ مئی اور ۷ مئی کی اشاعت میں اور ہفت روزہ لاہور کی ۱۴ مئی ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں دوست محمد صاحب شاہد کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی اس کتاب میں مرزا غلام احمد کی کتابوں سے بھرپور خوشہ چینی کی ہے۔ اور کشتی نوح، نسیم دعوت، اسلامی اصول کی فلاسفی، آریا دھرم اور برکات الدعا وغیرہ کتابوں سے مختلف مضامین لئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے:

کہیں بھول کر بھی ان کے متعلق ساری کتاب میں ذکر نہیں فرمایا کہ یہ کسی مصنف کی کسی تصنیف سے لئے ہیں۔

ہم نے اس مضمون کو بار بار پڑھا اور یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ قادیانی مضمون نگار نے اپنے اس دعویٰ پر کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا غلام احمد کی کتابوں سے ہی لئے ہیں کہیں کوئی دلیل بھی پیش کی ہے؟ مگر افسوس کہ ہمیں پورے تجسس اور جستجو کے باوجود شاہد صاحب کے اس مضمون میں کوئی حوالہ نہیں ملا جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ مضامین حضرت مولانا تھانویؒ نے خود مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لئے ہیں۔

رہی یہ بات کہ جب ان کتابوں کے اقتباسات حضرت مولانا تھانویؒ کی کتاب میں موجود ہیں تو انہوں نے انہیں لازماً مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لیا ہوگا ایک گمان ہی گمان ہے جس پر دوست محمد صاحب اپنی طویل بحث میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے کسی اور مصنف سے یہ اقتباسات لئے ہوں اور مرزا صاحب نے بھی اسی مصنف سے اپنی کتابوں میں خوشہ چینی کی ہو اس بات کا فیصلہ کہ وہ مصنف پہلے ہوا ہے یا مرزا صاحب تاریخ کرے گی قرائن سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ وہ مصنف پہلے کا ہے اور اس کی پرانی تصنیف سے مولانا تھانویؒ اور مرزا صاحب نے یہ مضامین لئے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ اس مصنف نے مرزا صاحب کی کتابوں سے یہ مضامین بغیر حوالہ دئے لئے ہوں اور ان سے ایک ہی کتاب مرتب کرلی ہو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت تھانوی نے اس کتاب سے یہ مضامین اپنی اس تالیف میں لے لئے ہوں مرزا صاحب کی کتابوں سے نہیں؟ اور چونکہ انہیں بعض مصالح عقلیہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے اس لئے اس میں یہ بھی قید نہ رہی ہو کہ وہ باتیں کسی مسلمان کی ہوں۔ عقلی مباحث میں کسی غیر مسلم کی بات بھی لائق پذیرائی ہو سکتی ہے۔ یہ شرائط کی نقل نہیں کہ وسائط اسلامی ہی ہوں یہ عقلی مصلحت کا بیان ہے جس میں کافر کی بات لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اس احتمال کے ہوتے ہوئے دوست محمد شاہد کا دعویٰ کہ مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں

٦٢

ڈاکٹر علامہ خالد محمود

عذر گناہ بدتر از گناہ

خدام الدین کی ۲۹ جولائی ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں علامہ خالد محمود صاحب کا ایک جوابی مضمون دوست محمد شاہد قادیانی کے جواب میں شائع ہوا تھا۔ علامہ صاحب نے روزنامہ الفضل ربوہ اور ہفت روزہ لاہور دونوں پر خیانت کا الزام لگایا تھا اس کے جواب میں ہفت روزہ لاہور نے ۲۷ اگست کی اشاعت میں سرگودھا کے کسی بہل کا مضمون عذر گناہ بدتر از گناہ کے عنوان سے شائع کیا ہے یہ مضمون بجائے خود عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے جواب آل غزل کے طور پر اسی عنوان سے اس کا جواب ہدیہ قارئین ہے بشرطیکہ قادیانی اس عنوان کے اختیار کرنے کو کسب فیض نہ قرار دیں — ادارہ

ہفت روزہ لاہور نے سرگودھا کے محمد شبیر بہل کا ایک مضمون عذر گناہ بدتر از گناہ کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مضمون نگار نے قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے اقتباس بلا حوالہ درج کرکے گناہ کیا ہے اور ڈاکٹر خالد محمود نے حضرت مولانا کی صفائی پیش کرتے ہوئے اس سے بڑا گناہ کیا ہے اور پہلے گناہ کا عذر خود ایک گناہ بن گیا ہے۔

لیجئے پہلے اس بات کا جائزہ لیں کہ قادیانیوں کے نزدیک حضرت مولانا تھانوی نے کیا واقعی گناہ کیا ہے کہ ان کی کتابوں میں مرزا غلام احمد کی بعض عبارتیں پائی گئیں۔ اس سلسلہ میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے دوست محمد صاحب کے دوسرے شاہد عبداللہ ایمن زئی قادیانی کی رائے نقل کئے دیتے ہیں۔

مرزا صاحب کی کتابوں کے مضامین نقل کرتے ہوئے ان کی کتب کے حوالے کیوں درج نہیں کئے جو بظاہر بہت بڑا اخلاقی جرم ہے اور سرقہ کہلاتا ہے لیکن ایسی بات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے نامور عالم دین کے بارے میں ایسا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے جان بوجھ کر سرقہ کیا ان کے بارے میں ایسا کہنا ان پر تہمت تراشی ہے۔

(کمالات اشرفیہ ص۴۳)

اب آپ ہی سوچیں محمد شبیر بہل نے مولانا تھانویؒ کے عمل کو گناہ کہہ کر بقول عبداللہ ایمن زئی کیا ان پر تہمت تراشی نہیں کی؟ برادر اگر بہل صاحب نے حضرت تھانویؒ کے اس عمل کو گناہ نہیں کہا تھا تو اخر کس سے حضرت مولانا تھانویؒ کی صفائی عذر گناہ بدتر از گناہ کیسے ہو گئی؟ کچھ تو عقل سے کام لیا ہوتا۔

ممکن ہے کوئی قادیانی یہ کہیں کہ بہل صاحب نے عبداللہ ایمن زئی قادیانی کا مذکورہ رسالہ نہ دیکھا ہوگا ہم گذارش کریں گے کہ بہل صاحب خود بھی تو کہہ چکے تھے کہ حضرت تھانویؒ کے اس فعل کو سرقہ نہیں کہا جا سکتا ان کے خود اسی مضمون میں دیکھئے۔

ڈاکٹر خالد محمود صاحب کو حضرت مولانا تھانوی کے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصانیف میں سے عبارتیں اپنی کتاب میں شامل کر لینے کے بارے میں لفظ کسب فیض پر بھی اعتراض ہے۔ کیا انہیں اس بات پر بھی غصہ ہے کہ اس فعل کو سرقہ کیوں قرار نہیں دیا گیا؟ حالانکہ جب کوئی عالم دین اصلاح احوال کی نسبت سے کسی دوسرے عالم دین

٦٣

شیرانوالہ گیٹ لاہور میں

مرتب: ظہیر میر

تقابل ادیان کی علمی مجالس

انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور کے سالانہ دورۂ تفسیر میں امسال "مذاہب عالم کے تقابلی مطالعہ" کا اضافہ بھی کیا گیا۔ الحمد للہ یہ سلسلہ بہت کامیاب رہا۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کے ارشاد پر حضرت پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب سے کراچی رابطہ کیا گیا علامہ صاحب ان دنوں مدرسہ انوار القرآن کراچی میں علماء کو تدریسی دورہ تفسیر پڑھا رہے تھے۔ علامہ صاحب نے ۱۰ رجون سے ۲۰ رجون تک کا وقت شیرانوالہ گیٹ لاہور کے لئے عنایت فرمایا۔ ان دنوں علامہ صاحب کا روزانہ لیکچر ۳ بجے سے ۵ بجے سہ پہر تک ہوتا رہا۔

دن کے اس انتہائی گرم وقت اور روزے کی حالت میں نوجوانوں کا ان مجالس میں دور دراز سے چل کر آنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ طلبہ اور نوجوانوں میں آج بھی تلاش علم کا جذبہ پوری قوت سے کارفرما ہے۔ ظ
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!

مندرجہ ذیل موضوعات پر مذاہب عالم کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی۔ یہ تمام لیکچر ٹیپ بھی ہوتے اور طلبہ انہیں لکھتے بھی رہے۔

۱۔ شریعت محمدی میں توحید خالص کی لطیف رمزیں۔
۲۔ اسلام کا مسئلہ نجات اور دوسرے ادیان کے متوازی تکرارات۔
۳۔ ذات الٰہی میں فضل و عدل کے پیرائے۔
۴۔ اصول دین، توحید، رسالت اور آخرت۔
۵۔ اصول دین میں عدل و امامت کے اضافے۔
۶۔ قرآن کریم کی جمع و تدوین اور الٰہی حفاظت۔
۷۔ ترتیب قرآن میں تحریف کا عقیدہ
۸۔ خلفائے راشدین کے ایمان کی قرآنی شہادتیں۔
۹۔ عہد رسالت کو دنیوی پہلو سے ناکام سمجھنے کی یہودی ابتداء
۱۱۔ خلافت الٰہی کے بنیادی اصول
۱۲۔ بدون نبوت خلافت نبوی کے امامت کبریٰ آسمانی منصب نہیں۔
۱۳۔ آسمانی امامت کا عقیدہ امامیہ کی نبوت معنوی کا اقرار ہے۔
۱۴۔ کیا آسمانی امامت عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہے؟
۱۵۔ مسلمانوں کا نسخ فی الاحکام میں اہل کتاب سے اختلاف۔
۱۶۔ قرآن کریم کے اردو تراجم کا تقابلی جائزہ۔
۱۸۔ ملت اسلامی کی تعمیر میں صحابہ کا کردار
۱۹۔ اہل بیت پر تنقید کرنے کی تبیتیں۔

ان لیکچرز میں کثیر تعداد میں طلبہ اور سامعین شامل ہوتے رہے۔ مندرجہ ذیل حضرات کی حاضری باقاعدہ ہوتی رہی۔

۱۔ جناب یونس سیف اللہ ولد غلام محمد (ایم ایس سی)
۲۔ جناب امان اللہ ولد محمد شفیع (ایف ایس سی)

۳۔ جناب امجد یار خان ولد عبداللہ خان (ایم اے فاضل دیوبند)
۴۔ جناب حافظ محمد زاہد ولد مولانا محمد بشیر ایف اے
۵۔ جناب عبدالرؤف ولد عبدالقیوم ایف اے
۶۔ جناب ثناء اکرم ولد محمد اکرم ایف اے۔
۷۔ جناب عتیق الراشدی ولد حاجی اسلم ایف اے
۸۔ جناب شوکت تنویر ولد احمد دین بی ایس سی
۹۔ جناب محمد ظہیر میر صاحب ایم اے ایل ایل بی
۱۰۔ جناب محمد احمد ولد مولانا اجمل خان ایف اے
۱۱۔ جناب محمد عمران بی ایس سی
۱۲۔ محمد ہارون ولد محمد موسیٰ ایف اے۔

سیالکوٹ پاس نوجوانوں نے کثیر تعداد میں ان لیکچرز میں شرکت کی جن میں جناب غلام رسول ولد فتح الدین، جناب حافظ عبدالولی اعوان، جناب احمد فاروق، جناب عمران تنویر، جناب بشیر احمد ولد محمد شفیع، جناب غلام اکبر ثاقب، جناب حافظ محمد ثواب، جناب محمد سجاد ساجد ولد حاجی محمد نواز، جناب اسلم صدیقی ولد علی حسن، جناب ارشد فیاض اور مشتاق احمد زیادہ باقاعدہ رہے۔

علماء کرام میں سے مولانا امداد اللہ گکھڑوی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا ندیم احمد قاسمی فاضل دیوبند، قاری محمد صدیق میواتی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا قدرت اللہ عارف فاضل جامعہ مدنیہ، مولانا حبیب الرحمٰن (جڑانوالہ)، مولانا شبیر احمد (گوجرانوالہ)، مولانا محمد اسمٰعیل (گوجرانوالہ)، مولانا محمد اسمٰعیل دیکھارہ، مولانا عبدالوحید شرقی (ٹاؤن شپ لاہور)، حافظ محمد سلیم (جڑانوالہ)، مولانا محمد دین (چونیاں)، حافظ محمد ایوب (جڑانوالہ)، مولانا مختار احمد (چیچہ وطنی)، مولانا حافظ محمد تصور اقبال فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، حافظ سید احمد شاہ (مظفر گڑھ)، مولانا محمد اشرف (ترنڈہ شریف)، مولانا محمد سیرت (منگین آباد)، مولانا محمد ابراہیم (دھرم پورہ)، مولانا عبدالمالک (جھنگ)، حافظ محمد طاہر (سیالکوٹ)، مولانا سکندر حیات (میانوالی)، مولانا ابوالبشر (فرید پور بنگلہ دیش)، مولانا عبدالکریم (سیلس)، مولانا عزیز الرحمٰن (اٹک)، مولانا کفایت اللہ (ممالی)، مولانا غلام سرور شعیب (سیلس)، مولانا عبدالرشید (لاہور)، مولانا ارشد فیاض (لاہور)، مولانا عبدالرؤف (سرگودھا)، مولانا محمد یعقوب خان (قصور)، مولانا محمد ابراہیم (ٹنڈو اللہ یار)، مولانا عبدالقدوس سعدی (دریا خان)، مولانا شبیر احمد (لاہور)، مولانا محمد نفیس (لاہور)، مولانا عبدالستار

داخلہ

کشمیر کی پرکیف وادی چھنڈری میں آزاد کشمیر کی واحد اور تازہ دینی درسگاہ دارالعلوم تعلیم القرآن چھنڈری میں داخلہ ۱۰ رشوال سے شروع ہو رہا ہے۔

الحمد للہ دارالعلوم کو قابل ترین اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں خصوصاً درس حدیث کے لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خان صاحب (فاضل دارالعلوم دیوبند) نے اپنی خدمات پیش کر رکھی ہیں دورہ حدیث اور موقوف علیہ کے طلباء کو قیام و طعام کے علاوہ معقول وظائف بھی دئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دارالعلوم میں شعبہ حفظ و تجوید اور مکمل درس نظامی احسن طریقے سے پڑھایا جاتا ہے اور تمام طلباء کے لئے قیام و طعام کا اعلیٰ انتظام ہے۔

لہٰذا خواہش مند طلباء کرام ۱۰ رشوال تک اپنی داخلہ درخواستیں دفتر دارالعلوم میں جمع کرا دیں۔

راقم الحروف: مولوی محمد عبداللہ ناظم نشر و اشاعت دارالعلوم تعلیم القرآن چھنڈری پونچھ آزاد کشمیر

خدام الدین لاہور ۱۵ / ۱۰ ۱۹۸۳ء (ص ۱۹۲۰)

٦٤

جامعہ خیر العلوم ممتاز آباد ملتان کا سالانہ جلسہ

۲۱، ۲۲، ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ بروز جمعرات جمعہ ہفتہ ہونا قرار پایا ہے۔ مندرجہ ذیل علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں :-

۱- پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب فیصل آباد
۲- ابن امیر شریعت حضرت عطاء المنعم بخاری شاہ صاحب
۳- خطیب العصر حضرت مولانا سید عبد المجید شاہ صاحب
۴- خطیب پاکستان حضرت مولانا عبد الشکور دین پوری
۵- مفکر اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب لندنی
۶- مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑہ
۷- حضرت مولانا محمد حسین حیدری ملتان
۸- حضرت مولانا محمد یوسف رحمانی لودھراں
۹- حضرت مولانا عبد الغفور رحمانی شجاع آباد
۱۰- حضرت مولانا حافظ سلطان احمد صاحب ڈیرہ غازیخان

الداعی الی الخیر: محمد اسحاق مہتمم جامعہ خیر العلوم ممتاز آباد ملتان

(۶۵)

الخیر کا براۃ حضرت تھانویؒ نمبر

قادیانیوں کی جانب سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ قدس سرہ پر لگائے گئے بے بنیاد الزام محقق عصر ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ کے قلم سے تحقیقی، علمی اور تاریخی جواب۔

ساڑھے تین روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر ماہ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ کا شمارہ طلب فرمائیں۔

سٹاک محدود ہے۔

دفتر ماہنامہ "الخیر" جامعہ خیر المدارس ملتان

(۶۶)

نقطۂ نظر

جماعتی اتحاد کی طرف
مؤثر پیش رفت

گذشتہ ماہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے دو دھڑوں میں مصالحت کے لئے جو فارمولا متفقہ طور پر طے ہوا تھا اس کے مطابق مولانا محمد یوسف خاں امیر آل جموں و کشمیر جمعیۃ علماء اسلام نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی متفقہ مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۳ر جنوری ۱۹۸۶ء کو لاہور میں طلب کیا جو پروگرام کے مطابق ۱۱ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں شروع ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا محمد یوسف خاں نے ہی فرمائی۔

مجلس شوریٰ کے اجلاس کی متعدد نشستیں مدرسہ قاسم العلوم اور جامعہ مدنیہ لاہور میں ہوئیں جن میں ۲۹ ارکان نے شرکت کی جبکہ دو علیل ارکان حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالی اکوڑہ خٹک اور حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتان نے تحریری طور پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اجلاس میں سب سے پہلے مجلس شوریٰ کی چار خالی نشستوں پر علامہ ڈاکٹر خالد محمود لاہور ... منظور احمد چنیوٹی (۳) جناب آفتاب احمد ... راولپنڈی، اور (۴) جناب حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ لاہور کا انتخاب متفقہ طور پر عمل میں لایا گیا۔ اور یہ ارکان بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین

جلد ۳۰ شمارہ ۲۹

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی شمارہ : -/۲ روپیہ

پاکستان میں چندہ ــــ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

۱۵ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ

اجلاس میں شریک ہو گئے۔
اس کے بعد عہدہ داروں کے انتخاب کا مرحلہ پیش آیا اور گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے علامہ خالد محمود صاحب نے اصولی تجویز پیش کی کہ چونکہ جمعیۃ علماء اسلام کے اختلافات درخواستی گروپ اور فضل الرحمٰن گروپ کے عنوان سے معروف ہیں اور دونوں جماعتیں ان دو شخصیتوں کی طرف منسوب ہیں اس لئے نئی جماعتی کابینہ میں مؤثر عہدوں پہ ان دونوں کی موجودگی ضروری ہے کیونکہ اسی طرح حقیقی اتحاد کا تاثر قائم ہوسکے گا۔
اس اصولی تجویز کے بعد میانوالی کے مولانا محمد رمضان نے امارت کے لئے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور ناظم عمومی کے لئے مولانا فضل الرحمٰن کا نام پیش کیا۔ یہ تجویز خالصتاً مفاہمت اور اتحاد کے جذبہ کے ساتھ پیش کی گئی تھی لیکن امیر کے نام پہ دوسرے فریق نے اتفاق نہ کیا بحث بھی ہوئی تو مولانا محمد یوسف خان، مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد اجمل خان، مولانا محمد خان شیرانی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا سید امیر حسین گیلانی اور حاجی فقیر محمد خان پر مشتمل سات رکنی کمیٹی قائم کر دی گئی جس نے اپنا الگ اجلاس کیا مگر یہ کمیٹی کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکی۔
اس کے بعد اجلاس کی تیسری نشست میں امارت کے لئے مولانا درخواستی کا نام قبول نہ کرنے والے فریق نے بیس ارکان کے دستخطوں کے ساتھ ایک پینل پیش کیا جس میں حضرت مولانا عبیداللہ انور کو امیر اور مولانا فضل الرحمٰن کو ناظم عمومی تجویز کیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں حضرت درخواستی کے ساتھیوں نے مقابلہ پینل پیش کیا جس میں مولانا عبیداللہ انور کو امیر اور حاجی محمد زمان خان اچکزئی کو ناظم عمومی تجویز کیا گیا تھا اس پہ بھی بحث و مباحثہ ہوا اور بالآخر معاملات کو آگے بڑھانے کے لئے مفاہمت و مصالحت کے جذبہ کے تحت حضرت درخواستی کے بہی خواہ ارکان نے اپنا پینل واپس لے لیا۔ اور فریق ثانی کا تجویز کردہ پینل متفقہ طور پر منتخب ہو گیا جس کے تحت جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی عہدہ دار مندرجہ ذیل حضرات چنے گئے :-

سرپرست : مولانا محمد عبداللہ درخواستی
۲۔ مولانا میاں سراج احمد دین پوری

امیر : مولانا عبیداللہ انور

نائب امیر : ۱۔ مولانا سید حامد میاں (۲) مولانا محمد شریف وٹو (۳) مولانا عبدالکریم بیر شریف (۴) مولانا محمد اجمل خان۔

ناظم عمومی : مولانا فضل الرحمٰن

ناظم (۱) مولانا سید محمد شاہ امروٹی (۲) مولانا غلام ربانی رحیم یار خاں (۳) مولانا زاہد الراشدی (۴) مولانا حاجی فقیر محمد خان

سالار : خواجہ عبدالرؤف۔

خازن : حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ

اور اس طرح اتفاق رائے کے ساتھ ایک مشترکہ مرکزی تنظیم وجود میں آ گئی۔
اس کے بعد ایجنڈا کی تیسری شق جماعتی پالیسی پر بحث کا آغاز ہوا مختلف نقطہ ہائے نظر پیش کئے گئے ان پر مفصل بحث ہوئی اور آخری نشست میں دو تجویزیں اجلاس میں پیش کی گئیں پہلی تجویز میں ایم۔آر۔ڈی کا ذکر کئے بغیر یہ اصولی مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ وہ جماعتیں
۱۔ اسلامی نظام کے نفاذ کو بنیادی مقصد قرار دیں۔
۲۔ قیادت اور پالیسی میں جمعیۃ علماء اسلام کی بالادستی تسلیم کریں۔
۳۔ قادیانیت کی حمایت کرنے والے اور دینی مسلمات مثلاً دیت و شہادت وغیرہ ذالک کے بارے میں اسلامی احکام کے خلاف بیانات دینے والے راہ نما اپنے بیانات سے تحریری رجوع کریں اور تحریک ختم نبوت کی حمایت کرتے ہوئے آئندہ کے لئے دینی مسلمات کے خلاف بیان نہ دینے کا یقین دلائیں۔
اس تجویز کو جن ارکان شوریٰ کی حمایت و تائید حاصل تھی ان کے نام درج ذیل ہیں :-
۱۔ مولانا محمد عبداللہ درخواستی (۲) مولانا عبیداللہ انور ۳۔ مولانا محمد اجمل خان (۴) مولانا غلام ربانی رحیم یار خان۔ (۵) مولانا علامہ خالد محمود (۶) مولانا منظور احمد چنیوٹی (۷) مولانا محمد شریف وٹو بہاولنگر (۸) مولانا صدر الشہید بنوں۔ ۹۔ مولانا نعمت اللہ کوہاٹ (۱۰) مولانا قاری محمد امین راولپنڈی (۱۱) مولانا زاہد الراشدی (۱۲) مولانا علاؤ الدین ڈیرہ اسمٰعیل خان (۱۳) مولانا محمد فیروز خان ڈسکہ (۱۴) مولانا محمد رمضان میانوالی (۱۵) مولانا محمد زکریا، کراچی (۱۶) مولانا محمد یاسین جھنگ (۱۷) مولانا عبدالغفور، کوئٹہ (۱۸) مولانا مفتی احمد الرحمٰن، کراچی (۱۹) حاجی کرامت اللہ حیدرآباد ۲۰۔ مولانا عبدالحق، اکوڑہ خٹک (۲۱) مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتان۔ اس تجویز میں ایم۔آر۔ڈی میں شمولیت یا عدم شمولیت کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اصولی طور پہ دوسری جماعتوں کے ساتھ جمعیۃ جیسی دینی سیاسی جماعت کے تعاون کی دینی بنیادوں پہ بحث مقصود تھی۔ افسوس کہ کچھ لوگوں نے محض گروپ بندی کی عصبیت کے باعث اس اصولی تجویز کو نہ صرف مسترد کر دیا گیا بلکہ ایک رکن شوریٰ حاجی فقیر محمد خان نے یہاں تک کہہ دیا کہ ایسی شرائط کا پیش کرنا زیادتی ہے۔ ان حضرات کی طرف سے دوسری تجویز پیش ہوئی جس میں بغیر کسی شرط کے ایم۔آر۔ڈی میں شامل ہونے کا فیصلہ تھا۔
اجلاس سے قبل رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں کنوینر مولانا محمد یوسف خان اور دوسرے فریق کے ارکان پہ واضح کر دیا گیا تھا کہ جس طرح پہلے دو معاملات میں افہام و تفہیم اور اتفاق رائے کے ساتھ مشترکہ صورت نکالی گئی ہے اس مسئلہ میں بھی اتحاد و مفاہمت کو بنیاد بنانا ضروری ہے اور دونوں ذہنوں کو افہام و تفہیم کے ساتھ یکجا کرنا ضروری ہے تبھی بات آگے بڑھ سکے گی ورنہ اگر ایک دو ووٹوں کے ساتھ فیصلہ کو بنیاد بنایا گیا تو یہ فنی اور قانونی لحاظ سے تو ضرور فیصلہ شمار ہوگا لیکن اتحاد و مفاہمت کی فضا قائم نہیں ہو سکے گی۔ لیکن اس اصولی بات کو نظر انداز کر دیا گیا اور ہمارے اس دینی اختلاف کے باوجود اچانک رائے شماری کا فیصلہ کیا گیا جس کی مدد سے اجلاس میں موجود ارکان میں سے ۲۱ ارکان نے دینی شرائط والی تجویز کی حمایت کی تھی اور ۲۷ ارکان نے ایم آر ڈی میں غیر مشروط شمولیت کی تائید کی تھی اس پہ دوسرا فریق اجلاس سے واک آؤٹ کر گیا۔
اجلاس کے بعد دوسرے روز کنوینر مولانا محمد یوسف خان نے ایک فریق کو ساتھ لے کر ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اور قرار دیا کہ
- عہدہ داروں کا انتخاب متفقہ ہوا ہے اور نئی تنظیم قائم ہو گئی ہے۔
- شوریٰ کے ارکان کی اکثریت نے ایم۔آر۔ڈی میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔

اخباری نمائندوں کے پوچھنے پر مولانا محمد یوسف صاحب نے ایک فریق کے واک آؤٹ کرنے کی وجہ بتائی

زیر اہتمام
فرعِ تجوید و قرأۃ کی معیاری درسگاہ
مدرسہ اسلامیہ
فاروقیہ (رجسٹرڈ)
عقب کچہری ملتان
پاکستان

سالانہ عظیم الشان جلسہ
تبلیغی اصلاحی

بمقام
قاسم باغ قلعہ کہنہ
بتاریخ
۲۶/۲۷ اپریل ۱۹۸۵ء
بمطابق
۵/۶ شعبان المعظم
بروز
جمعۃ المبارک ہفتہ

علامہ عبدالستار تونسوی — صدر تنظیم اہل سنت پاکستان ملتان

سید خالد محمود — تنظیم اہل سنت پاکستان

محمد ضیاء القاسمی — ناظم اعلیٰ

نورالحق

عبدالقادر — ملتان

محمد امین صفدر — اوکاڑہ

سید عطاء المحسن بخاری

صاحبزادہ محمد اجمل قادری — لاہور

عبدالکریم

منظور احمد

عبدالغفار

بشیر احمد

محمد شریف

قاری عبدالحی

عبدالجبار

محمد عمر قریشی

خدا بخش

قاری عبدالسلام

عبداللطیف

محمد عارف

شمس الدین

محمد شفیع

کفایت اللہ

محمد صدیق

محمد اسماعیل انقلابی

المشتہر محمد عبدالرؤف ناظم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ عقب کچہری محلہ آسیہ آباد ملتان شہر

موت العالم موت العالم

حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحلت فرما گئے

إنا لله وإنا إليه راجعون

۱۳ اپریل بدھ کی صبح اپنے جلو میں اہل حق کے لئے یہ المناک خبر لے کر نمودار ہوئی کہ امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز کی نشانی، فکر ولی اللّٰہی کے امین، کاروانِ حق و صداقت کے سالارِ اعظم، عزم و ہمت کے پیکر، استقلال و استقامت کے خوگر، شرافت و اخلاق کے مظہر اور حق گوئی و بے باکی کے علمبردار، حضرت اقدس، امام الہدیٰ مولانا عبید اللہ انور دنیائے فانی سے منہ موڑتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

حضرت اقدسؒ گذشتہ ایک ہفتہ سے میو ہسپتال میں زیر علاج تھے ان کے جگر نے کام کرنا بند کر دیا تھا اور انہیں بے ہوشی کے عالم میں میو ہسپتال میں لایا گیا تھا۔ ہسپتال کے عملہ نے ان کی جان بچانے کے لئے پوری تندہی اور جانفشانی سے شب و روز محنت کی، کارکنوں اور عقیدت مندوں نے اپنے شیخ اور قائد کے حضور خون کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے قطاریں کھڑی کر دیں۔ پورے ملک میں علماء، اولیاء، صالحین اور عام مسلمانوں کے ہاتھ بارگاہ ایزدی میں دعائے صحت کے لئے اٹھ گئے اور جو کچھ بھی انسانی طاقت کے دائرہ میں تھا اس میں کوئی کسر باقی نہ رہی مگر ۲۸ اپریل کی صبح آٹھ بجے کے قریب معالجین نے تقدیر کے آگے ہتھیار ڈال دیئے کہ انسانی قوت و اختیار کا آخری نکتہ یہی ہے۔

معالجین کی طرف سے حضرت اقدس کی وفات کی تصدیق کے ساتھ ہی یہ المناک خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ریڈیو پاکستان نے ۱۱ بجے کی قومی خبروں میں اس المناک سانحہ کا اعلان کیا تو پورے ملک میں صفِ ماتم بچھ گئی جس نے سنا جگر تھام لیا محبت و عقیدت کے طوفانی جذبات نے آنسوؤں کی شکل اختیار کی اور اہل حق کے قافلے اپنے قائد کے آخری دیدار اور جنازہ میں شرکت کے لئے شیرانوالہ لاہور کی طرف رواں دواں ہو گئے۔

روزنامہ مشرق لاہور نے فوری طور پر ضمیمہ چھاپ کر لاہور کے گلی کوچوں میں خبر پھیلا دی، ریڈیو پاکستان کی قومی خبروں نے ملک بھر کے عوام کو اس خبر سے آگاہ کیا اور ٹیلیفون کے ذریعہ اہم مقامات پر اطلاع کر دی گئی۔ نماز جنازہ مغرب کے بعد یونیورسٹی گراؤنڈ میں پڑھنے کا اعلان کیا گیا اور ظہر کی نماز کے ساتھ ہی شیرانوالہ کی جامع مسجد مسلمانوں، کارکنوں اور عقیدت مندوں کے ہجوم کے سامنے اپنی تنگ دامنی کی شکایت کرنے لگی

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم بیماری کی خبر سن کر ایک روز قبل لاہور پہنچ چکے تھے۔ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی دامت برکاتہم بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ظہر تک شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم بھی پہنچ گئے۔ نماز ظہر کے بعد جامع مسجد شیرانوالہ میں تعزیتی اجتماع ہوا جس سے حضرت درخواستی، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، مولانا محمد اجمل خان، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا زاہد الراشدی اور مولانا محمد اشرف ہمدانی نے خطاب کیا۔ کارکنوں کے جذبات بے قابو ہو چکے تھے۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ اور اس تڑپتی سسکتی فضا میں اول الذکر تینوں بزرگوں نے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین کے طور پر حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم کی دستاربندی فرمائی۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، حضرت مولانا محمد اجمل خان اور حضرت حاجی غلام دستگیر صاحب نے حضرت اقدس کی میت کو غسل دیا۔ اس کے بعد نماز مغرب تک لوگ اپنے شیخ اور قائد کا آخری دیدار کرتے رہے حضرت اقدسؒ کے چہرے کی تروتازگی اور معصوم مسکراہٹ نے اہل دل کی اس بات کی ایک بار پھر تصدیق کر دی کہ اللہ والے مرتے نہیں صرف راستہ بدل لیتے ہیں۔

نماز مغرب کے بعد شیرانوالہ سے جنازہ اٹھا تو انسانوں کا سیل رواں اس کے ساتھ تھا۔ جنازے کا ہجوم دیکھ کر ایک بار پھر حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ کے جنازے کی یاد تازہ ہو گئی۔ لاہور کے پرانے شہریوں کا کہنا ہے کہ یہ جنازہ لاہور کی تاریخ کے دو چار بڑے جنازوں میں سے تھا۔

یونیورسٹی گراؤنڈ پہنچے تو جنازہ کے ہجوم سے زیادہ اجتماع وہاں پہلے سے موجود تھا۔ گراؤنڈ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گئی لوگوں کو صفوں کے اندر گھس کر صفیں بنانا پڑیں۔ اس کے باوجود گراؤنڈ میں جگہ نہ رہی اور بہت سے لوگوں کو گراؤنڈ سے باہر نماز میں شریک ہونا پڑا۔

ایک طویل مدت کے بعد علماء، صلحاء اور زعماء کے ساتھ عام مسلمانوں کا اتنا بڑا اجتماع دیکھنے میں آیا۔ نماز جنازہ حضرت درخواستی دامت برکاتہم نے پڑھائی۔

(باقی ۹ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدام الدین

جلد ۳۱ شمارہ ۱

بیاد: بانیٔ شیخ التفسیر امام المجاہد حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ

رئیس الادارہ: حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ

مجلس ادارت: عبدالرشید انصاری، ظہیر میر ایڈووکیٹ، انتظار حسین اسعد قادری

۳۰ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

نقطۂ نظر

متحدہ سنی محاذ کا قیام
اور
۶ ستمبر کا قومی سنی کنونشن

گذشتہ روز جامعہ ..... تنظیم اہل سنت پاکستان کے سربراہ علامہ عبدالستار تونسوی کی دعوت پر اہل سنت کی مختلف جماعتوں کے ذمہ دار حضرات کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں اہل تشیع کی طرف سے فقہ جعفریہ کے نفاذ کی تحریک، کوئٹہ کے واقعات اور جونیجو مرسوی معاہدہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور و خوض کے بعد اہل سنت کے حقوق و مفادات کے تحفظ اور سنی مطالبات کے سلسلہ میں رائے عامہ کو بیدار و منظم کرنے کی غرض سے متحدہ سنی محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اجتماع میں دیگر سنی جماعتوں کے ذمہ دار بزرگوں کے علاوہ امیر انجمن خدام الدین لاہور حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی، ..... علماء اسلام کے مرکزی راہنما ..... علامہ خالد محمود ..... اور مولانا زاہد الراشدی نے بھی شرکت کی اور اجلاس کے بعد رات کو تنظیم کی جامع مسجد میں حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی کی زیر صدارت جلسہ عام میں متحدہ سنی محاذ کے راہنماؤں نے اپنے آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کیا۔

ناشر میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

متحدہ سنی محاذ کے کنوینر حضرت مولانا عبدالستار تونسوی کے اعلان کے مطابق ۶ ستمبر کو اسلام آباد راولپنڈی قومی سنی کنونشن کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں شرکت کے لئے اہل سنت کے تمام مکاتب فکر اور طبقات کو دعوت دی جائے گی اور اس موقع پر سنی مطالبات کے لئے عمل لائحہ عمل کا اعلان کیا جائیگا۔

ایرانی انقلاب کے بعد سے پاکستان اور مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اہل تشیع نے اپنے تشخص کو ابھارنے اور سیاسی تفوق حاصل کرنے کے لئے جو منظم اور جارحانہ روش اختیار کر رکھی ہے اس سے پیدا شدہ خطرات و خدشات کی طرف ہم "خدام الدین" کے ان ہی صفحات میں متعدد بار اہل سنت کے راہنماؤں کو توجہ دلا چکے ہیں اور یہ خوشی ہے کہ اہل سنت کے بزرگوں نے دیر سے ہی مگر بالآخر اس امر پر غور و خوض کے لئے مل بیٹھنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے اور اپنے لئے ایک عملی راستہ کا انتخاب کر لیا ہے۔

مگر یہ بالکل ایک ابتدائی قدم ہے اور سنی حقوق و مطالبات کے سلسلہ میں کام ویسے جیسے سے آغاز ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ کام کو ٹھوس بنیادوں پر شروع کیا جائے اور اس کے لئے اہل سنت کے زیادہ سے زیادہ طبقات و مکاتب فکر کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ اس منظم منظراتی جدوجہد کا مضبوطی کے ساتھ سامنا کیا جا سکے جو پاکستان اور مشرق وسطیٰ میں اہل تشیع نے شروع کر رکھی ہے اور اہل سنت کے راہنماؤں کی غفلت اور مسلمان حکومتوں کی مصلحتوں کے باعث اپنی جڑیں مضبوط کرتی جا رہی ہے۔

متحدہ سنی محاذ کے قیام اور قومی سنی کنونشن کے انعقاد کا اعلان عام دور و دراز سے سوار سنی مسلمانوں کے لئے ایک حد تک قابل اطمینان ہے اور اس سے سنی راہنماؤں کی آزمائش اور امتحان بھی ہے کہ وہ "سنی محاذ" کے استحکام اور کنونشن کی کامیابی کے لئے کس ایثار اور خلوص کے مراحل سے گزرتے ہیں۔ جن حضرات نے اس مسلہ میں آگے بڑھ کر خود کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے ان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ "متحدہ سنی محاذ" کے تنظیمی ڈھانچہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے اہلسنت کے تمام مکاتب فکر اور طبقات کے ساتھ رابطہ کریں اور انہیں اعتماد میں لے کر اس محاذ کو زیادہ سے زیادہ مستحکم اور مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔

سنی محاذ کے راہنماؤں کو یہ بات ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کی تحریک محض ملک کے ایک اقلیتی مذہبی گروہ کی تحریک نہیں ہے بلکہ مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا جیسے حساس مسلم علاقہ میں سنی مسلمانوں کی غالب اکثریت کے علی الرغم اپنے اقتدار اور تشخص کو مسلط کرنے کی منظم اور مضبوط شیعی تحریک ہے اور اس کا مقابلہ صرف چند جلسوں، قراردادوں اور پمفلٹوں کے ذریعہ ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری سنی رائے عامہ کو بیدار اور منظم کرنا ہے اور یہ اہلسنت کے تمام مکاتب فکر اور طبقات کو کسی امتیاز کے بغیر ساتھ لے کر ہی ممکن ہے۔ اس لئے اگر سنی محاذ کے قائدین خلوص کے ساتھ اس جدوجہد کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو انہیں آپس کے گروہی اور جزوی جھگڑوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس محاذ پر کام کرنے والے تمام عناصر کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔

ہمیں امید ہے کہ "متحدہ سنی محاذ" کے راہنما اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں گے اور سنی رائے عامہ کو اپنے حقوق و مفادات کے لئے منظم و بیدار کرنے کی مقدس جدوجہد کے منطقی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اس صورت میں انہیں یقیناً پاکستان کے سنی علماء اور عوام کا بھرپور تعاون حاصل ہوگا اور وہ نہ صرف پاکستان میں اس جارحانہ تحریک کا راستہ روکنے میں کامیاب ہو سکیں گے بلکہ ان کا یہ جذبہ اور عمل دوسرے مسلم ممالک کے علماء اور عوام کے لئے بھی مثال بنے گا۔

لندن میں ختم نبوت کانفرنس

انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے اعلان کے مطابق ۴ اگست کو ویمبلے ہال لندن میں عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں دنیا بھر کے سرکردہ مسلم زعماء، دانشوروں، مشائخ عظام اور علماء کرام کے علاوہ پاکستان سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا زاہد الراشدی اور دیگر علماء بھی شریک ہو رہے ہیں۔

مرزا طاہر احمد کے ملک سے فرار اور لندن کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کے بعد یہ ضروری تھا کہ قادیانی گروہ کے تعاقب کے دائرہ کو وسیع کیا جائے اور برطانیہ اور دیگر ممالک میں بھی قادیانیوں کے عزائم اور سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے منظم جدوجہد کی جائے۔

انٹرنیشنل ختم نبوت کے سربراہ الشیخ عبدالحفیظ المکی اور ان کے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس مقدس کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مقدس مشن میں کامیابی سے ہمکنار کریں اور ان کی خدمات و مساعی کو دارین کی سعادتوں کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین!

کوئٹہ کے واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے

گذشتہ روز سینٹ میں وزیر داخلہ نے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ کوئٹہ کے حالیہ واقعات میں ۲۰ جانیں ضائع ہوئی ہیں اور انہوں نے اس خدشہ کا اظہار بھی کیا ہے کہ ان واقعات کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ کے شواہد موجود ہیں۔

فقہ جعفریہ کے جلوس کی طرف سے پولیس پر فائرنگ اور جواب میں پولیس کی کارروائی سے اس قدر قیمتی جانوں کا ضیاع انتہائی افسوسناک سانحہ ہے اور اس سے بھی زیادہ افسوسناک یہ انکشاف ہے کہ یہ واقعات غیر ملکی ہاتھ کی کارستانی کا نتیجہ ہیں۔

فقہ جعفریہ کے نفاذ کی تحریک کو جس انداز سے چلایا جا رہا ہے اور اس کے مطالبات کو جو رنگ دیا جا رہا ہے اس کے پیش نظر ہم اس سے قبل انہی صفحات میں توجہ دلا چکے ہیں کہ یہ ملکی تحریک نہیں بلکہ اس کے ڈانڈے غیر ملکی سیاسی عزائم سے ملتے ہیں اور اب وزیر داخلہ جیسی ذمہ دار شخصیت نے بھی اس خدشہ کی تائید کر دی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان واقعات کی فوری تحقیقات کرائے غیر ملکی ہاتھ کو بے نقاب کیا جائے۔

(..... ۱۳ .....)

انٹرنیشنل ختم نبوۃ مشن کے زیر اہتمام ویمبلے ہال لندن میں منعقد ہونے والی

عالمی کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ

(از قلم : ابو عمار زاہد الراشدی)

انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے زیر اہتمام ایک روزہ بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس ۴ اگست ۱۹۸۵ء کو ویمبلے کانفرنس سنٹر لندن میں انتہائی جوش و خروش اور تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔ کانفرنس میں برطانیہ کے مختلف شہروں سے ہزاروں مسلمانوں اور سینکڑوں علماء کرام کے علاوہ پاکستان، بھارت، سعودی عرب، بنگلہ دیش، مصر، افریقہ، متحدہ عرب امارات، کینیڈا، ماریشس اور دیگر ممالک سے ممتاز علماء کرام اور راہنماؤں نے شرکت کی۔

لندن کے مقامی اخبارات کی رپورٹ کے مطابق یہ اجتماع ویمبلے ہال میں مسلمانوں کے اب تک منعقد ہونے والے اجتماعات میں سب سے بڑا اجتماع تھا۔ کانفرنس کے ہال میں تین ہزار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی لیکن سارا دن بارش جاری رہنے کے باوجود نہ صرف ہال کھچا کھچ بھر گیا بلکہ بے شمار لوگ سیڑھیوں پر بیٹھے اور کھڑے رہے۔ اس کے باوجود بیشت سے افراد کو ہال میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے واپس جانا پڑا۔ اس کانفرنس کی پہلی نشست صبح دس بجے سے دو بجے تک اور دوسری نشست تین بجے سے سات بجے تک ہوئی اور مجموعی طور پر کانفرنس آٹھ گھنٹے جاری رہی۔

پہلی نشست کی صدارت مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سربراہ مولانا خان محمد، انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے صدر الشیخ عبدالحفیظ المکی اور مصری عالم الشیخ زہران نے کی۔ جبکہ دوسری نشست کی صدارت جمعیۃ علماء ہند کے سربراہ مولانا سید اسعد مدنی، الشیخ عبدالحفیظ مکی اور لندن میں سعودی سفارت خانہ کے وزیر مفوض الشیخ صادق نابی نے کی۔

کانفرنس کے آغاز میں تلاوت اور نظم کے بعد سب سے پہلے کانفرنس کے نام صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ جو لندن میں پاکستانی سفارت خانہ کے افسر مسٹر شزاد علی نقل مانی نے پڑھ کر سنایا۔

صدر نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ قادیانیت کا وجود عالم اسلام کے لئے کینسر کی حیثیت رکھتا ہے اور حکومت پاکستان مختلف اقدامات کے ذریعہ اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کر رہی ہے کہ اس کینسر کا خاتمہ کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کیا اور دنیا کو اس فریب سے آگاہ کیا ہے۔

صدر نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ نہ صرف ملت اسلامیہ کے ایمان کا بنیادی نکتہ ہے بلکہ انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین اور رحمت کی تکمیل کا عالمی پیغام بھی ہے انہوں نے انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کی طرف سے عالمی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کو سراہتے ہوئے اس مقدس مشن کے لئے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ صدر کے پیغام کے بعد جمعیۃ اہل السنۃ

مقدس مشن کا آغاز خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں کیا تھا۔ جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دعویداروں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اس وقت تک تلوار کو میان میں نہیں ڈالا جب تک ان کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں کر لیا۔

انہوں نے برطانیہ میں ختم نبوت کے نوجوان رضاکاروں کی تنظیم کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ یہ تنظیم ہمیشہ صدیق اکبرؓ کے نام سے کام کرے گی اور اس کے لئے تین سو تیرہ نوجوانوں کو بھرتی کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ جو مسلمان تحریک ختم نبوت میں شامل ہوں گے ان کا شمار حضرت صدیق اکبرؓ کی جماعت میں ہوگا اور وہ قیامت کے روز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار ہوں گے۔

انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے نائب صدر علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حیات اور نزول کے مسئلہ پر روشنی ڈالی اور کہا کہ قرآن و سنت کی روشنی میں ملت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نہ سولی چڑھے ہیں نہ ان پر موت آئی ہے۔ بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا ہے اور قیامت سے پہلے وہ نازل ہوں گے قرآن و حدیث میں ان باتوں کی تصریح موجود ہے۔ اور پوری ملت اسلامیہ کا عقیدہ یہی ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح قرار دینے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے عقیدہ سے انکار کیا اور قرآن و حدیث کی تحریف کر کے گمراہ کن تعبیرات دنیا کے سامنے پیش کیں۔

آل جموں و کشمیر جمعیۃ علماء اسلام کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ صرف مذہبی امت نہیں بلکہ سیاسی گروہ ہے جس نے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور مذہب کے لبادہ میں استعمار کی قوتوں کے آلہ کار کی حیثیت سے سیاسی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے قیام پاکستان کے وقت خود کو مسلمانوں سے الگ شمار کرا کے گورداسپور کو بھارت کے حوالہ کر دیا جس کے نتیجہ میں بھارت کو کشمیر کے لئے راستہ ملا اور نہ صرف مسئلہ کشمیر کھڑا ہو گیا بلکہ پاکستان اور بھارت کے درمیان تین جنگیں اسی کے باعث ہو چکی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ باقی ماندہ پاکستان کو ختم کرنے کی سازشوں میں مصروف ہے۔ اس لئے تمام دینی و سیاسی قوتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے پوری محنت کریں۔

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے قادیانیت کے پس منظر اور کردار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر پاکستان بھارت اور بنگلہ دیش میں فرنگی کے تسلط کے بعد ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے موقع پر مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان نے مسلمانوں سے غداری کرتے ہوئے انگریزی فوجوں کا ساتھ دیا اور مسلمان حریت پسندوں کے خلاف جنگ لڑی۔ اس کے صلہ میں فرنگی حکومت نے اپنی وفاداری کے لئے بنائی جانے والی جماعت کی سربراہی کے لئے مرزا غلام احمد کو منتخب کیا۔ اور اس کے سر پر جھوٹی نبوت کا جعلی تاج رکھ کر اسے مسلمانوں کے خلاف سازش کے لئے تیار کیا۔ اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے ساری زندگی انگریز کی وفاداری اور جہاد کی حرمت کا سبق دیا۔ اور اپنی نبوت کا مقصد اس کو قرار دیا کہ مسلمانوں کو انگریز کی وفاداری کیلئے تیار کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے قیام پاکستان کے موقع پر گورداسپور کو بھارت میں شامل کرا کے مسئلہ کشمیر کھڑا کرنے کی سازش کی اور قادیانیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے پاکستان کے قیام کو عارضی قرار دے کر اکھنڈ بھارت کی پیش گوئی کی۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے اکابر میں سے مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور مولانا اطہر علیؒ نے قیام پاکستان کی پُر زور حمایت کی تھی۔ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد مولانا آزادؒ اور حضرت مدنیؒ نے پاکستان میں اپنے پیروکاروں کو پاکستان کا وفادار رہنے کی تلقین کی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے لاہور میں دفاع پاکستان کانفرنس منعقد کر کے پاکستان کی حمایت اور اس کی حفاظت کے لئے جہاد کا اعلان کیا۔ جبکہ اس کے برعکس مرزا بشیر الدین محمود کو عارضی اور اکھنڈ بھارت کو یقینی قرار دینے پر آخر دم تک ڈٹے رہے اور انہوں نے مرنے سے پہلے اپنی قبر پر کتبہ لگانے کی وصیت کی کہ مجھے ربوہ میں بطور امانت دفن کیا جائے اور حالات سازگار ہونے پر میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کر دیا جائے۔ یہ کتبہ آن کی قبر پر آج تک موجود ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد قرآن و حدیث کی صریح نصوص پر ہے۔ اور اس کا انکار سراسر کفر ہے۔ مولانا نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف ختم نبوت کا انکار کیا، بلکہ خود کو "محمد رسول اللہ" قرار دے کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا۔

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے رابطہ سیکرٹری مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج قادیانی کو یہ شکوہ ہے کہ علماء ان کے خلاف سخت زبان استعمال کرتے ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریرات میں علماء کرام اور مسلمانوں کے خلاف جو زبان استعمال کی ہے اور جس طرح گندی گالیوں اور فحش گوئی کی بوچھاڑ کی ہے وہ کسی شریف انسان کی زبان نہیں ہو سکتی۔

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی کھلم کھلا توہین کی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف انتہائی بدزبانی کرتے ہوئے انہیں معاذ اللہ شرابی اور ان کے خاندان کو نعوذ باللہ بدکاری کا خیر خواہ لکھا ہے۔ اور بدکلامی و بدزبانی کی انتہاء کر دی ہے۔

بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سید عبدالقادر آزاد نے کہا کہ قادیانی اور دیگر باطل مذاہب کا تفصیلی مطالعہ اور ان کے طرز تبلیغ سے پوری واقفیت علماء کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ ان کا صحیح طور پر مقابلہ کر سکیں۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس سرہٗ کے جانشین مولانا میاں محمد اجمل قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس کانفرنس کی کامیابی کا تقاضا ہے کہ اس کو آگے بڑھایا جائے۔ اور مستقل ہیڈ کوارٹر قائم کر کے بیرونی ممالک میں قادیانی سازشوں کے سدباب کے لئے مؤثر اور مسلسل محنت کی جائے۔

سندھ اسمبلی کے رکن مولانا محمد زکریا نے خطاب کرتے ہوئے برطانوی حکومت سے اپیل کی ہے کہ برطانیہ کے سکولوں اور سرکاری محکموں اور تنظیموں و اداروں میں قادیانیوں کو مسلمانوں کی سیٹوں پر نمائندگی نہ دی جائے اور ان کے ساتھ

خدام الدین لاہور — ۳۴ — ۳۰ اگست ۸۵ء

پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور بھارتی حکومت کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں آئینی اور قانونی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام کرے۔

یہ اجتماع مسلم حکومتوں اور عالمی اسلامی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ بھارتی مسلمانوں کی جان ومال اور آبرو کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔

قرارداد ۹: یہ اجتماع ایران عراق جنگ کی طوالت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دونوں حکومتوں سے اپیل کرتا ہے۔ وہ اس جنگ کو فوری طور پر بند کر کے مسلمانوں کی جان ومال کی حفاظت کریں۔

قرارداد ۱۰: یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ جن قادیانیوں نے از خود پاکستان چھوڑ کر پاکستان کی دشمنی کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا ہے۔ ان کی پاکستانی شہریت کو فی الفور ختم کیا جائے۔ نیز جو قادیانی افراد ملازمین بیرون ملک سے درآمد شدہ کیسٹوں اور ویڈیو کیسٹوں کے ذریعہ ملک میں بغاوت پھیلانے میں مصروف ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

قرارداد ۱۱: یہ اجتماع بیروت میں اسرائیل، عیسائیوں اور نام نہاد شیعہ ملیشیا کی مشترکہ سازش کا شکار مظلوم فلسطینی اور ان کے اسلحہ سے شہید ہونے والے تمام شہداء فلسطین کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے اور ان مجاہدین کے خلاف کارروائی کرنے والوں کے معاون ممالک سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطینی دشمن عناصر کی امداد وحمایت سے باز رہیں۔

قرارداد ۱۲: یہ اجتماع کانفرنس ہال سے باہر قادیانیوں کی طرف سے اشتعال انگیز لٹریچر کی تقسیم کی مذمت کرتا ہے اور حکام کو توجہ دلاتا ہے کہ پر امن کانفرنس کے شرکاء کو اشتعال دلانے کی یہ کوشش ناقابل برداشت ہے لیکن اس کے باوجود کانفرنس کو پر امن رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

قرارداد ۱۳: یہ اجتماع شام میں اہل سنت کے قتل عام کے خلاف مسلسل اور وحشیانہ مظالم کی شدید مذمت کرتا ہے جس کے نتیجہ میں ہزاروں مسلمان شہادت پا چکے ہیں۔ یہ اجتماع حکومت شام سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ علماء دشمنی کا رویہ ترک کر کے رواداری اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے۔ دریں اثنا انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے راہنماؤں کا ایک اہم اجلاس لندن میں مشن کے سربراہ الشیخ عبد الحفیظ مکی کی صدارت میں ہوا۔ جس میں کانفرنس کی شاندار کامیابی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے تمام معاونین کا شکریہ ادا کیا گیا اور لندن میں مشن کا صدر دفتر قائم کرنے اور دیگر ممالک کے دوروں کے پروگرام پر غور کیا گیا۔ اجلاس میں صدر اجلاس کے علاوہ علامہ خالد محمود، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا زاہد الراشدی نے شرکت کی۔ ان راہنماؤں کا آئندہ اجلاس حج بیت اللہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں ہو رہا ہے جس میں آئندہ پروگرام کو حتمی شکل دی جائے گی۔

بقیہ: مجلس ذکر

جس طرح بعض جسمانی بیماریاں موت کے منہ تک پہنچاتی ہیں۔ اسی طرح بعض روحانی بیماریاں جہنم کے گڑھوں میں دھکیل دیتی ہیں۔ زندگی میں اس کا احساس تک نہیں ہوتا مرنے کے بعد پتہ چلے گا کہ میری اتنی راتوں کی نمازیں ضائع گئیں اور اتنے روزے بیکار گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے اعمال کی اصلاح فرمائیں اور خلوص جیسی نعمت سے نوازیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

(۷۱)

سہ روزہ سیرت النبی کانفرنس لاہور

لاہور: جامعہ محمدیہ قاسمیہ کے زیر اہتمام پانچویں سالانہ سہ روزہ سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کانفرنس انشاء اللہ مورخہ ۴-۵-۶ اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو جامعہ محمدیہ قاسمیہ، شاہ جمال ٹاؤن متصل ریلوے پھاٹک، فیروز پور روڈ بالمقابل بکچر فیکٹری والٹن روڈ۔ لاہور میں منعقد ہو رہی ہے جس میں جناب نفیس الحسینی، علامہ خالد محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد اجمل خاں، مولانا عبد القادر آزاد، قاری عبد الحی عابد اور متعدد دوسرے علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔ مولانا سیف اللہ خالد نے عامۃ المسلمین سے کانفرنس میں شرکت کی اپیل کی ہے۔

(۷۲)

قادیانی فتنہ کی تخم ریزی اور آبیاری برطانیہ نے کی تھی

اس لئے

قادیانیوں کے آخری گھر تک ان کا تعاقب ضروری تھا

پاکستان سے باہر "انٹرنیشنل تحفظ ختم نبوت مشن" ہر سطح پر قادیانیوں کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرے گا

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا زاہد الراشدی سے خصوصی انٹرویو!

جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز راہ نما اور مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی گذشتہ دنوں برطانیہ کے تبلیغی دورے اور انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس لندن میں شرکت کے بعد و حج بیت اللہ ادا کرتے ہوئے گوجرانوالہ واپس پہنچے اور ہمارے نمائندہ کے ساتھ گفتگو کے دوران انہوں نے اپنے بیرونی دورہ کے تاثرات کا اظہار کیا۔ اس گفتگو کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

سوال: مولانا! آپ کا شمار تحریک ختم نبوت کے ذمہ دار راہ نماؤں میں ہوتا ہے اور آپ نے اگست میں لندن میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت بھی کی ہے کیا آپ اس کانفرنس کی ضرورت پر روشنی ڈالیں گے؟

جواب: قادیانیت کا مسئلہ بنیادی طور پر پاکستان اور ہندوستان کا مسئلہ ہے لیکن چونکہ اس فتنہ کی تخم ریزی اور آبیاری برطانوی استعمار نے اپنے دور اقتدار میں نوآبادیاتی مقاصد کے لئے کی تھی۔ اور دنیا میں جہاں جہاں برطانوی اقتدار اور اثرات رہے ہیں وہاں اس فتنہ کے قدم بھی پہنچے ہیں بالخصوص پاکستان کے اوّلین وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ نے اپنے دور وزارت وزارت خارجہ کو قادیانیت کی تبلیغ و توسیع کے لئے پوری طرح استعمال کیا ہے۔ اس لئے دنیا کے مختلف حصّوں میں قادیانیوں کے اثرات اور مراکز موجود ہیں اور ایک عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ عالمی سطح پر قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تعاقب منظم طور پر کیا جائے۔ پھر پاکستان میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد مرزا طاہر احمد نے ملک سے فرار اختیار کر کے لندن کو

اپنی سرگرمیوں کا ہیڈ کوارٹر بنا لیا اور وہاں قادیانی جماعت کا مرکز قائم کرکے پاکستان اور اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کی مہم تیز کر دی تو اس ضرورت کا احساس دوچند ہو گیا۔ چنانچہ گذشتہ سال مکہ مکرمہ میں چند سرکردہ علماء نے جن میں مکہ مکرمہ کے الشیخ عبدالحفیظ المکی اور مولانا محمد مکی حجازی اور پاکستان سے مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا محمد ضیاء القاسمی سرفہرست ہیں باہمی مشورہ کے ساتھ انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے قیام اور لندن میں بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ عالمی سطح پر قادیانیوں کے یک طرفہ پراپیگنڈہ کا مؤثر جواب دیا جائے اور مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کو اس کانفرنس کے بارے بیدار کیا جائے۔

سوال: برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کا اس کانفرنس کے بارے میں کیا طرز عمل رہا؟

جواب: برطانیہ میں مقیم مسلمانوں نے پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور دیگر مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے کام کا میدان ان تین ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمان تھے اور ان مسلمانوں نے کانفرنس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا کانفرنس سے قبل برطانیہ کے مختلف شہروں میں ختم نبوت کے عنوان پر اجتماعات رکھے گئے تھے جن میں مسلمانوں نے بھاری تعداد میں پورے جوش و خروش کے ساتھ شرکت کی اور برطانیہ میں مقیم علماء کی ایک بڑی تنظیم "جمعیۃ علماء برطانیہ" نے باقاعدہ تنظیمی حیثیت سے کانفرنس کی کامیابی کے لئے ملک کے طول و عرض میں محنت کی۔

سوال: ختم نبوت کا مسئلہ عام مسلمانوں کا مشترکہ ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ اس کانفرنس میں دیوبندی مکتب فکر کے سوا دوسرے مکاتب فکر کو شریک نہیں کیا گیا!

جواب: ہم یہاں سے اسی جذبہ کے ساتھ گئے تھے کہ پاکستان کی طرح یورپ میں بھی تمام مکاتب فکر کے اشتراک کے ساتھ قادیانیت کے خلاف محاذ قائم کیا جائے لیکن وہاں پہنچنے کے بعد فرقہ وارانہ کشیدگی کی ایسی افسوسناک صورت حال سامنے آئی کہ فوری طور پر تمام مکاتب فکر کے ذمہ دار حضرات کو ایک جگہ جمع کرنا بظاہر مشکل نظر آ رہا تھا یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ یورپ کا معاشرہ جو گھریلو زندگی کے تصور اور قلبی سکون سے یکسر محروم ہونے کے باعث اسلام کی تبلیغ کا سب سے بڑا میدان بن سکتا ہے۔ وہاں فرقہ وارانہ کشمکش کی شدت اسلام کی تبلیغ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے بلکہ اسلام سے نفرت کا سبب بن رہی ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے اور مساجد کے جھگڑے اس قدر سنگین ہیں کہ الامان والحفیظ۔

اس صورت حال کو دیکھ کر ہم نے محسوس کیا کہ پہلی "بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس" کے موقع پر ایسا کوئی "رسک" نہیں لینا چاہئے جو کانفرنس کے بنیادی مقاصد میں ہی نقصان کا باعث بن جائے۔ چنانچہ ہم نے طے کیا کہ کانفرنس اور اس سے قبل ملک گیر دوروں میں فرقہ وارانہ اختلافات کو مثبت یا منفی کسی بھی طور پر چھیڑے بغیر اپنی ساری توجہ کانفرنس کے بنیادی مقصد پر مرکوز رکھیں گے۔ اس حکمت عملی کا یہ فائدہ ہوا کہ بالآخر دوسرے مکاتب فکر کے راہنماؤں کو بھی کانفرنس کے مقاصد کی اہمیت اور منتظمین کے خلوص کا احساس ہو گیا اور کانفرنس سے قبل بریلوی مکتب فکر کی نمائندہ تنظیم ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ اور اہل حدیث مکتب فکر کی تنظیم جمعیۃ اہل حدیث برطانیہ نے اخبارات میں باقاعدہ اشتہارات اور قراردادوں کے ذریعہ "بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس" کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا۔ جس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے اور مشترکہ جد و جہد کے سلسلہ میں محسوس کئے جانے والے خدشات کے ازالہ کے ساتھ آئندہ کے لئے تمام مکاتب فکر کے مشترکہ اجتماعات کی راہ ہموار ہو گئی۔

سوال: کانفرنس میں کن ممالک سے علماء شریک ہوئے؟

جواب: کانفرنس میں شرکت اور خطاب کرنے والے علماء میں بھارت سے جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا سید اسعد مدنی، بنگلہ دیش کے بزرگ دینی و سیاسی راہنما حافظ جی حضور، رابطہ عالم اسلامی کے نمائندہ ڈاکٹر حسن الجمل، سعودی سفارت خانہ کے نمائندہ الشیخ ناجی صادق المفتی، مصر کے الشیخ زہران، متحدہ عرب امارات کے الشیخ خلیل اور الشیخ اشتیاق حسین عثمانی، کینیڈا سے مولانا مظہر عالم اور پاکستان سے تحریک ختم نبوت کے سربراہ مولانا خان محمد کے علاوہ علامہ خالد محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد زکریا ایم پی اے کراچی، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا سید عبدالقادر آزاد، مولانا محمد یوسف خان آزاد کشمیر، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا قاری عبدالحی عابد، مولانا عبدالرؤف ربانی اور دیگر حضرات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

س: کانفرنس کی صدارت کس نے کی۔ اور تقاریر کن زبانوں میں ہوئیں؟

جواب: کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں پہلی نشست کی صدارت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مولانا خان محمد نے اور دوسری نشست کی صدارت جمعیۃ علماء ہند کے سربراہ مولانا سید اسعد مدنی نے کی۔ جبکہ انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے سربراہ الشیخ عبدالحفیظ المکی دونوں نشستوں میں اور مصر کے الشیخ زہران اور سعودی عرب کے الشیخ صادق ناجی المفتی ایک ایک نشست میں معاون صدر تھے کانفرنس میں مجموعی طور پر پچاس سے زائد تقریریں ہوئیں اور یہ تقاریر تین زبانوں اردو، عربی اور انگریزی میں ہوئیں۔

سوال: مرزا طاہر احمد نے گذشتہ دنوں اس کانفرنس کے بارے میں کہا ہے کہ حاضری کم تھی اور مقررین نے گالیاں دی ہیں اور عام لوگوں نے اس میں دلچسپی نہیں لی!

جواب: مرزا صاحب نے یہ کہہ کر اپنے حواریوں کو تسلی دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ کانفرنس کی حاضری کی صورت حال یہ تھی کہ بڑے ہال میں ۷۰ باقاعدہ نشستوں کے علاوہ ۵۰۰ زائد کرسیاں منگوائی گئی تھیں اور ساتھ کے ساتھ ایک فرشی نشست والا ہال نماز کے لئے الگ حاصل کیا گیا تھا۔ کانفرنس کا آغاز صبح دس بجے ہوا۔ اور

ساڑھے گیارہ بجے تک تمام نشستیں، سیڑھیاں اور راستے پُر ہو کر رنگ محاز والے خالی حال میں جانا شروع ہو گئے تھے۔ اور پھر یہ کیفیت شام سات بجے تک اسی طرح رہی۔ لندن کے اخبارات کی رپورٹ کے مطابق لندن میں مسلمانوں کی اب تک منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں یہ سب سے بڑی کانفرنس تھی۔

جہاں تک گالیوں اور بدزبانی کا تعلق ہے اس کا قصہ بھی سن لیں۔ جلسے وہاں پہنچنے کے بعد قادیانیوں نے حقیقت ذرا تیج سے یہ پراپیگنڈہ کیا کہ مولوی حضرات بدزبانی کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم نے قادیانیوں کو آئینہ دکھانے کے لئے کانفرنس کے ایک مقرر مولانا اللہ وسایا کے ذمہ یہ موضوع لگایا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی کتابوں سے وہ اقتباسات پڑھ کر سنائیں جن میں مرزا صاحب آنجہانی نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور دوسرے اکابر علماء کو گالیاں دی ہیں تاکہ تہذیب و شرافت کا شب و روز ڈھنڈورا پیٹنے والوں کے اپنے پیشوا کی زبان کا لوگوں کو علم ہو۔

اگر ان گالیوں کے سنانے سے مرزا طاہر احمد کو دکھ ہوا ہے تو اس کا شکوہ کانفرنس کے مقررین سے کرنے کے بجائے انہیں اپنے آنجہانی دادا مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر پر کرنا چاہئے۔

سوال: کیا آپ کانفرنس کی کامیابی اور اس کے نتائج سے پوری طرح مطمئن ہیں؟

جواب: بحمد اللہ تعالیٰ کانفرنس پوری طرح کامیاب ہوئی ہے۔ اور اس کے اثرات بھی ہماری توقعات سے بڑھ کر ہوئے ہیں۔ کامیابی کے بارے میں تو پہلے بتا چکا ہوں نتائج اور اثرات کے بارے میں آپ دو باتوں سے اندازہ کریں ایک یہ کہ کانفرنس کے فوراً بعد جب اس کی خبریں یورپ کے دوسرے ممالک میں پہنچیں تو کینیڈا، مغربی جرمنی اور دیگر ممالک کی طرف سے تقاضے شروع ہو گئے ہیں کہ ان کے ممالک میں اس نوع کی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ لیکن اس کے بعد چونکہ بیت اللہ کا موسم آ جانے کے بعد ان ممالک میں کانفرنسوں کا فوری انعقاد نہ ہو سکا۔ اب انشاء اللہ ان کا پروگرام جلد طے ہو گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کانفرنس سے ہمارا سب سے بڑا مقصد اس فتنہ کے سلسلے میں یورپی مسلمانوں کو بیدار کرنا اور وہاں کی رائے عامہ کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا تھا کہ اسلام اور قادیانیت دو الگ الگ مذہب ہیں، قادیانیوں کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قادیانی گروہ کے راہ نما خود کو مسلمان ظاہر کرکے اور اسلام کا نام استعمال کرکے دنیا کو اشتباہ اور دھوکہ کی جس کیفیت میں رکھنا چاہتے ہیں ملت اسلامیہ کے لئے وہ قابل برداشت نہیں ہے۔ چنانچہ اس مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے وہاں کے مسلمانوں نے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ اور انہیں مسلمانوں کی ایسوسی ایشنوں سے نکالنے کی مہم شروع کر دی ہے۔

کانفرنس کے بعد قادیانیوں نے بالہمے اور بریڈ فورڈ میں "احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن" کے نام اور "جلسہ ختم نبوت" کے عنوان سے اجتماعات کا اعلان کیا۔ جس پر وہاں کے مسلمانوں نے مقامی حکام سے احتجاج کیا اور انہیں اپنے موقف سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اپنا اجتماع ضرور کریں لیکن "ختم نبوت" اور "مسلم" کے عنوان سے ہم انہیں جلسہ نہیں کرنے دیں گے اس سے دھوکہ اور اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ برطانوی حکام نے مسلمانوں کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے قادیانی اجتماعات کے لئے پہلے سے کی ہوئی پبلک ہال کی بکنگ منسوخ کر دی۔

یہ واقعات اس امر پر شاہد ہیں کہ کانفرنس اپنے مقاصد کے لحاظ سے کامیاب رہی ہے۔

سوال: اب ذرا اپنے ملک میں واپس آتے ہیں یہ بتائیں کہ کیا آپ تحریک ختم نبوت کی موجودہ صورت حال سے مطمئن ہیں اور اس سلسلہ میں کیا تقاضے محسوس کرتے ہیں؟

جواب: مطمئن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ابھی بہت سا کام باقی ہے آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم قرار دیا جائے اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے قادیانیوں کو روک دیا جانے کے بعد ان آئینی و قانونی اقدامات پر عملدرآمد کا مرحلہ ابھی باقی ہے ملک کے مختلف حصوں سے عملدرآمد کے غیر مؤثر ہونے کی شکایات موصول ہو رہی ہیں اور بااثر قادیانی افسران ان میں مسلسل رکاوٹ ڈال رہے ہیں مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کا مسئلہ ابھی جوں کا توں ہے، کلیدی آسامیوں سے قادیانیوں کی علیحدگی کے بارے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ کا مطالبہ ابھی پورا نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی اہم مسائل ابھی حل طلب ہیں۔ اس لئے تحریک ختم نبوت کو از سر نو منظم کرنے اور تمام مکاتب فکر کے ذمہ دار راہنماؤں کو اعتماد میں لیتے ہوئے اس جد و جہد کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

سوال: آپ نے مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں تازہ صورت حال کیا ہے؟

جواب: اسلم قریشی کیس کے سلسلہ میں تازہ صورت حال یہ ہے کہ میجر مشتاق احمد کی سربراہی میں بننے والی ٹیم کے پاس یہ کیس آنے کے بعد سے تفتیش کا کام قطعی طور پر معطل ہے اور برائے نام بھی کوئی کام نہیں ہو رہا۔ مرکزی مجلس عمل نے اس ٹیم پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے لیکن نہ تو اس ٹیم کو ہٹایا گیا ہے اور نہ ہی یہ ٹیم کچھ کر رہی ہے۔ حال ہی میں اسلم قریشی اغوا کیس کے سلسلہ میں کچھ اور شواہد سامنے آئے ہیں جن کی بنیاد پر تفتیش کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے لیکن موجودہ ٹیم تک ان امور کو پہنچانے کو ہم ان قرائن کو سامنے کر دینے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس لئے نئی ٹیم کے انتظار میں ہیں۔

سوال: کیا انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کی پاکستان میں شاخ قائم کی جا رہی ہے؟

جواب: میں انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کا باقاعدہ ممبر نہیں ہوں اس لئے پوری ذمہ داری سے تو کچھ

نہیں کہہ سکتا البتہ میری معلومات کے مطابق مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اور انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں جو سمجھوتا طے پا گیا ہے کہ پاکستان میں تحریک ختم نبوت کی راہنمائی اور قیادت مجلس تحفظ ختم نبوت کرے گی۔ اور بیرون ملک اس جد وجہد کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مولانا خان محمد ہی کی زیر نگرانی انٹرنیشنل ختم نبوت مشن آگے بڑھائے گا اس لئے میرے خیال میں غالباً پاکستان میں مشن کی شاخ قائم نہیں کی جائے گی۔

سوال: مشن کے راہنماؤں کا مختصر تعارف کرا دیجئے۔

جواب: انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے سرپرست مولانا اسعد مدنی اور مولانا خان محمد، بھارت اور پاکستان کی معروف شخصیات ہیں نائب امیر مولانا منظور احمد چنیوٹی جنرل سیکرٹری مولانا محمد ضیاء القاسمی اور رکن شوریٰ علامہ خالد محمود بھی تحریک ختم نبوت کے ممتاز راہنماؤں میں سے اور قادیانیت کے محاذ پر ان کی خدمات تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔ البتہ مشن کے سربراہ مولانا عبدالحفیظ کی پاکستان کے عوامی حلقوں میں زیادہ متعارف نہیں ہیں اس لئے ان کے بارے میں مختصراً عرض ہے کہ مولانا عبدالحفیظ مکی پاکستان ہی کے رہنے والے ہیں جنہیں اب سعودی عرب کی شہریت حاصل ہے مکہ مکرمہ میں ایک عرصہ سے مقیم ہیں۔ کتابوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ اور مکہ مکرمہ کے معروف دینی ادارہ مدرسہ صولتیہ کے استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز ہیں ایک ممتاز علمی اور روحانی شخصیت ہونے کے علاوہ دینی جذبہ اور فکر و درد رکھنے والے باہمت راہ نما ہیں اور انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے قیام اور بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد میں شخصی طور پر سب سے زیادہ انہی کی تگ و دو کا حصہ ہے ان کی خواہش ہے کہ مشن کے کام کو پوری دنیا میں پھیلا دیا جائے اور ہر سطح پر قادیانیت کا تعاقب کیا جائے

سوال: مرکزی مجلس عمل کے راہنما تحریک ختم نبوت کو آگے بڑھانے کے لئے اب کیا لائحہ عمل اختیار کر رہے ہیں؟

جواب: ہمارے کام کا میدان اور طریق کار تو یہی ہوتا ہے کہ تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں اور علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش ہوتی ہے رائے عامہ کو تحریک ختم نبوت کے مطالبات کے سلسلہ میں منظم کیا جاتا ہے اور ایک عوامی دباؤ کے ذریعے حکومت کو مطالبات کی منظوری کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اب بھی یہی طریق کار اختیار کرنا ہوگا۔ ویسے تو اسلام کے نفاذ کی دعوے دار حکومت کو ختم نبوت جیسے اہم دینی مسئلہ کے حل تقاضوں کی تکمیل کے لئے عوامی مطالبات اور دباؤ کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ اس کا اپنا کام ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ مولانا محمد اسلم قریشی کا سراغ لگائے اور تحریک ختم نبوت کے مطالبات کو پورا کرے تاہم اس سلسلہ میں مجلس عمل کے مرکزی راہنما باہمی رابطہ قائم کر رہے ہیں ــــ اکتوبر کو

(باقی ۲۵ پر)

کس دین کی راہ پر ڈال رہے ہیں؟ مسلمان بچیوں کو عائشہ صدیقہؓ اور فاطمۃ الزہراءؓ کا طرز معاشرت سکھانے کے بجائے ان اوباش عورتوں کی معاشرت کا گرویدہ بنانے کی کوشش کرنا جن کے نام لکھنا خدام الدین کے صفحات کی توہین ہے یہ کس ضابطہ اخلاق کی پابندی اور کن ملی مقاصد کے حصول کی کوشش ہے؟

ارباب اقتدار، اصحاب دین و دانش اور وطن پاک کے باشعور باشندوں سے ہم التماس کرتے ہیں کہ اخبارات کے مؤثر ذریعہ ابلاغ کو قومی اور ملی تقاضوں کا پابند کیا جائے اور تحریک اصلاح ابلاغ عامہ پاکستان کے صدر جناب اقبال احمد صدیقی کے اس مطالبے کی تائید کرتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ کی تعمیر کے لئے قومی جرائد و اخبارات کو قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی سے روکا جائے۔

زاہد الراشدی

بقیہ : زاہد الراشدی

۲۴ اور ۲۵ تاریخ کو ربوہ میں دو روزہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں مرکزی مجلس عمل کے راہنما جمع ہوں گے۔ اسی طرح ساہیوال کے شہدائے ختم نبوت قاری بشیر احمد اور اظہر رفیق کی شہادت کو ایک سال مکمل ہونے پر ۲۶ اکتوبر کو ساہیوال میں شہدائے ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس موقع پر بھی مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں کا اجتماع ہوگا۔ اور باہمی صلاح مشورہ کے ساتھ تحریک ختم نبوت کو آگے بڑھانے کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کر لیا جائے گا۔

بقیہ : بچوں کا صفحہ

کو نہلانے کے لیے گھوڑ سواروں کے ذریعہ ہر روز دریائے گنگا سے تازہ پانی لانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بت کے قریب دو سو من وزنی سونے کی زنجیریں اور گھنٹیاں لٹک رہی تھیں جو پوجا پاٹ کے وقت بجائی جاتیں۔

یہ مندر اور اس کے گرد لمبا چوڑا شہر ایک قلعہ کے اندر محفوظ تھا۔ قلعہ کی فصیل کے باہر تین طرف گہری خندق تھی اور چوتھی جانب سے اسے سمندر کا پانی چھوتا تھا۔

قلعہ کے اندر مستقل حفاظتی دستے متعین تھے لیکن محمود غزنوی کی سومنات کی طرف پیش قدمی کی خبر پھیل جانے سے سارے ہند کے ہندو راجاؤں نے اس کی حفاظت کے لیے اپنی اپنی

۴ نومبر سوموار کے سنی کنونشن میں ملک بھر سے ہزاروں فرزندانِ توحید شرکت کریں گے

علامہ عبدالستار تونسوی کے زیر قیادت سنی کنونشن نیلا گنبد لاہور میں منعقد ہو گا

ملتان (۵ اکتوبر) ایران میں شیعہ حکومت کے قیام کے بعد پاکستان میں اہل تشیع کی بڑھتی ہوئی فساد انگیز ... پروپیگنڈہ اور عظمت و ناموس اصحاب رسولؐ کے تحفظ و دفاع کے لیے ۴ نومبر بروز سوموار ... جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں ... کے زیر اہتمام سنی کنونشن انتہائی تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ملک بھر سے مختلف مکاتب فکر کے مشائخ، علماء کرام، دینی سکالر، دانشور، صحافی اور وکلاء شرکت فرما رہے ہیں۔

کنونشن کے کنوینر ... قائد اہل سنت مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالستار تونسوی، صدر تنظیم اہل سنت پاکستان ... جن حضرات کی کنونشن میں شرکت متوقع ہے ان میں حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی ... شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن صاحب کراچی، پیر طریقت ... [illegible]

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی

[illegible]

بقیہ: سنی کنونشن

جھنگ، مولانا اسد اللہ قاسمی جھنگ، مولانا محمد ابراہیم ام المدارس فیصل آباد، مولانا سیف اللہ اکرم لاہور، مولانا قاری عبدالحی عابد مولانا قاری سعید الرحمٰن، مولانا حسین، مولانا احسان اللہ فاروقی لاہور، مولانا انور کلیم، مولانا عبدالعلیم، مولانا قاری محمد الیاس، مولانا محمد صابر سرہندی، حاجی ضیاء الدین، مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، مولانا مفتی غلام قادر صاحب، مولانا غلام حسین حاصل پور، مولانا حبیب اللہ ساہیوال۔ ان حضرات کے علاوہ

حواشی وحوالہ جات

⊙ مولانا صلاح الدین فاروقی (پیدائش: دسمبر 1948ء): جائے پیدائش ٹیکسلا ضلع راولپنڈی ہے۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف دینی جماعتوں اور تحریکوں میں شامل رہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ سے بیعت کا تعلق رہا۔ اپنے وقت کے اکابر علماء ومشائخ سے مستفید ہوئے، کئی رسائل، پمفلٹ اور کتابیں تالیف فرمائیں۔

①	20 اپریل	1962ء	صفحہ: 10
②	اگست	1962ء	صفحہ: 18
③	7 ستمبر	1962ء	صفحہ: 18
④	5 اکتوبر	1962ء	صفحہ: 16
⑤	19 اکتوبر	1962ء	صفحہ: 18
⑥	30 نومبر	1962ء	صفحہ: 3
⑦	22 فروری	1963ء	صفحہ: 4
⑧	3 مئی	1963ء	صفحہ: 12
⑨	30 اگست	1963ء	
⑩	4 اکتوبر	1963ء	صفحہ: 6
⑪	11 اکتوبر	1963ء	صفحہ: 18
⑫	18 اکتوبر	1963ء	صفحہ: 18
⑬	25 اکتوبر	1963ء	صفحہ: 14
⑭	6 مارچ	1964ء	صفحہ: 18
⑮	13 مارچ	1964ء	صفحہ: 6
⑯	27 مارچ	1964ء	صفحہ: 18
⑰	17 اپریل	1964ء	صفحہ: 18
⑱	3 جولائی	1964ء	صفحہ: 18
⑲	9 اکتوبر	1964ء	صفحہ: 3
⑳	9 اکتوبر	1964ء	صفحہ: 18

۲۱ 30اکتوبر 1964ء صفحہ: 18

۲۲ 25دسمبر 1964ء صفحہ:17

۲۳ ایضاً

۲۴ 26مارچ 1965ء صفحہ: 16

۲۵ 2اپریل 1965ء صفحہ: 8

۲۶ 2اپریل 1965ء صفحہ: 11

۲۷ 11جون 1965ء صفحہ: 18

۲۸ 27اگست 1965ء صفحہ: 16

۲۹ 19نومبر 1965ء صفحہ: 34

۳۰ 11مارچ 1966ء صفحہ: 9

۳۱ 25مارچ 1966ء صفحہ: 18

۳۲ 3جون 1966ء صفحہ: 17

۳۳ 9ستمبر 1966ء صفحہ: 18

۳۴ 3فروری 1967ء صفحہ: 9

۳۵ 14جولائی 1967ء صفحہ: 18

۳۶ 3نومبر 1967ء صفحہ: 14

۳۷ 8نومبر 1968ء صفحہ: 17

۳۸ 4اپریل 1969ء صفحہ: 18

۳۹ 12ستمبر 1969ء صفحہ: 6

۴۰ 26ستمبر 1969ء صفحہ: 17

۴۱ 3اکتوبر 1969ء صفحہ: 15

۴۲ 17اکتوبر 1969ء صفحہ: 18

۴۳ 17اپریل 1970ء صفحہ: 18

۴۴ 8مئی 1970ء صفحہ: 17

۴۵ 4ستمبر 1970ء صفحہ: 17

۴۶ 9اکتوبر 1970ء صفحہ: 18

۴۷ 20نومبر 1970ء صفحہ: 23

۴۸ 20نومبر 1970ء صفحہ: 17

۴۹	1اگست	1975ء	صفحہ:	21
۵۰	26ستمبر	1975ء	صفحہ:	29
۵۱	12مارچ	1976ء	صفحہ:	16
۵۲	17ستمبر	1976ء	صفحہ:	26
۵۳	4مارچ	1977ء	صفحہ:	18
۵۴	15ستمبر	1978ء	صفحہ:	21-22
۵۵	29دسمبر	1978ء	صفحہ:	9
۵۶	14جنوری	1979ء	صفحہ:	9
۵۷	26جنوری	1979ء	صفحہ:	30
۵۸	7جون	1980ء	صفحہ:	2-3
۵۹	17اپریل	1981ء	صفحہ:	9
۶۰	8جولائی	1983ء	صفحہ:	15
۶۱	15جولائی	1983ء	صفحہ:	16
۶۲	29جولائی	1983ء	صفحہ:	12
۶۳	16ستمبر	1983ء	صفحہ:	18
۶۴	29جولائی	1983ء	صفحہ:	25-26
۶۵	2مارچ	1984ء	صفحہ:	24
۶۶	11جنوری	1985ء	صفحہ:	10
۶۷	25جنوری	1985ء	صفحہ:	4-5
۶۸	26اپریل	1985ء	صفحہ:	26
۶۹	3مئی	1985ء	صفحہ:	3-4
۷۰	19جولائی	1985ء	صفحہ:	3-5
۷۱	30اگست	1985ء	صفحہ:	15-22
۷۲	27ستمبر	1985ء	صفحہ:	18
۷۳	18اکتوبر	1985ء	صفحہ:	18-13
۷۴	1نومبر	1985ء	صفحہ:	22

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (لقمان: ۱۵)

برصغیر پاک و ہند کے چند

مشاہیر اہلِ سنّت

نقوش و تاثرات

اثرِ خامہ:

محسنِ اسلام جسٹس (ر)

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود

مرتب:

محمد ثقلین جاوید

ناشر:

محمود پبلی کیشنز اسلامک ٹرسٹ

جامعہ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی شاہدرہ لاہور

یادداشت